Edited
17/2

مثنوی گلزار نسیم

مصححہ و مشرحہ

سید محمد منظور علی رضوی - ایم - اے - ایل - ٹی

سابق ڈپٹی انسپکٹر مدارس اسلامیہ کمشنری لکھنؤ

و

ہیڈ ماسٹر فیض عام ہائی اسکول میرٹھ

حسب فرمائش

لالہ رام نرائن لعل - بکسیلر و پبلشر

نیشنل پریس الہ آباد میں چھپی

سوم ۱۹۴۹ء قیمت

فہرست مضامین
مثنوی گلزار نسیم

۷۸۶

مصنّف کی سوانح عمری

پنڈت دیا شنکر کول متخلص بہ نسیم لکھنؤ کے مشہور شاعروں میں تھے سنہ ۱۸۱۱ء مطابق سنہ ۱۲۴۷ھ میں پیدا ہوئے تھے اور کشمیری خاندان سے تھے۔ اُن کے والد کا نام پنڈت گنگا پرشاد کول تھا پستہ قد۔ گندمی رنگ اور چھریرے بدن کے آدمی تھے۔ زمانہ شاہی میں امجد علی شاہ نواب اودھ کی فوج کے منشی تھے چونکہ اُس زمانہ میں فارسی زبان کا عروج تھا اس لیئے ہر تعلیم یافتہ شخص فارسی زبان میں خصوصاً کافی دستگاہ رکھتا تھا۔ چنانچہ صغر سنی میں پنڈت جی نے فارسی کی تعلیم حاصل کی اُردو مادری زبان تھی چونکہ خلقی طبیعت دار اور ذہین تھے اور شعر و سخن سے قدرتی شوق تھا۔ لہذا اکثر اُردو اور فارسی شعرا کا کلام دیکھا کرتے تھے یہاں تک کہ بیس سال کی عمر میں شاعری کا خاصہ مذاق پیدا ہو گیا۔ اُس زمانہ کے شاعروں میں خواجہ حیدر علی آتش کا لکھنؤ میں خاص شہرہ تھا۔ پنڈت جی کو بھی اُن کا کلام پسند آیا اور خواجہ صاحب کے شاگرد ہو گئے۔ شروع میں غزل گوئی کا شوق

ہوا اور عرصہ تک غزلیں کہتے رہے۔ مگر مثنوی کے رنگ سے خاص دلچسپی
تھی۔ اُس زمانہ میں میر حسن دہلوی کی مثنوی سحر البیان کی ہر طرف شہرت تھی۔
پنڈت جی کا میلان طبع مثنوی کی طرف تو تھا ہی اُنھوں نے بھی ارادہ کیا کہ
ایک مثنوی لکھیں۔ مثنوی کے لئے بکاؤلی کا قصہ انتخاب کیا گیا۔ جو اس وقت
تک نثر میں تھا اور ۱۸۳۶ء میں پنڈت جی کی بھی مثنوی تیار ہوگئی مگر یہ
مثنوی اپنے رنگ میں بالکل نرالی تھی۔ نہ کسی کی تقلید تھی نہ کسی کی نقل
اس کا رنگ بالکل نیا رنگ تھا۔ مثنوی لکھ کر اُستاد کے پاس تصحیح کے لئے
لے گئے مگر کتاب اس قدر ضخیم ہوگئی تھی کہ آتش نے کہا بھیا اتنی بڑی کتاب کو
دیکھیگا کون؟ وہ اپنا دہ یک[۱] کا قانون یہاں بھی جاری کرو" چنانچہ اُستاد
کے ارشاد کے بموجب پنڈت جی نے مثنوی پر نظر ثانی کی اور اب کی مرتبہ
ایسا اختصار کیا کہ عطر نکال لیا۔ بھرتی کے جتنے شعر تھے سب نکال دئے بلکہ
جو مطلب چار چار پانچ پانچ شعروں میں ادا ہوتا تھا اُسے ایک ہی شعر میں ادا کیا۔
اُستاد کے پاس دوبارہ لے گئے۔ آتش مرحوم شاگرد کی محنت اور قابلیت سے
بہت خوش ہوئے اور ضروری اصلاح کر کے مثنوی واپس دی لیکن "کہتے
ہیں کہ اکثر مقامات پر پنڈت جی نے اُستاد کی اصلاح کو نہیں مانا اور جو
خود لکھا تھا اُسی کو قائم رکھا۔ صحت کے بعد یہ مثنوی ایک مشاعرہ میں

۱؎ "اس کنایہ میں یہ اشارہ تھا کہ پنڈت صاحب فوج شاہی میں منشی تھے اور
بموجب قانون حکومت سب کی تنخواہوں میں سے دہ یکی کاٹ لیتے تھے" (از آبحیات)

پڑھی گئی اور نہایت مقبول ہوئی۔ خواجہ وزیر۔ ناسخ۔ رند۔ صائب وغیرہ سب ان کے ہمعصر تھے۔ صبا سے بہت یارانہ تھا۔ لیکن رند سے اکثر نوک جھونک رہا کرتی تھی۔ افسوس ہے کہ کم سن شاعر کی عمر نے وفا نہ کی اور بتیس ۳۲ سال کی عمر میں دفعتاً ہیضہ میں مبتلا ہوئے اور ۱۸۴۳ء مطابق ۱۲۶۰ھ میں اس عالم فانی سے رحلت کر گئے۔ پنڈت جی نے علاوہ مثنوی کے ایک دیوان بھی لکھا ہے مگر دیوان کی اس قدر شہرت نہیں ہے جتنی مثنوی کو حاصل ہوئی۔

نسیم نہایت شوخ مزاج اور آزاد طبع شخص تھے۔ بیباکی طبیعت میں بے انتہا تھی۔ دنیاوی اعزاز کی طرف کبھی توجہ نہیں کی۔ علمی مذاق سے خاص دلچسپی تھی۔ خواجہ حیدر علی آتش کو اس ہونہار اور ذہین وطباع شاگرد سے خاص انس اور دلی محبت تھی۔ اپنے سب شاگردوں میں نسیم کا بہت خیال کرتے تھے۔ استاد کے ساتھ نسیم کو بہت سے معرکہ آرا مشاعروں میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا اور نہایت کامیابی حاصل کی۔ یہاں تک کہ لکھنؤ کے اس زمانہ کے سربرآوردہ شعرا میں نسیم کا بھی شمار ہوتا تھا۔ کشمیریوں کا اس وقت دربار شاہی میں بہت رسوخ تھا اور پنڈت جی کے اکثر احباب اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر ممتاز بھی تھے۔ مگر ان کی غیور طبعی اور استغنا نے کبھی اجازت نہ دی کہ کسی بڑے عہدے یا جاگیر کے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ان کے دوستوں

نے بہت کچھ کوشش کی کہ کسی طرح پنڈت جی کو دربار شاہی تک پہنچائیں لیکن انھوں نے ہمیشہ انکار کیا اور دنیاوی جاہ وحشم کی طرف رخ نہ کیا۔ اصل یہ ہے کہ تقدیر کے سامنے تدبیر رد ہو جاتی ہے۔ دربار تک رسائی پنڈت جی کے مقدر ہی میں نہ تھی پھر پہنچتے تو کیسے؟ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امجد علی شاہ نواب اودھ کے سامنے گانا ہو رہا تھا کسی طوائف نے نسیم کی ذیل کی غزل شروع کی۔

غزل

جب نہ جیتے جی مرے کام آئیگی — کیا یہ دنیا عاقبت بخشائیگی
جب ملے دو دل مخل پھر کون ہے — بیٹھ جاؤ خود حیا اٹھ جائیگی
گر یہی ہے اس گلستاں کی ہوا — شاخ گل اک روز جھونکا کھائیگی
داغ سودا ایک دن دیگا بہار — فصل اس گل کی شگوفہ لائیگی
کچھ تو ہوگا ہجر میں انجام کار — بے قراری کچھ نہ کچھ ٹھہرائیگی
صندلی رنگوں سے مانا دل ملا — دردسر کس کس کے ماتھے جائیگی
خاکساروں سے جو کھچیگا غبار — اے فلک بدلی تری ہو جائیگی
جب کرے گا گرم میاں وہ شعلہ رو — شمع محفل دیکھ کر جل جائیگی
جاں نکل جائیگی تن سے، اے نسیم — گل کو بو دے گی گل ہوا بتلائیگی

بادشاہ چونکہ خود نہایت سخن فہم اور ہنر شناس تھا اور گانے والی نے

بھی نہایت دلکش آواز سے اُسے گایا تھا بہت متاثر ہوا اور غزل بہت پسند آئی اور پوچھا کہ یہ اُسی نسیم کی غزل ہے جس نے مثنوی گلزار نسیم لکھی ہے۔ طوائف نے عرض کی کہ خداوند نعمت یہ اُسی شاعر کا کلام ہے۔ حکم ہوا کہ نسیم کو فوراً دربار میں حاضر کرو۔ مگر قسمت نے یہاں بھی پلٹا کھایا۔ اس نظر التفات نے جو حریفوں کے دلوں میں آتشِ حسد بھڑکا دی فوراً ایک نے جواب دیا کہ جہاں پناہ نسیم کا تو انتقال ہو گیا۔ خدا جانے کس منحوس گھڑی یہ کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ واقعی سچ ہو کر رہا۔ کہتے ہیں کہ نسیم اُسی وقت دفعتاً بیمار ہوئے اور آناً فاناً داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ مرنے سے پہلے مرحوم نے یہ شعر کہا تھا ؎

پہنچی نہ راحت ہم سے کسی کو بلکہ اذیت کوش ہوئے

جان پڑی تب بار شکم تھے مر کے وبالِ دوش ہوئے

مثنوی گلزار نسیم مصنف کی حیات ہی میں طبع بھی ہو گئی تھی۔ پہلی مرتبہ مطبع حسینی واقع محلہ محمود نگر متصل اکبری دروازہ میں میر حسن رضوی کے اہتمام سے چھپی تھی۔ اس کی تصحیح مصنف نے خود کی تھی اور قطعہ تاریخ بھی کہا تھا جو اس اڈیشن کے آخر میں درج ہے

قطعہ تاریخ طبع مثنوی گلزار نسیم از مصنف

اے خالق کردگار شکرا — شکرا شکرا ہزار شکرا
کیں جملہ ز ابتدا خبر داد — شاخ قلم چنیں ثمر داد
در عہد خلافت شہنشاہ — امجد علی شاہ خلد اللہ
سید حسن آنکہ طبع پاکش — چوں مطبع اوست خوب دلکش
از شمع رضا شنیدہ بشنود — در مطبع خویش طبع فرمود
چوں زیور طبع نیک پوشیدہ — بہر تاریخ طبع کوشید
گلزار نسیم شد چو مسموع — گل گفت کہ تازہ گشت مطبوع

۱۲۶۰ھ

مثنوی پر اہل سخن کی رائیں

۱۹۰۵ء میں پنڈت برج نرائن صاحب چکبست لکھنوی بی۔ اے نے مثنوی کا ایک نیا ایڈیشن شایع کیا جس میں مصنف کی سوانح عمری لکھی تھی اور مثنوی پر تنقید کی تھی۔ میں نے خود اس ایڈیشن نہیں دیکھا۔ اس کتاب کے لکھتے وقت بھی ہر چند اس کی تلاش کی لیکن دستیاب نہیں ہوا۔ مصنف کے پاس خود بھی موجود نہیں ہے۔ مگر اس ایڈیشن کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سال تک اہل قلم میں بڑی معرکہ آرائیاں ہوتی رہیں عبدالحلیم صاحب شرر

نے مثنوی پر اعتراضات کئے تھے اور اودھ پنچ میں جس کے ایڈیٹر اُس وقت منشی سجاد حسین صاحب مرحوم تھے اُن کے جوابات شائع ہوتے رہے تھے۔ منشی سجاد حسین صاحب مرحوم کی ذاتی قابلیت اور زباندانی مشہور ہے۔ میں نے یہ مضامین جو پنچ میں شائع ہوتے تھے وقتاً فوقتاً خود دیکھے ہیں۔ یہ مباحثہ تنقیدی حیثیت سے گذر کر بہت کچھ تعصب اور ذاتی حملوں پر پہنچ گیا تھا اور فحش گوئی ہونے لگی تھی مگر پھر بھی مثنوی کے عیوب اور محاسن جس قدر ہوسکتے تھے ظاہر ہو گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ عیوب سے تو دنیا کی کوئی چیز پاک و صاف نہیں ہے لیکن مثنوی کے محاسن اُس کے عیوب سے کہیں زیادہ ہیں جن کے مقابل میں عیوب کو الشّاذ کالمعدوم کہنا بیجا نہ ہوگا۔ میں یہاں چند ماہرین فن اور نقادان سخن کی رائے پر اکتفا کروں گا جو اُنھوں نے مثنوی کے متعلق ظاہر کی ہے۔

(۱) مولوی محمد حسین آزاد۔ ہمارے ملک میں سیکڑوں مثنویاں لکھی گئیں مگر ان میں فقط دو نسخے ایسے نکلے جنھوں نے طبیعت کی موافقت سے قبول عام کی سند پائی ایک سحر البیان دوسری گلزار نسیم اور تعجب یہ ہے کہ دونوں کے رستے بالکل الگ الگ ہیں۔ اس واسطے آزاد کو واجب ہے کہ کچھ لکھے .... پنڈت دیا شنکر نے گلزار نسیم لکھی اور بہت خوب لکھی اس کا رستہ اُس سے (مثنوی میر حسن سے) بالکل الگ تھا۔ کیونکہ پنڈت صاحب نے ہر مضمون کو تشبیہ کے پردہ اور

استعارہ کے پیچ میں ادا کیا اور وہ ادا معشوقانہ خوش ادائی نظر آئی۔ اس کے تیج میں وہی بانکپن کی مروڑ ہیں جو پری زادیں بانکا ڈوپٹہ اوڑھ کر دکھاتی ہیں اور اکثر مطلب کو کبھی اشاروں اور کنایوں کے رنگ میں دکھایا ہے۔ باوجود اس کے زبان فصیح اور کلام شستہ اور پاک ہے اختصار بھی اس مثنوی کا ایک خاص وصف ہے جس کا ذکر کرنا واجب ہے کیونکہ ہر معاملہ کو اس قدر مختصر کر کے ادا کیا ہے جس سے زیادہ ہو نہیں سکتا اگر ایک شعر بیچ سے نکال لو تو داستان برہم ہو جاتی ہے۔ ان باتوں کے لحاظ سے واجب تھا کہ کتاب خاص پسند ہوتی مگر باوجود اس کے عام و خاص سب ہی نے شہرت پائی۔ اس کے نکتوں اور باریکیوں کو سمجھیں یا نہ سمجھیں مگر سب لیتے ہیں اور پڑھتے ہیں جتنی سمجھ میں آتی ہے اُسی پر خوش ہوتے ہیں اور لوٹے جاتے ہیں"۔

(از آب حیات صفحہ ۳۴۲ و ۳۴۴)

(۲) مولوی عبدالحلیم شرر نے (تنقید بر دیباچہ پنڈت برج نرائن چکبست) گلزار نسیم کے اختصار اس کی ترکیبوں کی پختگی تشبیہات کامل کلام کی سادگی و روانی اور پاکیزگی زبان کی نسبت جو کچھ لکھا گیا ہے بہت صحیح ہے بلکہ اس سے بڑھ کے ہے۔ ہم لکھتے تو اس سے کچھ زیادہ ہی لکھتے اس لئے کہ ہم ہمیشہ سے گلزار نسیم کے بہت بڑے معترف ہیں" (از دلگداز بابت ماہ مارچ ۱۹۰۵ء نمبر ۳ جلد ۹)

(۳) منشی احمد علی شوقؔ۔ "گلزار نسیم کی خوبیوں کو میرا دل ہی جانتا ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ نسیمؔ مرحوم نے جس فصاحت کے ساتھ گلزار نسیم کو نظم فرمایا ہے میں اُس کو نہیں پہنچ سکا میں نے اپنی قوت شاعرانہ ایک حد تک ترانۂ شوق میں صرف کی اور اس قدر صحیح ہے کہ ترانۂ شوق کی تصنیف کے وقت گلزار نسیم میرے نگاہوں کے سامنے تھی۔ حاشا اس غرض سے نہیں کہ میں اِس کا جواب کہوں بلکہ اِس غرض سے کہ بحر ایک ہی ہے مضامین لڑ نہ جائیں لیکن نسیمؔ کی فصاحت بیانی نے میری یہ حالت کی کہ جا بجا دانتوں پسینہ آ گیا اور پھر بھی کامیابی کی حد تک نہ پہنچ سکا ...... میں نسیمؔ مرحوم کی روح کو گلزار نسیم کی داد کہاں تک دوں جس رنگ میں یہ مثنوی ہے اپنی مثال آپ ہی ہے۔ (از کشمیری درپن بابت ماہ اگست ۱۹۰۵ء جلد ۳ نمبر ۸)

(۴) نقاد لکھنوی۔ "گلزار نسیم بھی اُسی قبیل کی ایک نظم ہے جسے جتنی مرتبہ اور جتنے غور سے پڑھئے ایک نیا لطف ملتا ہے اور جب ذہن اُس کے دقائق اور نزاکت فن تک پہنچتا ہے تو ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے در حقیقت اُس میں ایسے نازک استعارے اور بلند خیالی کے نمونے موجود ہیں جو اردو شاعری کی انتہائی ترقی کا پتہ دیتے ہیں اور مجموعی حیثیت سے اُس میں اعلےٰ شاعری کے اتنے ارکان جمع ہو گئے ہیں جو دوسری مثنویوں بلکہ اردو کی کل تصانیف میں

کبریت احمر کا حکم رکھتے ہیں..... (گلزار نسیم میں) ترقی یافتہ شاعری کے کئی ارکان مکمّل طور پر ملتے ہیں۔ اختصار پر تو اس نظم کی بنیاد ہی قائم ہے اور یہ التزام اوّل سے آخر تک یکساں حالت میں پایا جاتا ہے۔ نازک خیالی اور جودت طبع کے نمونے بھی ہر جگہ موجود ہیں اگر کمی ہے تو جدّت خیال کی مگر اس کے لئے شاعر معذور ہے کیونکہ اصل قصّہ کی تصنیف سے اُسے کوئی تعلق نہیں۔ وہ بہت قدیم تصنیف ہے جسے اُس نے صرف نظم کیا ہے۔ تاہم تشبیہ اور استعارہ کی صورت میں ایک حد تک جدّت سے بھی کام لیا گیا ہے۔

(از رسالہ زمانہ نمبر ۴ جلد ۶ بابت ماہ جون ۱۹۰۵ء)

(۵) مولوی فضل الحسن حسرت موہانی۔ بی۔ اے۔ "گلزار نسیم" کی تصنیف کو خواجہ آتشؔ کے ساتھ منسوب کرنا خطا ہے بلکہ ہمارے نزدیک اس قسم کی بے بُنیاد روایتوں کو درحقیقت صحیح سمجھنا اپنے تئیں مذاق صحیح سے بیگانہ ثابت کرنا ہے۔

شعرائے لکھنؤ میں سے صرف خواجہ آتشؔ ایک ایسے شاعر تھے جن کے کلام کی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ اس میں آورد سے آمد زیادہ ہے۔ ایسی حالت میں اِن کو گلزار نسیمؔ کا مصنّف ٹھہرانا جس کا ہر ہر شعر اردو تصنع کی گویا ایک مجسم صورت ہے۔ بہرکیف ناواجب ہے.... گلزار نسیم کی زبان بیشک لکھنؤ کی زبان ہے اگرچہ اس میں بعض غلطیاں بھی موجود ہیں

..... لیکن ساتھ ہی اس کے ان چند غلطیوں کی بنا پر یہ کہنا بھی غایت درجہ کی کوتاہ نظری ہے کہ نسیمؔ کی زبان لکھنؤ کی زبان نہیں ہے یا یہ کہ ان غلطیوں نے گلزارِ نسیم کو مٹا دیا۔

(از اودھ پنچ جلد ۲۹ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۵ء)

(۶) پنڈت برج نرائن چکبست۔ بی۔ اے وکیل "سخن شناس جانتے ہیں کہ نسیمؔ نے گو کہ میر حسنؔ کے مقابلہ پر مثنوی کہی لیکن دوسرے رنگ میں کہی۔ کوئی نسیمؔ کو میر حسنؔ کے خرمن کا خوشہ چیں نہیں کہہ سکتا۔ اگر وہ اپنے رنگ میں فرد ہیں تو یہ اپنے طرز میں یکتا ہیں۔ کلام کی سادگی اور بے تکلفی کا لطف اٹھانا ہے تو میر حسنؔ کی مثنوی دیکھو۔ اگر باریک بینی اور معنی آفرینی کا رنگ پسند ہے تو گلزارِ نسیمؔ کی سیر کرو۔ دونوں نے اپنے اپنے رنگ میں حقِ سخنوری ادا کیا ہے۔ میر حسنؔ کے اشعار کا بیساختہ پن اور سادہ پن دل میں عجیب کیفیت پیدا کرتا ہے۔ شبِ ہجراں کی بے قراری کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ نسیمؔ کے اشعار ایک دوسری ہی حالت پیدا کرتے ہیں۔ الفاظ کی شوکت۔ بندش کی چستی۔ اشعار کی نزاکت۔ تشبیہوں کی پختگی سے مصنّف کا زورِ طبیعت معلوم ہوتا ہے۔ نازک خیالی اور بلند پروازی اس عالم کا اشارہ کرتی ہے جہاں پہنچتے ہوئے ہمارے طائرِ خیال کے پر جلتے ہیں۔ غرض کہ اگر صورتِ حال کا بیان میر حسنؔ پر ختم ہے تو کلام کا معنی خیز ہونا نسیمؔ پر ..... میر حسنؔ سخن آفریں ہیں۔

نسیم معنی آفریں ہیں۔ میر حسن محاورہ اور روزمرّہ کے بادشاہ ہیں استعارہ اور تشبیہ نسیم کا حصّہ ہے مگر اتنا کہنا ناانصافی نہیں کہ جو سوز و گداز میر حسن کے کلام میں ہے وہ نسیم کے کلام میں نہیں ہے۔

گلزار نسیم کا ایک خاص جوہر جو کہ نسیم کا حصّہ ہے تناسب لفظی ہے تناسب لفظی کی صفت ہمیشہ اردو شاعروں کے پسند خاطر رہی ہے لیکن کسی نے اس کو اس درجۂ کمال پر نہیں پہنچایا جیسا کہ گلزار نسیم میں ہم دیکھتے ہیں...... اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا مناسب ہے کہ اکثر جگہ نسیم سے بھی تناسب الفاظ کے ساتھ لطافت سخن قائم نہیں رہ سکی لیکن اس قسم کے اشعار کل مثنوی میں دو فیصدی سے زیادہ نہ ملیں گے۔ لہذا قابل معافی ہیں۔ اختصار جیسا کہ پیشتر لکھا گیا اس مثنوی کا عجیب جوہر ہے واقعی دریا کو کوزے میں بند کیا ہے۔ کل مثنوی میں ایک شعر بھرتی کا مشکل سے ملے گا...... میر حسن کی مثنوی میں معاملہ برعکس ہے ...... نسیم کی زبان بھی نہایت سلیس و پاکیزہ ہے اور اسے لکھنؤ کی ٹکسالی زبان سمجھنا چاہئے۔ (از دیباچۂ گلزار نسیم)

سیّد محمد منظور علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مثنوی گلزارِ نسیم

۱- حمد

ثمرہ ہے قلم کا حمدِ باری ۱ ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری
حمدِ حق و مدحتِ پیمبر ۲ کرتا ہے یہ دو زباں سے یکسر
یعنی کہ مطیعِ پنج تن ہے ۳ پانچ انگلیوں میں یہ حرف زن ہے
کرتا ہے زباں کی پیش دستی ۴ ختم اس پہ ہوئی سخن پرستی

۲- خواستگاری جنابِ باری سے گلزارِ نسیم کی ترتیب کے واسطے

منقارِ ہزار داستاں دے ۱ یارب مرے خامے کو زباں دے
افسوں ہو بہارِ عاشقی کا ۲ افسانۂ گُلِ بکاؤلی کا
اُردو کی زباں میں سخن گو ۳ ہر چند سُنا گیا ہے اُس کو
اس مے کو دو آتشہ کروں میں ۴ وہ نثر ہے داد نظم دوں میں
سلطانِ قلمروِ سخن تھے ۵ ہر چند جو اگلے اہلِ فن تھے
سورج کو چراغ ہے دکھانا ۶ آگے اُن کے فروغ پانا

ہر بحرِ سخن سدا ہے باقی ۷ دریا نہیں کاربند ساقی
طعنے سے زبان نکتہ چیں روک ۸ رکھے مری اہلِ خامہ میں نوک
خوبی سے کرے دلوں کو تسخیر ۹ نیرنگ نسیم باغ کشمیر
نقطے ہوں سپند خوش بیانی ۱۰ جدول ہو حصار سحر خوانی
جو نکتہ لکھوں کہیں نہ حرف آئے ۱۱ مرکز پہ گردش مری پہنچ جائے

۳۔ داستان تاج الملوک شاہزادہ اور زین الملوک بادشاہِ مشرق کی

روداد زمانِ باستانی ۱ یوں نقل ہے خامہ کی زبانی
پورب میں ایک تھا شہنشاہ ۲ سلطان زین الملوک ذیجاہ
لشکر کش و تاجدار تھا وہ ۳ دشمن کش و شہریار تھا وہ
خالق نے دئے تھے چار فرزند ۴ دانا عاقل ذکی خردمند
نقشہ ایک اور سے جمایا ۵ پس ماندہ کا پیش خیمہ آیا
امید کے نخل نے دیا بار ۶ خورشید حمل ہوا نمودار
وہ نور کہ صدقے مہر انور ۷ وہ رخ کہ نہ ٹھہرے آنکھ جس پر
نورِ آنکھ کا کہتے ہیں پسر کو ۸ چشمک تھی نصیب اس پدر کو
خوش ہوتے ہی طفل مہ جبیں سے ۹ ثابت یہ ہوا ستارہ بیں سے
پیارا یہ وہ ہے کہ دیکھ اسی کو ۱۰ پھر دیکھ نہ سکیگا کسی کو

نظروں سے گم وہ طفل ابتر ۱۱ مانند سرشک دیدۂ تر
پردے سے نہ دایہ نے نکالا ۱۲ پتلی سا نگاہ رکھ کے پالا
تھا افسر خسرواں وہ گلفام ۱۳ پالا تاج الملوک رکھ نام
جب نام خدا جواں ہوا وہ ۱۴ مانند نظر رواں ہوا وہ
آنا تھا شکارگاہ سے شاہ ۱۵ نظارہ کیا پسر کا ناگاہ
صاد آنکھوں کی دیکھ کر پسر کی ۱۶ بینائی کے چہرے پر نظر کی
مہر لب شہ ہوئی خموشی ۱۷ کی نور بصر نے چشم پوشی
دی آنکھ جو شہ نے رونمائی ۱۸ چشمک سے بینائیوں کو کھائی
ہر چند کہ پادشہ نے ٹالا ۱۹ اُس ماہ کو شہر سے نکالا
گھر گھر یہی ذکر تھا یہی شور ۲۰ خارج ہوا نور دیدۂ کور
آیا کوئی لے کے نسخۂ نور ۲۱ لایا کوئی جا کے سرمۂ طور
تقدیر سے چل سکا نہ کچھ زور ۲۲ بینا نہ ہوا وہ دیدۂ کور
ہوتا ہے وہی خدا جو چاہے ۲۳ مختار ہے جس طرح نباہے

۴- جانا چاروں شہزادوں کا بہ تجویز کحال تلاش گل بکاؤلی کو

پایا جو سفید چشم صفحا ۱ یوں میل قلم نے سرمہ کھینچا
تھا اک کحال پیر دیرینہ ۲ عیسی کی تھیں اُس نے آنکھیں دیکھیں

وہ مرد خدا بہت کراہا ۳ سلطاں سے ملا کہا کہ شاہا
ہے باغ بکاؤلی میں اک گل ۴ پلکوں سے اسی پہ مار چنگل
خورشید میں یہ ضیا کرن کی ۵ ہے مہر گیا اُسی چمن کی
اُس نے تو گلِ ارم بتایا ۶ لوگوں کو شگوفہ ہاتھ آیا
شہزادے ہوئے وہ چاروں تیار ۷ رخصت کئے شہ نے چار و ناچار
شاہانہ چلے وہ لے کے ہمراہ ۸ لشکر اسباب خیمہ خرگاہ
وہ بادیہ گرد خانہ برباد ۹ یعنی تاج الملوک ناشاد
میدان میں خاک اُڑا رہا تھا ۱۰ دیکھا تو وہ لشکر آرہا تھا
پوچھا تم لوگ خیل کے خیل ۱۱ جاتے ہو کدھر کو صورتِ سیل
بولا لشکر کا اک سپاہی ۱۲ جاتی ہے ارم کو فوج شاہی
سلطانِ زین الملوک شہ زور ۱۳ دیدار پسر سے ہو گیا کور
منظور علاج روشنی ہے ۱۴ مطلوب گلِ بکاؤلی ہے
گل کی جو خبر سنائی اُس کو ۱۵ گلشن کی ہوا سمائی اُس کو
ہمرہ کسی لشکری کے ہو کر ۱۶ قسمت پہ چلا یہ نیک اختر

۵۔ غلام ہونا چاروں شہزادوں کا چوسر کھیل کر دلبر بیسوا سے

نقطوں سے قلم کی مہرہ بازی ۱ یوں لاتی ہے رنگ بدطرازی

یکچند پھرا کیا وہ انبوہ ۲ صحرا صحرا و کوہ در کوہ
بلبل ہوئے سب ہزار جی سے ۳ گل کا نہ پتہ لگا کسی سے
وارد ہوئے ایک جا سر شام ۴ فردوس تھا اس مقام کا نام
اک نہر تھی شہر کے برابر ۵ جھمکے سیارے کہکشاں پر
اک باغ تھا نہر کے کنارے ۶ جویائے گل اس طرف سدھارے
دلبر نام ایک بیسوا تھی ۷ اس ماہ کی واں محلسرا تھی
دروازے سے فاصلے پہ گھر تھا ۸ نقارہ چوبدار در تھا
بیجا و بجا نہ سمجھے انجان ۹ نقارہ بجا کے ٹھہرے نادان
آواز پہ وہ لگی ہوئی تھی ۱۰ آپ ان کے ٹھاٹھ دیکھتی تھی
جس شخص کو مالدار پاتی ۱۱ باہر سے اسے لگا کے لاتی
بٹھلا کے جوئے کا ذکر اٹھا کر ۱۲ چوسر میں وہ لوٹتی سراسر
جیت اس کی تھی ہاتھ جو کچھ آتا ۱۳ اس کا کوئی ہتھکنڈا نہ پاتا
بلی کا سر چراغداں تھا ۱۴ چوہا پاسے پاسباں تھا
اٹکاتی اڑی پہ قسمت آسا ۱۵ بلی جو دبا تو موش پاسا
جیتے ہوئے بندے تھے ہزاروں ۱۶ قسمت نے پھنسائے یہ بھی چاروں
صیاد تھی لاتی پھانس کر صید ۱۷ کرسی پہ بٹھائے نقش امید
گھاتیں ہوئیں دلربائیوں کی ۱۸ باتیں ہوئیں آشنائیوں کی
رنگ اس کا جما تو لاکے چوسر ۱۹ کھیلی وہ کھلاڑ بازی بدکر

وہ چھوٹ پہ تھی یہ میل سمجھے ۲۰ بازی پہ جو سر کی کھیل سمجھے

مغرور تھے مال و زر پہ کھیلے ۲۱ سامان ہارے تو سر پہ کھیلے

بدبختی سے آخری جو اتھا ۲۲ بندہ ہونا بدا ہوا تھا

دو ہاتھ میں چاروں اس نے لوٹے ۲۳ پنجے میں پھنسے تو چھکے چھوٹے

ایک ایک سے رات بھر نہ چھوٹا ۲۴ پو پھٹتے ہی جگ انھوں کا ٹوٹا

زنداں کو چلے مچل مچل کر ۲۵ نمردوں کی طرح پھرے نہ چل کر

لشکر میں سے جو گیا سوئے شہر ۲۶ پانی سا پھرا نہ جانب نہر

٦- جیتنا تاج الملوک کا دلبر بیسوا کو اور چھوڑ کر روانہ ہونا تلاش گلِ بکاولی میں

لانا زرِ گل کا ہے ارم سے ۱ یوں صفحے پہ نقش ہے قلم سے

وہ نیگ رواں کا گرد شکر ۲ یعنی تاج الملوک ابتر

حیراں ہوا کہ یا الٰہی ۳ لشکر پہ یہ کیا پڑی تباہی

اٹھا کہ خبر تو لیجے چل کر ۴ گذرا درِ باغ بیسوا پر

حیراں تھا یہ بلند پایہ ۵ نکلی اندر سے ایک دایہ

لڑکا کوئی کھو گیا تھا اس کا ۶ ہم شکل یہ مہ لقا تھا اس کا

بولی وہ کہ نام کیا ہے تیرا ۷ فرزند اسی شکل کا تھا میرا

بولا وہ کہ نام تو نہیں یاد ۸ طفلی میں ہوا ہوں خانہ برباد

لیکن یہ میں جانتا ہوں دلگیر ۹ مادر تھی مری بھی ایسی ہی پیر
بیٹا وہ سمجھ کے جی سے اُس کو ۱۰ گھر لائی ہنسی خوشی سے اُس کو
جاتے تھے اُدھر سے دو جواری ۱۱ ایک ایک کی کر رہا تھا خواری
کہتے تھے فریب دو گے کیا تم ۱۲ شہزادے نہ ہم نہ بیسوا تم
ذکر اپنے برادروں کا سُن کر ۱۳ بولا وہ غریب سُن تو مادر
کون ایسی کھلاڑ بیسوا ہے ۱۴ شہزادوں کو جس نے زچ کیا ہے
بولی وہ کہ ہاں جو ہے بدکام ۱۵ دلبر ایک بیسوا ہے خودکام
بلّی یہ چراغ رکھ کے شب کو ۱۶ چوسر ہیں وہ ڈھتی ہے سب کو
پاسے کی ہے کل چراغ کے ہاتھ ۱۷ یہ بلّی کے سر وہ چوہے کے ہاتھ
شہزادے کہیں کے تھے بداقبال ۱۸ بندہ سے ہوئے ہار کر زر و مال
بھائی ہی تھے جوشِ خوں کہاں جائے ۱۹ صدمہ ہوا درد سے کہا ہائے
پاسے کا چراغ سے الٹ پھیر ۲۰ سوجھا نہ انھیں یہ دیکھو اندھیر
سوچا وہ کہ اب تو ہم ہیں آگاہ ۲۱ جیتے ہیں تو جیت ہیں گے ناگاہ
اک بلّی جو چھپتی چوہے کو بھانپ ۲۲ نیولے بھگا دیا دکھا سانپ
سمجھا وہ کہ ہے شگون نرالا ۲۳ نیولا پکڑ آستیں میں پالا
چوسر ہی کے سیکھنے کو یکسر ۲۴ گھوما وہ بہ رنگ نرد گھر گھر
اک روز اُسے مل گیا امیر ایک ۲۵ وہ صاحبِ جاہ دل سے تھا نیک
اشراف سمجھ کے لے گیا گھر ۲۶ بخشا اُسے اسپ و جامہ و زر

اس گل کے جو ہاتھ میں نرد آیا ۲۷ جانبازی کو سوئے دلبر آیا
چلتی تھی کھلاڑ ڈنکے کی چوٹ ۲۸ نقارہ و چوب میں چلی چوٹ
آواز وہ سن کے در پہ آئی ۲۹ ہمرہ اُسے لے کے اندر آئی
کام اُس کا تھا بسکہ کھیل کھانا ۳۰ چوسر کا جما وہ کارخانہ
وہ چشم و چراغ بیسوا کے ۳۱ کرنے لگے تاک جھانک آ کے
نیولا وہ کہ مارِ آستیں تھا ۳۲ چٹکی کے بجاتے ہی وہیں تھا
بلی تو چراغ پا تھی خاموش ۳۳ بل ہو گیا ہوش کو فراموش
ہنس ہنس کے حریف نے رولایا ۳۴ مانند شمع اُسے جلایا
بارے بہ ہزار بد دماغی ۳۵ لی خضر نے غول سے چراغی
پاسے سے چلی نہ جعل سازی ۳۶ اُجڑی وہ بسا بسا کے بازی
سب ہار کے نقد و جنس بارے ۳۷ جیتے ہوئے بند سے بد کے ہارے
بُنیاد جو کچھ تھی جب گنوائی ۳۸ تب خود وہ کھلاڑ مہرے آئی
پھر پاسے نے کی نہ پاسداری ۳۹ ہمت کی طرح وہ دل سے ہاری
پاسے کی بدی ہے آشکارا ۴۰ راجہ نل سلطنت ہے ہارا
دانا تو کرے کب اس طرف میل ۴۱ ہارا ہے جوئے کے نام سے بیل
بارے دیکھا جو بیسوا نے ۴۲ بندہ کیا غیر کا خدا نے
سوچی یہ کہ اب بھی چال رہیے ۴۳ شادی کا مزا بحال رہیے
بولی بہ ہزار عجز و زاری ۴۴ تم جیتے میاں میں تم سے ہاری

لونڈی ہوں نہیں عدول مجھ کو ۴۵ خدمت میں کرو قبول مجھ کو
بولا وہ کہ سن یہ ہتھکنڈے چھوڑ ۴۶ نقّارۂ در کو چوب سے توڑ
یہ مال بہ زر یہ جیتے بندے ۴۷ یونہی یہیں رکھ یہ جنس چندے
بالفعل ارم کو جاتے ہیں ہم ۴۸ انشاءاللہ آتے ہیں ہم
بولی وہ سنو تو بندہ پرور ۴۹ گلزار ارم ہے پریوں کا گھر
انسان و پری کا سامنا کیا ۵۰ مٹھی میں ہوا کا تھامنا کیا
شہزادہ ہنسا کہا کہ دلبر ۵۱ کچھ بات نہیں جو رکھئے دل پر
انساں کی عقل اگر نہ ہو گم ۵۲ ہے چشم پری میں جائے مردم
یہ کہہ کے اُٹھا کہا کہ لو جان ۵۳ جاتے ہیں کہا خدا نگہبان
دولت تھی اگرچہ اختیاری ۵۴ پامردی سے اُس پہ لات ماری
جز جیب نہ مال پر پڑا ہاتھ ۵۵ جز سایہ نہ کوئی بھی لیا ساتھ
درویش تھا بندۂ خدا وہ ۵۶ اللہ کے نام پر چلا وہ

۷ پہنچنا تاج الملوک کا سُرنگ کھُدوا کر باغ بکاؤلی میں اور گل لے کر پھرنا

کرتا ہے جو طے سوادِ نامہ ۱ یوں حرف ہیں نقشِ پائے خامہ
وہ دامنِ دشتِ شوق کا خار ۲ یعنی تاج الملوک دل زار
اک جنگلے میں جا پڑا جہاں گرد ۳ صحرائے عدم بھی تھا جہاں گرد

۴ سائے کو پتہ نہ تھا شجر کا — عنقا تھا نام جانور کا
۵ مرغان ہوا کے تھے ہوش راہی — نقش کف پا تھے ریگ ماہی
۶ وہ دشت کہ جس میں ہو نہ تگ و دو — یا ریگ رواں تھی یا وہ رہرو
۷ ڈانڈا تھا ارم کے بادشا کا — اک دیو تھا پاسباں بلا کا
۸ دانت اس کے تھے گورکن قضا کے — دو نتھنے رہ عدم کے ناکے
۹ سر پر پایا بلا کو اس نے — تسلیم کیا قضا کو اس نے
۱۰ بھوکا کئی دن کا تھا وہ ناپاک — فاقوں سے رہا تھا پھانک کر خاک
۱۱ بے ریشہ یہ طفل نوجواں تھا — حلوا بے دود بے گماں تھا
۱۲ بولا کہ چکھوں گا میں یہ انساں — اللہ اللہ شکر احساں
۱۳ شہزادہ کہ منہ میں تھا اجل کے — اندیشہ سے رہ گیا دہل کے
۱۴ پل مارنے کی ہوئی جو دیری — سبحان اللہ شان تیری
۱۵ اشتر کئی جاتے تھے ادھر سے — بار اردو روغن و شکر سے
۱۶ وہ دیو لپک کے مار لایا — غراتے ہوئے شکار لایا
۱۷ اونٹوں کی جو لوتھیں دیو لایا — دم اس کا نہ اس گھڑی سمایا
۱۸ تیورا کے وہیں وہ باربردوش — بیٹھا تو گرا گرا تو بیہوش
۱۹ چاہا اس نے کہ مار ڈالو — یا بھاگ سکو تو راستہ لو
۲۰ وہ اونٹ تھے کاروانیوں کے — سب ٹھاٹھ تھے میہمانیوں کے
۲۱ میدہ بھی شکر بھی گھی بھی پایا — خاطر میں یہ اس بشر کے آیا

میٹھا اُس دیو کو کھلاؤ ۲۲ گڑ سے جو مرے تو زہر کیوں دو
حلوے کی پکا کے اک کڑھائی ۲۳ شیرینی دیو کو چڑھائی
ہر چند کہ تھا وہ دیو کڑوا ۲۴ حلوے سے کیا مُنہ اُس کا میٹھا
کہنے لگا کیا مزہ ہے دلخواہ ۲۵ اے آدمی زاد واہ وا واہ
چیز اچھی کھلائی تو نے مجھکو ۲۶ کیا اُس کے عوض میں دوں میں تجھکو
بولا وہ کہ پہلے قول دیجے ۲۷ پھر جو میں کہوں قبول کیجے
وہ ہاتھ پہ اُس کے مار کے ہاتھ ۲۸ بولا کہ ہے قبول جان کے ساتھ
بولا وہ کہ قول اگر یہی ہے ۲۹ بدعہدی کے پر نہیں سہی ہے
گلزار ارم کی ہے مجھے دھن ۳۰ بولا کہ ارے بشر وہ گلبن
خورشید کے ہم نظر نہیں ہے ۳۱ اندیشے کا واں گذر نہیں ہے
واں موج ہوا ہوا پہ اژدر ۳۲ واں ریگ زمیں زمیں پہ اخگر
ہوتا جو نہ قول کا سہارا ۳۳ بچتا نہ کہیں تو جیتے ہارا
وہ جا مرا بھائی ایک ہے اور ۳۴ شاید کہ کچھ اُس سے بن پڑے طور
اک ٹھیکرے پر گیا بُلایا ۳۵ وہ مثل صدائے کوہ آیا
حال اُس سے کہا کہ قول ہارا ۳۶ ہے بیٹا یہ نوجواں ہمارا
مشتاق ارم کی سیر کا ہے ۳۷ کوشش کرو کام خیر کا ہے
حمّالہ نام دیونی ایک ۳۸ چھوٹی بہن اُس کی تھی بڑی نیک
خط اُس کو لکھا بایں عبارت ۳۹ اے خواہر مہرباں سلامت

پکھر

پیارا ہے مرا یہ آدمی زاد ۴۰ رکھیو اسے جس طرح مری یاد
انسان ہے چاہیے کچھ جو سازش ۴۱ مہمان ہے کیجیو نوازش
خط لے کے بشر کو لے اُڑا دیو ۴۲ پہنچا حمّالہ پاس بے ریو
بھائی کا جو خط بہن نے پایا ۴۳ بھیجے ہوئے کو گلے لگایا
اُس دیونی پاس اک حسیں تھی ۴۴ زنبور کے گھر میں انگبیں تھی
محمودہ نام دخترِ آدم ۴۵ لے آئی تھی دیکھ دیونی دم
جوڑا ہمجنس ہاتھ آیا ۴۶ محمودہ کے گلے لگایا
دن بھر تو الگ تھلگ رہے وہ ۴۷ دو وقت سے شام کو ملے وہ
تھے ضبط و حیا کے امتحاں میں ۴۸ پردہ رہا ماہ میں کتاں میں
آپس میں کھلے نہ شرم سے وہ ۴۹ خاطر کی طرح گرہ رہے وہ
بولا وہ فسردہ دل سحرگاہ ۵۰ کیا سرد ہوا ہے واہ وا واہ
بولی وہ کہ ہونے کو ہوا ہے ۵۱ جو غنچہ کو گل کرے صبا ہے
بولا وہ یہی تو چاہتا ہوں ۵۲ گل پاؤں تو میں ابھی ہوا ہوں
پیراہنِ گل کی بو تھی مطلوب ۵۳ یوسف نے کہا وہ حالِ یعقوب
اول کہی بدنگاہی اپنی ۵۴ بعد اُس کے وہ سب تباہی اپنی
کھولی تھی زباں منہ اندھیرے ۵۵ کہتے سنتے اُٹھے سویرے
پوچھا حمّالہ نے مری جاں ۵۶ ہمجنس ملا نکالے ارماں
بولی وہ کہ کہتے آتی ہے شرم ۵۷ دل سرد رہا بغل رہی گرم

ناکامی کے جب وہ طور سمجھی ۵۸ وہم اُس کو ہوا کچھ اور سمجھی

پوچھا کہ بتا تو روگ کیا ہے ۵۹ درماں ہے کہ درد لادوا ہے

بولی وہ کہ ہے تو درد لیکن ۶۰ تم چاہو تو ہے دوا بھی ممکن

وہ بولی جو تو کہے زباں سے ۶۱ تارے تو اتاروں آسماں سے

چہرے کو چھپا کے زیر چادر ۶۲ محمودہ نے کہا کہ مادر

باپ اُس کا ہے اندھے پن سے مجہول ۶۳ مطلوب بکاؤلی کا ہے پھول

دل داغ اس کا برائے گُل ہے ۶۴ نرگس کے لئے ہوائے گُل ہے

ساعی تھی بدل یہ کہنے والی ۶۵ راہ اُس نے سُرنگ کی نکالی

دیووں سے کہا کہ چوہے بن جاؤ ۶۶ تا باغِ ارم سُرنگ پہنچاؤ

سُن حاجت نقب بہر گلگشت ۶۷ کترا چوہوں نے دامنِ دشت

پوشیدہ زمیں کے دل میں کی راہ ۶۸ حد باندھ کے خوش پھرے اُسی راہ

جب مہر تہِ زمیں سمایا ۶۹ اُس نقب کی رہ وہ آدم آیا

صحنِ چمنِ ارم میں اِک جا ۷۰ بوٹا سا تہِ زمیں سے نکلا

کھٹکا جو نگاہبانوں کا تھا ۷۱ دھڑکا یہی دل میں کہہ رہا تھا

گوشہ میں کوئی لگا نہ ہووے ۷۲ خوشہ کوئی ناکتا نہ ہووے

گو باغ کے پاسباں غضب تھے ۷۳ خوابیدہ برنگ سبزہ سب تھے

نرگس کی کھلی نہ آنکھ یکچند ۷۴ سوسن کی زباں خدا نے کی بند

خوش قد وہ چلا گل وسمن میں ۷۵ شمشاد رواں ہوا چمن میں

ایوان بکاؤلی جدھر تھا ٧٦ حوض آئینہ دار بام و در تھا
رکھتا تھا وہ آب سے سوا تاب ٧٧ چھینٹے خورشید چھینٹے مہتاب
پھول اُس کا اندھے کی دوا تھا ٧٨ رشکِ جامِ جہاں نما تھا
پانی کے بُلبُلوں میں تھا گُل ٧٩ پہنچا لبِ حوض سے نہ چنگل
پوشاک اُتار اُتر کے لایا ٨٠ پھولا نہ وہ جامے میں سمایا
گُل لے کے بڑھا ایاغ بر کف ٨١ چوری سے چلا چراغ بر کف
بارہ دری واں جو سونے کی تھی ٨٢ سو خواب گہہ بکاؤلی تھی
گول اُس کے ستوں تھے ساعدِ حور ٨٣ چلمن مژگانِ چشمِ مخمور
دکھلاتا تھا وہ مکان جادو ٨٤ محراب سے در سے چشم و ابرو
پردہ جو حجاب سا اُٹھایا ٨٥ آرام میں اُس پری کو پایا
بند اُس کی وہ چشمِ نرگسی تھی ٨٦ چھاتی کچھ کچھ کھلی ہوئی تھی
سمٹی تھی جو محرم اُس قمر کی ٨٧ پرچھل پہ سے چاندنی تھی سر کی
لپٹے جو تھے بال کروٹوں میں ٨٨ بل کھا گئی تھی کمر لٹوں میں
چاہا کہ بلا گلے لگائے ٨٩ سوتے ہوئے فتنے کو جگائے
سوچا کہ یہ زلف کف میں لینی ٩٠ ہے سانپ کے منہ میں اُنگلی دینی
پھیلی انھیں اژدہوں کا ہے من ٩١ یہ کالے چراغ کے ہیں دشمن
گُلچیں کی ہنسی نہ ہوئے بالکل ٩٢ خندہ نہ ہو برقِ حاصلِ گُل
پھر سمجھیں گے ہے جو زندگانی ٩٣ کچھ نام کو رکھ چلو نشانی

انگشتری اپنی اس سے بدلی ۹۴ مہر خط عاشقی سند لی
آہستہ پھر اور سرو بالا ۹۵ سایہ بھی نہ اس پری پہ ڈالا
ہیبت سے زمیں کے دل میں آیا ۹۶ اندیشے کی طرح سے سمایا
جب نقب اُفق سے مہر تاباں ۹۷ نکلا تو وہ ماہرو شتاباں
گُل ہاتھ میں مثل دست بیضا ۹۸ اُس نقب کی آستیں سے نکلا
وہ دیونی اور وہ دُخت انساں ۹۹ دونوں تھیں اُسی کی منتظر واں
گُل لے کے جب آملا وہ گلچیں ۱۰۰ اُس نقب کی رخنہ بندیاں کیں

۸- آوارہ ہونا بکاؤلی کا تاج الملوک گلچیں کی تلاش میں

گُل کا جو الم چمن چمن ہے ۱ یعنی بلبل خامہ نغمہ زن ہے
گلچیں نے وہ پھول جب اُڑایا ۲ اور غنچۂ صبح کھل کھلایا
وہ سبزۂ باغ خواب آرام ۳ یعنی وہ بکاؤلی گُل اندام
جاگی مرغ سحر کے غل سے ۴ اُٹھی نکہت سی فرش گُل سے
مُنہ دھونے جو آنکھ ملتی آئی ۵ پُر آب وہ چشم حوض پائی
دیکھا تو وہ گُل ہوا ہوا ہے ۶ کچھ اور ہی گُل کھلا ہوا ہے
گھبرائی کہ ہیں کدھر گیا گُل ۷ جھنجھلائی کہ کون دے گیا جل
ہے ہے مرا پھول لے گیا کون ۸ ہے ہے مجھے خار دے گیا کون
ہاتھ اُس پہ اگر پڑا نہیں ہے ۹ بُو ہو کے تو پھول اُڑا نہیں ہے

نرگس تو دکھا کدھر گیا گُل ١٠ سوسن تو بتا کدھر گیا گُل

سنبل مرا تازیانہ لانا ١١ شمشاد انھیں سولی پر چڑھانا

ٹھہرائیں خواصیں صورتِ بید ١٢ ایک ایک سے پوچھنے لگی بھید

نرگس نے نگاہ بازیاں کیں ١٣ سوسن نے زباں درازیاں کیں

پتّا بھی پتے کو جب نہ پایا ١٤ کہنے لگیں کیا ہوا خدایا

اپنوں میں سے پھول لے گیا کون ١٥ بیگانہ تھا سبزے کے سوا کون

شبنم کے سوا چُرانے والا ١٦ تھا اوپری کون آنے والا

جس صحن میں وہ گُل ہو داغ ہو جائے ١٧ جس گھر میں ہو گُل چراغ ہو جائے

بولی وہ بکاؤلی کہ افسوس ١٨ غفلت سے یہ پھول پر پڑی اوس

آنکھوں سے عزیز گل مرا تھا ١٩ پتلی وہی چشمِ حوض کا تھا

نام اُس کا صبا نہ لیتی تھی میں ٢٠ اُس گُل کو ہوا نہ دیتی تھی میں

گلچیں کا جو ہائے ہاتھ ٹوٹا ٢١ غنچے کے بھی مُنہ سے کچھ نہ پھوٹا

او خار پڑا نہ تیرا اچنگل ٢٢ مشکیں کس لیں نہ تو نے سنبل

او بادِ صبا ہوا نہ بتلا ٢٣ خوشبو ہی سُنگھا پتہ نہ بتلا

بُلبُل تو چہک اگر خبر ہے ٢٤ گُل تو ہی مہک بتا کدھر ہے

لرزاں تھی زمیں یہ دیکھ کہرام ٢٥ تھی سبزے سے راست مو بر اندام

اُنگلی لبِ جو پہ رکھ کے شمشاد ٢٦ تھا دم بخود اس کی سُن کے فریاد

جو نخل تھا سوچ میں کھڑا تھا ٢٧ جو برگ تھا ہاتھ مل رہا تھا

رنگ اُس کا غرض لگا بدلنے ۲۸ گلبرگ سے کف لگی وہ ملنے

بدلے کی انگوٹھی ڈھیلی پائی ۲۹ دست آویز اُس کے ہاتھ آئی

خاتم تھی نام کی نشانی ۳۰ انسان کی دست بُرد جانی

ہاتھوں کو ملا کہا کہ ہیہات ۳۱ خاتم بھی بدل گیا ہے بدذات

جس نے مجھے ہاتھ ہے لگایا ۳۲ وہ ہاتھ لگے کہیں خدایا

عریاں مجھے دیکھ کر گیا ہے ۳۳ کھال اُس کی جو کھینچیے سزا ہے

یہ کہہ کے جنوں میں ہو غضبناک ۳۴ خول روئی لباس کو کیا چاک

گل کا سا لہو بھرا گریباں ۳۵ سبزے کا سا تار تار داماں

دکھلا کے کہا سمن پری کو ۳۶ اب چین کہاں بکاؤلی کو

تھی بسکہ غبار سے بھری وہ ۳۷ آندھی سی اُٹھی ہوا ہوئی وہ

کہتی تھی پری کہ اُڑ کے جاتی ۳۸ گلچیں کا کہیں پتہ لگاتی

ہر باغ میں پھولتی پھری وہ ۳۹ ہر شاخ پہ جھولتی پھری وہ

جس تختے میں مثل باد جاتی ۴۰ اُس رنگ کے گل کی بو نہ پاتی

بے وقت کسی کو کچھ ملا ہے ۴۱ ہتّا نہیں حکم بن ہلا ہے

۹- پہنچنا تاج الملوک کا ایک اندھے فقیر کے تکیے پہ اور آزمانا گل کا

پھرنا جو وطن کا مدّعا ہے ۱ اب صفحہ پہ یوں قلم پھرا ہے

وہ گلشن مدعا کا گلچیں ۲ یعنی تاج الملوک حق بیں

جس وقت وہ گل چمن سے لایا ۳ محمود وہ خوش ہوئی کہ آیا

کہنے لگی تو مراد پائی ۴ بولا وہ جویاں سے ہو رہائی

گل کی وہ غرض کر آشکارا ۵ جوبن کی طرح اسے ابھارا

جب دیو سیاہ شب سے مہتاب ۶ رخصت ہوا جیسے چشم سے خواب

اور گل لیے آفتاب تاباں ۷ ہنگام سحر ہوا شتاباں

وہ مہر وش اور وہ ماہ پیکر ۸ اس دیونی پاس آئے مضطر

گل کی وہ غرض جتائی اس کو ۹ رخصت کی طلب سنائی اس کو

کیا کہتی وہ دیونی کہا جاؤ ۱۰ دیووں سے کہا کہ تخت لے آؤ

دو بال دئے کہ تو مری لاگ ۱۱ جب وقت پڑے دکھائیو آگ

دیو ان کو سریر پہ بٹھا کے ۱۲ پرواز کناں ہوا پہ جا کے

بولے کہ کدھر چلو گے کہدو ۱۳ فردوس کے رخ کہا ادھر کو

وہ مڑ کے ادھر کو اڑ کے آئے ۱۴ گلزار میں بیسوا کے لائے

وقت سحر اور خنک ہوا تھی ۱۵ گلگشت چمن میں بیسوا تھی

چار آنکھیں ہوئیں تو تھی تماشا ۱۶ قدموں پہ گری وہ سایہ آسا

صدقے ہو کر کہا خوش آئے ۱۷ جس گل کی ہوا لگی تھی لائے

ہمراہ یہ کون دوسری ہے ۱۸ سایہ ہے کہ ہمقدم پری ہے

بولا شہزادہ شکر ہے ہاں ۱۹ پر ہے گل آبرو سے داماں

محمود نام ہیں جو یہ ساتھ ۲۰ پھول ان کے سبب سے آگیا ہاتھ

جینا جو پھرا وہ رشکِ شمشاد ۲۱ قیدی کیے بیسوا نے آزاد

شہزادے نے بھائیوں کے لیے نام ۲۲ بھجوایا برائے داغ پیغام

چھوٹوں اُس نے تھا اُن کو تایا ۲۳ سچّوں جھوٹوں نے داغ کھایا!

داغا تو چلے تفنگ سے وہ ۲۴ چھوٹے قیدِ فرنگ سے وہ

چھوڑا ہوسِ گل و چمن کو ۲۵ چاروں داغی پھرے وطن کو

بندوں کو کیا جب اُس نے آزاد ۲۶ آیا لبِ جو وہ رشکِ شمشاد

اسباب کا کشتیوں پہ کر بار ۲۷ سونپا سب ناخدا کو گھر بار

جب متصل آگیا وطن کے ۲۸ خندے یاد آئے مرد و زن کے

سوچا کہ میں خود ہوں خانہ برباد ۲۹ کیا جانیے کیا پڑے گی افتاد

لازم ہے گل اپنے ہاتھ رکھیے ۳۰ موقع نہیں بھیس ساتھ رکھیے

لنگر کا کیا اُنھیں اشارہ ۳۱ خود کشتی سے کر گیا کنارہ

وہ پوربی کر کے جوگیا بھیس ۳۲ جنگل کی راہ سے چلا دیس

تکیہ پہ فقیر پیر اندھا ۳۳ اک گوشے میں آنکھیں مانگتا تھا

تھا نقشِ قدم سا خاکِ رہ پر ۳۴ ٹھہرا وہ مسافر اُس جگہ پر

سب تجربہ تھی نمائشِ گل ۳۵ واجب تھی یہیں آزمائشِ گل

پُتلی پہ زرِ گل آزمایا ۳۶ سونے کو کسوٹی پر چڑھایا

گل سے ہوئیں چشمِ کور تاباں ۳۷ ہو جیسے چراغ سے چراغاں

٢٨ مُنہ دیکھ کے اُس نے دی دعائیں — پنجے سے مژہ کے لیں بلائیں
٢٩ گُل کے جو اثر سے شادماں تھا — گلچیں وہ ہوا سے ہم عناں تھا

١٠- ملنا چاروں شہزادوں کا اور چھن جانا گُل بکاؤلی کا تاج الملوک سے اور بینا ہونا چشم زین الملوک کا

١ ہے بسکہ یہ چرخ جور پیشہ — یوں خارِ رہِ قلم ہے ریشہ
٢ یہ جا کے اسی جگہ یہ ناگاہ — آپہنچے وہ چاروں غول گمراہ
٣ کہتے تھے کہ واہ رے مقدّر — کس شکل سے پھر کے جاتے ہیں گھر
٤ کیا رنگ زمانے نے دکھائے — گُل لینے گئے تھے داغ لائے
٥ کس مُنہ سے پدر کے آگے جائیں — کیونکر یہ پھول مُنہ دکھائیں
٦ ٹھہرائی کہ اور پھول لے جائیں — کحّال کو بیوقوف ٹھہرائیں
٧ اک بار ہوائی توڑ کر پھول — کہنے لگے پھول پھول کو غول
٨ کیا پھول ہے کیا اثر ہے اسمیں — ہو جاتی ہیں روشن اندھی آنکھیں
٩ وہ کور کہ ہو چکا تھا بینا — دیکھا اُس نے جو یہ قرینا
١٠ بولا کہ یہ گُل وہ گُل نہیں ہے — اُس پھول کی اور گُل زمیں ہے
١١ وہ جوگی جو جاتے ہیں اگر آئیں — دکھلائیں وہ گُل تو آنکھیں کھل جائیں
١٢ ہیں کور ابھی ہو چکا ہوں بینا — اندھا نہیں اب ہوا ہوں بینا
١٣ چاروں کو تھی حسرتِ گُلِ تر — جو پائے ہوا کی طرح چل کر

۱۴ اُس جوگی کے جب برابر آئے — باہم کہا دیکھو پھول لائے
۱۵ گل ہے کہ علاج نور ہے یہ — گل ہے کہ چراغ طور ہے یہ
۱۶ جوگی یعنی وہ شاہزادہ — بولا کہ بکو نہیں زیادہ
۱۷ پاتے اگر اُس درخت کی چھاؤں — رکھتے ہی قدم زمین پہ پانوں
۱۸ ڈینگ آپ کی سب فضول ہے یہ — وہ گل یہ نہیں وہ پھول ہے یہ
۱۹ یہ کہہ کے جو جیب سے نکالا — اُن مفت بروں نے ہاتھ ڈالا
۲۰ قوت میں وہ چار تھے یہ بیکس — شورش میں وہ چار موج یہ خس
۲۱ غول اُن نے بزور پھول اُڑایا — اُس خضر کو راستہ بتایا
۲۲ گل پانے سے بسکہ سُرخرو تھے — گھوڑوں پہ ہوا کے مثل بو تھے
۲۳ تعجیل سے رو براہ آئے — گل لے کے حضور شاہ آئے
۲۴ گل لائے جو نور دیدہ دلخواہ — آنکھوں کی طرح پھڑک گیا شاہ
۲۵ سینچے سے پلک کے پھول اُٹھایا — اندھے نے گل آنکھوں سے لگایا
۲۶ نور آگیا چشم آرزو میں — آیا پھر آب رفتہ جو میں
۲۷ خورشید بصر گہن سے چھوٹا — خیرات کے در کا قفل ٹوٹا
۲۸ دولت جو پاس تھی لٹائی — زر بخشا گل کی رونمائی
۲۹ ایک ایک کو اس قدر دیا زر — محتاج و گدا ہوئے تونگر

سجوالئے طرب کے کارخانے
۳۰ بجوائے خوشی کے شادیانے

۱۱- پہنچنا بکاؤلی کا دارالخلافت زین الملوک میں اور وزیر ہو کر تاج الملوک کی تلاش میں رہنا

۱ گلچیں کا جو اب پتہ ملا ہے — یوں شاخِ قلم سے گُل کھلا ہے

۲ وہ بادِ چمن خراماں — یعنی وہ بکاؤلی پریشاں

۳ گلشن سے جو خاک اُڑاتی آئی — اُس شہر میں آتے آتے آئی

۴ دیکھا تو خوشی کے چہچہے تھے — گلچیں کے شگوفے کھل رہے تھے

۵ گلبانگ زناں تھا جو جہاں تھا — ایک ایک ہزار داستاں تھا

۶ پاتے ہی پتہ خوشی سے پھولی — شاد ایسی ہوئی کہ رنج بھولی

۷ جادو سے بنی وہ آدمی زاد — انسانوں میں آملی پریزاد

۸ سلطاں کی سواری آرہی تھی — صورت جو نگاہ کی پری تھی

۹ پوچھا کہ اَرے آدم پری رو — انساں ہے پری ہے کون ہے تو

۱۰ کیا نام ہے اور وطن کدھر ہے — ہے کونسا گُل چمن کدھر ہے

۱۱ دی اُس نے دعا کہا بصد سوز — فرّخ ہوں شہا میں ابن فیروز

۱۲ گُل ہوں تو کوئی چمن بتاؤں — غربت زدہ کیا وطن بتاؤں

۱۳ گھر بار سے کیا فقیر کو کام — کیا کیجئے چھوڑے گاؤں کا نام

۱۴ پوچھا کہ سبب کہا کہ قسمت — پوچھا کہ طلب کہا قناعت

۱۵ باتوں پہ فدا ہوا شہنشاہ — لایا بصد امتیاز ہمراہ

چہرے سے امیر زادہ پایا ۱۶ گھر لا کے وزیر اُسے بنایا
نذریں سے لئے بندگان درگاہ ۱۷ دستور سے آ ملے بصد جاہ
دربار میں چاروں شاہزادے ۱۸ دیکھا تو کھلے وہ دل کے سادے
چاہا گلچیں کا امتحاں لے ۱۹ پوچھا کہ نگیں جو لے کہاں سے
بنوانے لگے وہ چاروں ناداں ۲۰ کوئی یمن اور کوئی بدخشاں
جانا کہ جو گل یہ لائے ہوتے ۲۱ خاتم کے نگیں بنائے ہوتے
تجویز میں تھا یہ صاحبِ فکر ۲۲ آیا تاج الملوک کا ذکر
نقش اُس کو ہوا کہ بس وہی ہے ۲۳ اِن سادوں سے کندہ کب ہوئی ہے
ظاہر نہ کیا بطون اپنا ۲۴ طالع سے لیا شگون اپنا
منزل گہ رہرواں بنا کے ۲۵ شام و سحر اُس میں آپ آ کے
رہرو کو دیا بہ لطف و اکرام ۲۶ آتے آرام جاتے انعام

۱۲ - آباد ہونا تاج الملوک کا گلشن نگار میں ہوا کے اور شہرہ ہونا

تعمیر مکاں کے ہیں جو آثار ۱ یوں خامہ ہے بہر بیت معمار
شہزادہ کہ عازم وطن تھا ۲ گل پانے سے خوش چمن چمن تھا
اندھے کو کیا جب اُس نے بینا ۳ اور داغیوں نے وہ پھول چھینا
سوچا کہ خوشی خدا کی نعم کھاؤ ۴ حمالہ دیونی کو بلواؤ
نقلِ ارم اک مکاں بنا کے ۵ رکھو پریوں کو اس میں لا کے

بال آگ پہ رکھتے آندھی آئی ۶ وہ دیونی بال باندھی آئی

تنہا اُسے دیکھ کر کہا ہیں ۷ محمودہ کیا ہوئیں کہا ہیں

دریا پہ ہوں اُن کو چھوڑ آیا ۸ مسکن کے لئے تمہیں بلایا

لیکن وہ مکاں وحوض وہ باغ ۹ جو باغ بکاؤلی کو دے داغ

حمّالہ نے دیوؤں کو کیا یاد ۱۰ آتے تو کہا یہ بن ہو آباد

ویرانے کو گُل زمیں بناؤ ۱۱ گلزار جواہریں بناؤ

صنّاعِ طلسم کار تھے وہ ۱۲ گلشن کے لئے بہار تھے وہ

دیوؤں نے ادھر محل بنایا ۱۳ کشتی سے وہ دخترِ رز کو لایا

حمّالہ اُس کی مادرِ پیر ۱۴ محمودہ سے ہوئی بغلگیر

کچھ دیوؤں کو چھوڑ کر وہیں پر ۱۵ رخصت ہو کر چلی گئی گھر

گلشن میں سمن بروں کو لایا ۱۶ نسرین بدنوں سے گھر بسایا

دونوں کو محل میں لا کے رکھا ۱۷ پھل نخل مواصلت کا چکھا

دیوؤں کو کہا کہ پھر تمکیں ۱۸ آباد ہو گلشن نگاریں

دیو آدمی بن کے بن میں آئے ۱۹ آتے جاتے کو گھیر لائے

جو سُن کے خبر گیا اُدھر کو ۲۰ جنّت سے وہ پھر پھرا نہ گھر کو

ازبسکہ قریب شہر تھا باغ ۲۱ خورشید اُفق نظر پڑا باغ

مفلس زردار امیر قلاش ۲۲ نوکر تاجر فقیر خوش باش

گھر چھوڑ کے چل بسے سب انساں ۲۳ پھر تن میں نہ آئے صورتِ جاں

۱۳- ملاقات ٹھہرنی زین الملوک اور تاج الملوک کی آپس میں

گلشن جو بنا جواہر آگیں ۱ یوں صفحۂ قلم سے ہے نگاریں
ساعد نام ایک مہ لقا تھا ۲ دلبر کا غلام با وفا تھا
صحرا سے جو سیر کر کے آیا ۳ لکڑی کے چکا کے بوجھ لایا
دلوائے ہر ایک کو پئے قوت ۴ الماس و عقیق و لعل و یاقوت
تھی بسکہ وہ جا خلاصۂ دہر ۵ کچھ ٹھہرے کچھ آئے جانب شہر
کف میں وہ جو لعل بے بہا تھے ۶ من پاتے ہی لوگ اژدہا تھے
شحنے نے سنا پکڑ بلایا ۷ لے کر اظہار ساتھ لایا
دیکھا تو وہ جلوہ گاہ امید ۸ اک دائرہ تھا برنگ خورشید
دروازے پہ دیووں کا تھا پہرا ۹ بھجوا کے خبر وہ شحنہ ٹھہرا
جب واں سے طلب ہوا تو درباں ۱۰ لائے اُنہیں پیش گاہ سلطاں
آداب کیا ادب سے ٹھہرا ۱۱ حیرت زدہ دور سب سے ٹھہرا
اُن لوگوں کو لے گیا تھا ہمراہ ۱۲ معروض کیا کہ یا شہنشاہ
کم مایہ یہ لوگ ہیں بظاہر ۱۳ چوری کے تو یہ نہیں جواہر
ساعد نے کہا کہ ہے یہ حاسد ۱۴ نیت ہوئی ہوگی اس کی فاسد
حضرت یہ وہی تو ہیں تعزیروار ۱۵ جا اُن سے نہ بولیو خبردار
پھر کر انھیں پانوں شحنہ لے آس ۱۶ آیا زین الملوک کے پاس

۱۷ کی عرض کہ باغ اِک بنا ہے — یہ شہر اُجڑ کے وہ بسا ہے
۱۸ جو کوئی ہے اُس جگہ پہ جاتا — ڈھیروں ہے جواہرات پاتا
۱۹ حضرت نے کہا کہ بک نہ خیرہ — قاروں کا وہاں ہے کیا ذخیرہ
۲۰ فرخ کہ وزیر باخبر تھا — سلطاں کا مشیر نیک و بد تھا
۲۱ بولا کہ شہا یہ بات کیا ہے — نیرنگ فسوں کا گھر بڑا ہے
۲۲ ہر چند کہ طرفہ حال ہے یہ — کچھ دور نہیں مثال ہے یہ

۱۴ حکایت ایک عورت کے مرد بنجانے کی دیو کے جادو سے

۱ اِک ملک میں ایک صاحب فوج — رکھتا تھا محل میں بار ور زوج
۲ تھا داغ پسر مقدر اُس کو — جنتی تھی ہمیشہ دختر اُس کو
۳ از بسکہ وہ شاہ تھا بد اختر — کرتا تھا حسد سے قتل دختر
۴ اِک بار محل میں پھر حمل تھا — وہ شاہ کہ ظلم میں مثل تھا
۵ کھا بیٹھا قسم کہ اب کی باری — بیٹا جو نہ دے اُجناب باری
۶ اقبال کا کچھ نہ جانے اوج — کر ڈالئے ذبح دختر و زوج
۷ کنیا تھی غرض کہ راس اُس کی — پوری نہ ہوئی وہ آس اُس کی
۸ سلطاں کا جو عہد بے خلل تھا — گھر والوں کو خوف کا محل تھا
۹ ملحوظ بدل تھا پردۂ راز — سیّارہ شناسیوں سے کیا ساز
۱۰ ہر چند ستارہ ماں کا تھا ماند — تھی چاندنی شہرہ کر دیا چاند

بھر اہل نجوم محرم راز ۱۱ بانوئے ملک سے ہو کے دمساز
بیٹے کا وہ زائچہ بنا کے ۱۲ گویا ہوئے دست بستہ آ کے
حضرت یہ پسر ہے نیک اختر ۱۳ بد بین مگر ہے ایک اختر
جب تک نہ چلے یہ اپنے پاؤں ۱۴ حضرت نہ پسر کے سامنے ہوں
شعلہ کمر کے چھپائی یکچند ۱۵ بیتاب ہوا جب آرزومند
وہ گندم جو نما تھی بالی ۱۶ مردانہ لباس سے نکالی
وش ہو کے پدر نے بہر شادی ۱۷ ٹھہرائی کہیں کی شاہزادی
ن ٹھن کے عروس شکل داماد ۱۸ شادی کو چلی بجانِ ناشاد
شب کسی دشت میں تھے ڈیرے ۱۹ اور روز نکاح تھا سویرے
خیمے سے وہ بے قرار نکلی ۲۰ اُس چھالے سے مثلِ خار نکلی
دیکھا تو اندھیری رات سُنسان ۲۱ اِک عالم ہو ہے اور بیابان
ب دیو وہاں پہ گشت میں تھا ۲۲ جویائے شکار دشت میں تھا
دیکھا تو کہا خضب سے ملے آؤ ۲۳ مُنہ کھولو عدم کی راہ بتلاؤ
لا وہ کہ سُن تو آدمی زاد ۲۴ کیوں تنگ ہے جی اسے کیا ہے بیداد
ے مرد خدا خُدا کی سوگند ۲۵ کہہ کس لئے ہے تو آرزومند
لی وہ کہ یہ خیال ہے خام ۲۶ خنجر کا ہے کیا نیام سے کام
کمر کھلے بندوں جی کی ننگی ۲۷ بے ننگ ہوئی وہ شوخ ننگی
تجھیں جھپکا کے دیو بولا ۲۸ تو کیا کھلی پردہ تو نے کھولا

خاطر تری بے طلسم دکھلاؤں ۲۹ تو مجھ سی بنے میں تجھ سا بن جاؤں
موندا آنکھ کہا تو موند لی آنکھ ۳۰ کھول آنکھ کہا تو کھول دی آنکھ
پائے مردانگی کے پرتو ۳۱ دامن میں سے دی چراغ نے لَو
تھالی میں یہاں اُگا صنوبر ۳۲ واں شیشہ رہا نہ شکلِ ساغر
اب یاں سے ہے قصّہ مختصر طول ۳۳ فرخ کہ وہ تھا وزیر معقول
بولا کہ شہا جو یہ ہوا ہے ۳۴ اِس بات کا پھر وجود کیا ہے
شہ نے کہا سُن وزیر دانا ۳۵ بے دیکھے سُنے کو کس نے مانا
یاد آئی مجھے بھی اک روایت ۳۶ یہ کہہ کے بیان کی حکایت

۱۵- حکایت نصیحت گری مُرغ اسیر اور نافہمی صیّاد کی

اِک مرغ ہوا اسیر صیّاد ۱ دانا تھا وہ طائر چمن زاد
بولا جب اُس نے باندھے بازو ۲ کھلتا نہیں کس طمع پہ ہے تو
بیچا تو ٹکے کا جانور ہوں ۳ گر ذبح کیا تو مشتِ پر ہوں
پالا تو مفارقت ہے انجام ۴ دانا ہو تو مجھ سے لے مرے دام
بازو میں نہ تو مرے گرہ باندھ ۵ سمجھاؤں جو پند اُسے گرہ باندھ
سُن کوئی ہزار کچھ سنائے ۶ کیجیے وہی جو سمجھ میں آئے
قابو ہو تو کیجیے نہ غفلت ۷ عاجز ہو تو ہاریے نہ ہمّت
آتا ہو تو ہاتھ سے نہ دیجے ۸ جاتا ہو تو اُس کا غم نہ کیجے

۹ طائر کے یہ سُن کلام صیّاد — بن دام ہوں ہوا غلام صیّاد
۱۰ بازو کے جو بند کھول ڈالے — طائر نے تڑپ کے پر نکالے
۱۱ اِک شاخ پہ جا چہک کے بولا — کیوں پر مرا کیا سمجھ کے کھولا
۱۲ ہمّت نے مری مجھے اُڑایا — غفلت نے تری مجھے چھڑایا
۱۳ دولت نہ نصیب میں تھی تیرے — تھا لعل نہاں شکم میں میرے
۱۴ دے کر صیّاد نے دلاسا — چاہا پھر کچھ لگائے لاسا
۱۵ بولا وہ کہ دیکھ کر گیا جعل — طائر بھی کہیں نگلتے ہیں لعل
۱۶ ارباب غرض کی بات سُن کر — کر لیجئے یک بیک نہ باور
۱۷ فرخ یہ وہی مثل نہ ہووے — دیکھ آ جو تجھے دہل نہ ہووے
۱۸ مشتاق تو تھا چلا وہ دستور — دکھلائی دیا وہ بقعۂ نور
۱۹ نقشے میں وہ گلشنِ نگاریں — گلزار ارم سے تھا خوش آئیں
۲۰ حیرت تھی کہ یہ طلسم کیا ہے — پردیس میں ہوں کہ گھر مرا ہے
۲۱ اس سوچ میں تخت گہ تک آیا — حیراں وہ وزیر شہ تک آیا
۲۲ آداب جو کر کے حسب دستور — ٹھہرا تو وہ بادشاہ مسطور
۲۳ سمجھا کہ حسین آدمی ہے — کیا جانے کہ خود بکاؤلی ہے
۲۴ پوچھا کہ کدھر سے آئے کیا نام — بولا وہ کہ نام سے ہے کیا کام
۲۵ انسان ہوں بندۂ خدا ہوں — بھیجا زین الملوک کا ہوں
۲۶ گستاخی معاف آپ آئے — بن گھیر لیا مکان بنائے

بھگا کے بسائے مردمِ شہر ۲۷ حضرت کا بڑا ہے آپ پہ قہر
دعویٰ یہ ہے یاں زمین دابی ۲۸ آبادی میں آئی ہے خرابی
خیر اب بھی ہے رفعِ شر جو چاہو ۲۹ سر آنکھوں سے چل کے جبہ سا ہو
بولا وہ کہ فتنہ گر نہیں ہم ۳۰ شر جن سے ہو وہ بشر نہیں ہم
درویشی میں دل کے بادشہ ہیں ۳۱ مسند کے تکئے پہ گدا ہیں
دستور کہ عرض کر چکا تھا ۳۲ مثلِ دلِ بدگماں رکا تھا
بولا چلو صلح درمیاں ہو ۳۳ باہم مہ و مہر کا قراں ہو
بولا وہ فقیر کی بلا جائے ۳۴ مشتاق جو ہو وہ شوق سے آئے
بولا وہ کہ خیر تا بغداد ۳۵ اٹھ جائے گا درمیاں سے بی
یہ کہہ کے پھرا وزیر آیا ۳۶ پہنچا تو وہ شہر خالی پا
شہزادہ و شہ محل میں تھے واں ۳۷ برہم زدہ بزم کے چراغاں
شہ نے جو وزیر آتے دیکھا ۳۸ فرخ فرخ پکار اٹھا
سلطاں کے نثار ہو کے دستور ۳۹ بولا کہ بلائے شاہ ہو دو
دیکھ آیا ہوں وہ مکانِ یاقوت ۴۰ ہے معدنِ لعل و کانِ یاقوت
تختہ ہے زمردیں کہ مینو ۴۱ گلشن ہے جواہر یا کہ جاد
نقشہ کہوں کیا نگار خانہ ۴۲ جادو کا تمام کارخانہ
دیووں کی بنائی ہے وہ بنیاد ۴۳ رہنے والے ہیں آدمی زا
واں صاحبِ تاج و تخت جو ہے ۴۴ درویش ہے شاہ نام کو ہے

دیو اُس کے عمل میں آ گئے ہیں ٤٥ جادو کے محل بنا گئے ہیں
کل آپ بھی چل کے کیجئے سیر ٤٦ وعدہ کر آیا ہوں کہا خیر

١٦ ـ بھید کھلنا چھپے چوروں کا ایک ایک پہ

اب خامہ سے واشگاف یوں ہے ١ دل ملنے کی صاف راہ یوں ہے
فرخ جو گیا تو شاہزادہ ٢ سوچا کہ ہوا کھٹا کھٹک زیادہ
رکھا آتش پہ دوسرا بال ٣ حاضر ہوئی دیونی قوی بال
دعوت کی اُسے خبر سنائی ٤ دیووں کی رُخ اُس نے آنکھ اُٹھائی
ہیشموں نے چھون اُس کی تاڑی ٥ پلکوں سے زمین بن کی جھاڑی
غولوں سے بھرا جو تھا بیاباں ٦ پھولوں سے بنا دیا خیاباں
صناعی اُنھوں نے رات بھر کی ٧ مشتاق نے واں شب سحر کی
بجتے ہی گجر وہ شاہ ذی جاہ ٨ چاروں شہزادے لے کے ہمراہ
جو جو امرا تھے سب بلا کے ٩ فرخ کو خواصی میں بٹھا کے
مشرق سے رواں ہوا دلاور ١٠ جس طرح اُفق سے شاہ خاور
بجلی سے جو زرق برق آئے ١١ فرش ابر کی طرح بچھے پائے
دیکھا تو تمام دشت گلزار ١٢ دائیں بائیں دو رستہ بازار
شہ کہتا تھا دشت پُرخسک تھا ١٣ فرخ کہتا تھا کل تلک تھا
غافل تھے کہ سبز باغ ہے یہ ١٤ اپنے ہی جگر کا داغ ہے یہ

تجویز رہے تھے سب کے سب ڈھنگ ۱۵ جادو افسوں طلسم نیرنگ

اتنے میں سنا کہ صاحبِ تاج ۱۶ جتنا پڑھے تھے سب ہوا تاراج

کیا لشکری اور کیا شہنشاہ ۱۷ سناٹے میں تھے کہ اللہ اللہ

دیکھے جو جواہرات کے ڈھیر ۱۸ سب من کی ہوس سے ہو گئے سیر

شہزادے نے آمد اُن کی پائی ۱۹ کی نادرِ خانہ پیشوائی

دونوں میں ہوئی جو چار آنکھیں ۲۰ دولت کی کھلیں ہزار آنکھیں

ایوان جواہر میں آئے ۲۱ الماس کی شہ نشیں میں آئے

وہ چتر کے زیرِ سایہ بیٹھے ۲۲ افسر سب پایہ پایہ بیٹھے

جو جو کہ تواضعات ہیں عام ۲۳ لے آئے خواص نازک اندام

چکنی ڈلی عطر الائچی پان ۲۴ نقل و مے و جام و خوان و الوان

رغبت سے انھیں کھلا پلا کے ۲۵ بولا شہزادہ مسکرا کے

اس تاجِ شہی میں کے نگیں ہیں ۲۶ کے نام و نشان دلنشیں ہیں

سلطان نے کہا بصد لطافت ۲۷ یہ چار ہیں عنصرِ خلافت

اک اور ہوا تھا قابلِ چشم ۲۸ وہ نورِ بصر تھا دشمنِ چشم

جب لائے یہ گل بکاولی کا ۲۹ بگڑا تب خار روشنی کا

پوچھا اُس نے وہ اب کدھر ہے ۳۰ سلطان نے کہا کہ کیا خبر ہے

پوچھا شہزادے نے کہ یا شاہ ۳۱ صورت سے ہے اُسکی کوئی آگاہ

اک اُن میں سے چشم آشنا تھا ۳۲ گویا اسی شاہزادے کا تھا

بولا کہ حضور ادھر تو دیکھیں ۳۳ دیکھا تو کہا مری نظر میں
صورت وہی رنگ رو وہی ہے ۳۴ لہجہ وہی گفتگو وہی ہے
یہ سنتے ہی اس نے خندہ کر کے ۳۵ سر پاؤں پہ رکھ دیا پدر کے
سر قدموں سے شاہ نے اٹھایا ۳۶ فرزند کو چھاتی سے لگایا
لے لے کے بلائیں کاکلوں کی ۳۷ پیشانی چومی پیٹھ ٹھونکی
عرض اس نے کیا کہ دو بیر سنار ۳۸ پابوسیٔ شہ کی ہیں طلبگار
حضرت نے کہا بلائیے خیر ۳۹ اُٹھ جائیں جو بیٹھے ہوں یہاں غیر
شہزادے نے اک مکاں بنایا ۴۰ اِک اِک اُٹھا اُدھر کو آیا
سب اُٹھ گئے پر وہ چاروں باغی ۴۱ بیٹھے رہے فرشِ گل پہ داغی
شہزادہ اُٹھا محل میں آیا ۴۲ پردے تلک اُن کو ساتھ لایا
دلبر سے کہا میں جب کہوں آؤ ۴۳ تو کہیو یہ چاروں داغی اُٹھواؤ
در پردہ سکھا کے باہر آیا ۴۴ بے پردہ حضور شہ بلایا
دلبر نے کہا نہ جاؤں گی میں ۴۵ قربان گئی نہ آؤں گی میں
اُٹھ جائیں یہ چاروں سست بنیاد ۴۶ داغی ہوئے ہیں غلام آزاد
چاروں کا یہ سنتے ہی اُڑا رنگ ۴۷ یکبارگی شاہ ہو گیا دنگ
دکھلائی دیے جو بیٹے بے رُخ ۴۸ دیکھا تاج الملوک کے رُخ
یاں دل پہ تھے داغ واں سُرین پر ۴۹ یاں نام پہ حرف واں نگیں پر
وہ جعل وہ ہار وہ غلامی ۵۰ وہ گھات وہ جیتنا تمامی

وہ دسترس اور وہ پائمردی ٥١ وہ بیکسی اور وہ دشت گردی

وہ دیو کی بھوک اور وہ تقریر ٥٢ وہ حلوے کی چاٹ اور وہ تحریر

وہ سعی وہ دیونی کی صحبت ٥٣ محمود کی وہ آدمیت

تجویز کے وہ سرنگ کی راہ ٥٤ اور موش دوانیاں وہ دلخواہ

وہ سیرِ چمن وہ پھول لینا ٥٥ وہ عزمِ وطن وہ داغ دینا

وہ کور کے حق میں خضر ہونا ٥٦ وہ غولوں سے مل کے پھول کھونا

وہ بال کو آگ پر دکھانا ٥٧ وعدے پہ وہ دیونی کا آنا

وہ نزہتِ گلشنِ نگاریں ٥٨ وہ دعوتِ بادشاہ وہ تمکیں

گذرا تھا جو کچھ بیاں کیا سب ٥٩ پنہاں تھا جو کچھ عیاں کیا سب

انگشتری پری دکھا کر ٦٠ کھلوائی سُرین کی مُہر محضر

پہلے تو بہت وہ منہ چڑھے ڈھیٹ ٦١ آخر داغی دکھا گئے پیٹ

اُٹھوا کے اُنھیں وہ دو خوش آئیں ٦٢ پابوسیِ شہ کو سر سے آئیں

حضرت نے سمجھ کے حسن خدمت ٦٣ دونوں کو دیئے خطاب و خلعت

نذریں اِن دونوں نے دکھائیں ٦٤ رخصت ہو کر محل میں آئیں

مسند سے شہ اُٹھ کے بے محابا ٦٥ بولا بیٹے سے جان بابا

روشن کیا دیدۂ پدر کو ٦٦ مادر کے بھی چل کے آنسو پوچھو

مشتاق کو رو براہ پایا ٦٧ ہمراہ اُسے تا بخانہ لایا

ماں نے دیکھا جو وہ دلاور ٦٨ اشکوں کے گہر گئے نچھاور

۶۹ وہ طفل بھی گم پڑا قدم پر — مانند سرشک چشم مادر
۷۰ ہر خویش و بیگانہ سے ملا وہ — پھر اپنی جگہ پہ آ گیا وہ

۱۷۔ غائب ہو جانا فرخ یعنی بکاؤلی کا اور بلوانا تاج الملوک کو گلشن نگاریں سے اور متفق ہو کر گلزار ارم میں رہنا

۱ کھلنے پہ ہے جو طلسم تقدیر — اب خامے نے یوں کیا ہے تحریر
۲ فرخ وہ بادشہ کا دستور — یعنی وہ بکاؤلی مستور
۳ مطلوب کا سن سمجھ کے سب حال — چاہا کہ نکالے کچھ پر و بال
۴ سوچی کہ دلا شتاب کیا ہے — پھر سمجھیں گے اضطراب کیا ہے
۵ اس وضع کا پاس کر گئی وہ — تغییر لباس کر گئی وہ
۶ فرخ کہنے تک آدمی تھی — پھر وہ ہی بکاؤلی پری تھی
۷ غربت سے چلی وطن میں آئی — صحرا سے اُڑی چمن میں آئی
۸ پژمردہ خواصوں میں پڑی جان — صدقے ہوئی کوئی کوئی قربان
۹ اس غنچہ میں اک سمن پری تھی — وہ ہمنفس بکاؤلی تھی
۱۰ بولی کہو کیا کیا کہا خوب — بے کچھ کہے پھر بھی آئی کیا خوب
۱۱ مانگا کاغذ دوات و خامہ — لکھا گلچیں کے نام نامہ

نامہ

۱۲ اے یوسف چشم زخم یعقوب — وے رشک برادران منکوب

اے دلبرِ دلبراں دغا باز ۱۳ وے دیو سوارِ عرش پرواز
اے آب تہِ زمین نیرنگ ۱۴ وے نقب دوانِ باغِ گلرنگ
اے پردہ کشائے بے حجابی ۱۵ وے دزدِ حنائے دستیابی
اے رہروِ رہ بہ رہ نہادہ ۱۶ وے صرصرِ گُل بباد دادہ
اے بے سر و برگ گلشن آرا ۱۷ وے لعل نمائے سنگ خارا
اے بے خبرِ طلسمِ صورت ۱۸ وے بے بصرِ رُخِ ضرورت
اے باعثِ عزمِ میزبانی ۱۹ وے صاحبِ بزمِ مہمانی
اے آئینہ دارِ خود نمائی ۲۰ وے سُرمۂ چشمِ آشنائی
اے پردہ کشائے روئے پنہاں ۲۱ وے داغ نمائے پشتِ اخواں
تو باغِ ارم سے لے گیا گُل ۲۲ تو مجھ سی پری کو دے گیا جُل
بے رُخ ترے واسطے ہوئی ہیں ۲۳ فرّخ ترے واسطے ہوئی ہیں
تجکو ترے باپ سے ملایا ۲۴ مجھکو یہ ملا کہ تجکو پایا
جو جو اسرار تھے نہانی ۲۵ سب تجھ سے سُنے تری زبانی
کیا لطف جو غیر پردہ کھولے ۲۶ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے
چاہا تھا کروں سرے سے پامال ۲۷ کر شکر سمجھ کہ تھا خوش اقبال
کیا کہئے کہ صورت اور کچھ تھی ۲۸ وقت اور ضرورت اور کچھ تھی
اب تک ہیں وہ خارجی کے جی میں ۲۹ جلد آ کہ ہے مصلحت اسی میں
آئیگا تو درگذر کروں گی ۳۰ ورنہ میں بہت سا شر کروں گی

داغوں پہ دئے ہیں داغ تو نے ۳۱ دکھلائے ہیں سبز باغ تو نے
کانٹوں میں اگر نہ ہو اُلجھنا ۳۲ تھوڑا سا لکھا بہت سمجھنا
پھر خط کی نہ ہو اُمیدواری ۳۳ الفقط ہے قلم کی دوستداری
یہ لکھ کے کہا سمن پری کو ۳۴ چالاک ہے تو ہی قاصدی کو
یہ خط یہ انگوٹھی لے ابھی جا ۳۵ پورب کی سمت کو چلی جا
رستے میں ہے گلشنِ نگاریں ۳۶ رہنا ہے وہیں مرادہ گلچیں
خاتم کی نشاں سے نامہ دیجو ۳۷ ٹھہری رہیو جواب لیجو
خط خاتم لے کے وہ ہوائی ۳۸ پتّا ہوئی اور پتے پہ آئی
وہ باغ کہ تھا جواہر آگیں ۳۹ ثابت ہوا گلشنِ نگاریں
وہ آدم حور وش پری رو ۴۰ یعنے تاج الملوک خوش خو
گلگشت میں تھا کسی روش پر ۴۱ محمودہ تھی داہیں بائیں دلبر
قاصد نے جو رُخ پری دکھایا ۴۲ دھیان اُس کو بکاؤلی کا آیا
پہچانتے ہی نگین خاتم ۴۳ بے شبہ ہوا یقین کا عالم
پر تو پہ وہ یوں چلا تڑپ کے ۴۴ انگارے پہ جیسے کباب لپکے
دھوکا تھا فقط بکاؤلی کا ۴۵ قاصد نے دیا وہ خط پری کا
گو سُرمہ خموشی نے کھلایا ۴۶ تحریر کو آنکھوں سے لگایا
قاصد سے کلام لطف بولا ۴۷ خط صورتِ چشم شوق کھولا
وہ نامہ کہ عنبریں رقم تھا ۴۸ قسمت کا نوشتہ یک قلم تھا

تحریر تھی سرگذشت ساری ۴۹ کچھ یاس تھی کچھ اُمیدواری
منگوا کے وہیں دوات و خامہ ۵۰ تحریر کیا جواب نامہ

جوابِ نامہ

اے شاہِ ارم کی دُخترِ گلفام ۵۱ فرخ لقب و بکاؤلی نام
اس نام کے اس لقب کے صدقے ۵۲ اس نامہ کے اس طلب کے صدقے
میں نے جو غرض سے جی چرایا ۵۳ تو نے کیوں آ کے مُنہ چھپایا
میری جو بدی ہوئی تھی کچھ یوں ۵۴ تو نیک تھی بے ملے گئی کیوں
تو جائے تو کیوں نہ آئے افسوس ۵۵ افسوس افسوس ہائے افسوس
تقدیر پھری پھری نہیں تو ۵۶ اُمید گئی گئی نہیں تو
اے کاش میں کچھ بھی سانس پاتا ۵۷ جی کھول کے داغِ دل دکھاتا
معلوم تو ہے کہ شوق کیا تھا ۵۸ جو کھینچ کے یاں سے لے گیا تھا
اب مجھ میں وہ دم اجی کہاں ہے ۵۹ وہ دل وہ جگر وہ جی کہاں ہے
مر جاؤں اگر طلب میں تیری ۶۰ میں کیا کہ خبر نہ پہنچے میری
قابل وہاں آنے کے کہاں ہوں ۶۱ یاں بھی جو رہا تو نیم جاں ہوں
تجھ سے مری خاطر اب کہاں جمع ۶۲ تو نشترِ شعلہ میں رگِ شمع
تو برقِ دماں میں خرمنِ خار ۶۳ تو سیلِ رواں میں خستہ دیوار
تو جوششِ یم میں مورِ بے پر ۶۴ میں نقشِ قدم تو بادِ صرصر
دھڑکا ہے یہی تو جان دوں گا ۶۵ مر جاؤں گا اب نہ میں جیوں گا

ہو تجھسی پری جو خصم جانی ٦٦ انساں کی ہے مرگ زندگانی
منظور جو ہو حیات میری ٦٧ تو مان لے ایک بات میری
حمّالہ کو بھیج آکے لے جائے ٦٨ شاید مجھے زندہ پا کے پہنچائے
بھیجا نہ اُسے تو جان لینا ٦٩ آساں ہے یہاں بھی جان دینا
یہ لکھ کے جو خط سے ہاتھ اُٹھایا ٧٠ قاصد نے لیا جواب لایا
مطلوب کا خط وہ پڑھ رہی تھی ٧١ دیکھا تو وہ دیونی کھڑی تھی
پوچھا کہ اری تجھے غضب ہے ٧٢ گلچیں مرا کون سا بشر ہے
وہ صدقے ہوئی کہا بلا لوں ٧٣ بے دیکھے کسی کا نام کیا لوں
یہ سُن کے وہ شعلہ ہو بھبھوکا ٧٤ بولی کہ تجھے لگاؤں لوکا
تیرا ہی تو ہے فساد مُردار ٧٥ داماد کو گل دیا مجھے خار
گل نقب کی راہ لے گیا چور ٧٦ زندہ کروں اُس مہے کو در گور
حمّالہ جلی ہوں کیا کہوں میں ٧٧ داماد کو لا تو ٹھنڈی ہوں میں
آگاہی جو دیونی نے پائی ٧٨ بگڑی ہوئی بات یوں بنائی
محمود وہ ہے اک کنیز زادی ٧٩ انساں سے ہوئی ہے اُسکی شادی
میرا تو نہیں قصور ہے کچھ ٨٠ شاید اُس کا فتور ہے کچھ
مجرم جو وہ ہے تو لو میں لائی ٨١ یہ کہہ کے اُٹھی چلی ہوائی
آئی تو یہ راز نہم جاں تھا ٨٢ آپ اپنی قضا کا نوحہ خواں تھا
حمّالہ کو دیکھتے ہی رو رو ٨٣ پوچھا کہ تو لینے آئی مجکو

بولی وہ بنے بگاڑ کیا ہے ۸۴ چل دیکھ تو چھیڑ چھاڑ کیا ہے
کچھ بول کے زیر لب وہ دل زار ۸۵ ہیجاں میں تپ کے جیسے بیمار
لرزہ سا چڑھا جو دیونی پر ۸۶ مانند حواس اڑی وہ مضطر
اُس سمت سے پہنچی وہ عقیلہ ۸۷ واں آئی پری کی ماں جمیلہ
شکوہ کرنے لگی پری سے ۸۸ یوں کہنے لگی بکاؤلی سے
گلزار کی سیر خوب بھائی ۸۹ برسوں سے نہیں تو گھر بھی آئی
بے طرح گلوں کی ہے تو شیدا ۹۰ گلچیں نہ ہوا ہو کوئی پیدا
کھلتے ہیں کچھ انتظار کے طور ۹۱ رُخ میری طرف نظر کہیں اور
مادر کے کلام سُن کے دختر ۹۲ بولی کہ چمن تو ہے مرا گھر
میں کیا جانوں مجھے خبر کیا ۹۳ رُخ کس کو کہتے ہیں نظر کیا
تقریر جو بھولے پن کی پائی ۹۴ وہ سادہ دل اُٹھ کے گھر کو آئی
جب اُٹھ گئی یہ تو دیونی وہ ۹۵ حاضر ہوئی لے کے آدمی کو
آیا تو وہ منتظر تھی خونخوار ۹۶ اندیشے سے کانپ اُٹھا گنہگار
واں غصّہ بھری غضب وہ چتون ۹۷ پلکوں سے یہاں نظر پہ چلمن
واں سرمۂ چشم گرم تسخیر ۹۸ یاں قطرۂ اشک تر گلوگیر
واں پھانسنے کو بلا وہ گیسو ۹۹ یاں تاب سخن نہیں سر مُو
بولی وہ پری بصد تامّل ۱۰۰ کیوں جی تمھیں لے گئے تھے وہ گُل
کیا کہتی ہوں میں ادھر تو دیکھو ۱۰۱ میری طرف اک نظر تو دیکھو

ہے یا نہیں یہ خطا تمھاری ۱۰۲ فرمائیے کیا سزا تمھاری
قابو میں پری کے تھا سلیماں ۱۰۳ بولے بتلائے کیا پشیماں
کی عرض رضا ہے جو خوشی ہو ۱۰۴ عاشق کی سزا جو پوچھتی ہو
مشکیں زلفوں سے مشکیں کسواؤ ۱۰۵ کالے ناگوں سے مجھکو ڈسواؤ
تلوار سے قتل ہو جو منظور ۱۰۶ ابرو کے اشارے سے کرو چور
زنداں میں جو زندہ بھیجنا ہو ۱۰۷ اپنے دلِ تنگ میں جگہ دو
یہ سن کے وہ شوخ مسکرا کے ۱۰۸ بولی اسے چھاتی سے لگا کے
گلچیں تو نہیں فقط چمن کا ۱۰۹ محرم ہے سارے تن بدن کا
رخ دیکھ چکی ہوں اب ترا میں ۱۱۰ منہ دوسرے کو دکھاؤں کیا میں
یہ کہہ کے لبوں سے قند گھولے ۱۱۱ مستی نے دلوں کے عقدے کھولے
کاوش یہ ہوا گہر سے الماس ۱۱۲ غنچہ نے بجھائی اوس سے پیاس
واں غنچہ و یا سمن تھا گلنار ۱۱۳ یاں دامنِ سرو ارغواں زار
واں صبح صفا تھی گل بداماں ۱۱۴ پھولی رخِ مہر پر شفق یاں
کیا آگے لکھوں کہ اب سر دست ۱۱۵ ہوتا ہے دوات میں قلم مست

۱۸- افشائے راز ہو کر پھنسنا تاج الملوک کا طلسم میں
اور مقید ہونا بکاؤلی کا

خونی رقمی سے کلکِ شنجرف ۱ ہے سر کشتائے معنی و حرف

از بسکہ یہ عشق فتنہ پرداز ۲ ہے شمع فروز پردۂ راز
ہمدم جو بکاؤلی نے پایا ۳ غماز یہ غم خوشی میں لایا
بھڑکائی جمیلہ مادر اُس کی ۴ گذرانی خبر برابر اُس کی
اک شب کہ تھی خال روئے شامت ۵ یا مردم دیدۂ قیامت
اُگر جو ہے دیکھتی جمیلہ ۶ روشن ہے چراغ میں فتیلہ
وہ شعلۂ آتشیں لپک کے ۷ بجلی سی گری چمک دمک کے
دونوں کی رہی نہ جان تن میں ۸ کاٹو تو لہو نہ تھا بدن میں
شہزادہ یہ اُس نے مار جنگال ۹ دریائے طلسم میں دیا ڈال
بیٹی کی طرف کیا اشارہ ۱۰ جھلّا کے کہا کہ اے خام پارہ
حرمت میں لگایا داغ تو نے ۱۱ لٹوائی بہار باغ تو نے
تھمتا نہیں غصہ تھامنے سے ۱۲ چل دور ہو میرے سامنے سے
خجلت سے پری زمیں میں گڑ کے ۱۳ سایہ سی رہی قدم پکڑ کے
مادر نے ہزار پاسباں میں ۱۴ رکھا اُسے قید کے مکاں میں

۱۹- پابزنجیر ہونا بکاؤلی کا سودائے فراق تاج الملوک میں

سودائے الم ہے اب جو تحریر ۱ حرفوں سے قلم ہے پابزنجیر
سنسان وہ دم بخود تھی رہتی ۲ کچھ کہتی تو ضبط اسے تھی کہتی
کرتی تھی جو بھوک پیاس بس میں ۳ آنسو پیتی تھی کھا کے قسمیں

جامے سے جو زندگی کے تھی تنگ ۴ کپڑوں کے عوض بدلتی تھی رنگ
یکچند جو گذرے بے خور و خواب ۵ زائل ہوئی اُس کی طاقت و تاب
صورت میں خیال رہ گئی وہ ۶ ہیئت میں مثال رہ گئی وہ
آنے لگے بیٹھے بیٹھے چکّر ۷ فانوس خیال بن گیا گھر
پریاں وہ جو اُس کی پاسباں تھیں ۸ دانا و عقیل و خوش بیاں تھیں
سمجھانے لگیں کہ مرتی ہے کیوں ۹ ترکِ خور و خواب کرتی ہے کیوں
ثابت کچھ اثر ستارے کا ہے ۱۰ اس چاند کو کیا گہن لگا ہے
رحم اپنی جوانی پر ذرا کر ۱۱ مُنہ دیکھ تو آئینہ منگا کر
صورت تری زار ہو گئی ہے ۱۲ گُل ہو کے تو خار ہو گئی ہے
ہے ہے تری عقل کس نے کھوئی ۱۳ ناجنس کو چاہتا ہے کوئی
سہتی نہیں آگ ماہیِ تر ۱۴ رہتا نہیں پانی میں سمندر
مذکور نہیں ہے کچھ حسد کا ۱۵ ساتھی نہیں کوئی کارِ بد کا
روشن ہے جو کچھ کیا ہے اندھیر ۱۶ پھیر اپنی سمجھ سمجھ کا ہے پھیر
محبوس کیا ہے تجکو ہر چند ۱۷ توبہ کا تو در نہیں کیا بند
بھولے سے بھی کر نہ یاد آدم ۱۸ پھر گھر وہی تو وہی وہی ہم
اے شمع نہ سوچی کر بد و نیک ۱۹ رشتہ کاٹیگا تجھے ہر ایک
سمجھانے سے تھا ہمیں سروکار ۲۰ اب مان نہ مان تو ہے مختار
تو قیدِ جفا میں ہے کہ ہم ہیں ۲۱ تو دامِ بلا میں ہے کہ ہم ہیں

غم راہ نہیں کہ ساتھ دیجے ۲۲ دکھ بوجھ نہیں کہ بانٹ لیجے
جھنجھلائی بکاؤلی کہ بس بس ۲۳ اب ایک کہو کی تم تو میں د
رنجور جو ہوں تو میں تمھیں کیا ۲۴ مجبور جو ہوں تو میں تمھیں کی
مانا مری حالت اب ردی ہے ۲۵ بہتر ہے وہی جو کچھ بدی ہے
بلبل اسی رشکِ گل کی ہوں میں ۲۶ تم کیا ہو ہزار میں کہوں می
سوجیں وہ کہ یہ نہیں سمجھتی ۲۷ ہے بلکہ بہ رنگ زلف الجھ
مجنوں ہو اگر تو فصد لیجے ۲۸ سایہ ہو تو دوڑ دھوپ کیجے
کچھ روگ جو درپئے خلش ہو ۲۹ درماں کے لیئے دوادوش ہو
بیماریِ عشق لا دوا ہے ۳۰ اس باغ کی اور ہی ہوا ہے
آخر یہ توجی سے اپنے ہے تنگ ۳۱ ایسا نہ ہو لائے اور کچھ رنگ
یاد آئیں جو ابروانِ خمدار ۳۲ رہتے نہ کہیں گلے پہ تلوا
وہ سبزۂ خط جو یاد آئے ۳۳ جھنجھلا کے کہیں نہ زہر کھا
گر یاد کہیں چہِ ذقن کو ۳۴ کودے نہ کنوئیں میں باؤلی
دیوانے کی مطلق العنانی ۳۵ ہے باعثِ مرگ ناگہ
تدبیر کا حوصلہ نکالا ۳۶ زنجیر کا سلسلہ نکا
بیڑی تھی رُخِ جنوں کی کاکل ۳۷ پا بوسیِ گل کو آیا سنب
جب وحشتِ عشق ہو زیادہ ۳۸ زنجیر ہے پیشِ پا فتا
شوریدہ بکاؤلی غضب تھی ۳۹ زنجیروں میں بھی وہ بند کب

بڑھتی جب دل کی بیقراری ۴۰ پڑھتی یہ غزل بہ آہ و زاری

غزل

عالم کا ترے جہاں بیاں ہے ۴۱ بیتابیِ دل جہاں جہاں ہے
زنجیرِ جنوں کڑی نہ پڑیو ۴۲ دیوانے کا پاؤں درمیاں ہے
ذرّے کا بھی چمکے گا ستارہ ۴۳ قائم جو زمین و آسماں ہے
جو داغ کہ چشم ہے فلک پر ۴۴ دل میں مرے اب تلک نہاں ہے
کس سوچ میں ہو نسیمؔ بولو ۴۵ آنکھیں تو ملاؤ دل کہاں ہے

۲۰- آنا تاج الملوک کا صحرائے طلسم سے روح افزا پری کے ساتھ فردوس میں

پھر گہرِ طلسمِ اخلاص ۱ ہے بحرِ سخن میں خامہ غوّاص
وہ قطرۂ بارشِ جدائی ۲ وہ غرقۂ بحرِ آشنائی
وہ بادشہِ حباب افسر ۳ یعنی تاج الملوک مضطر
بے ٹھہری چرخ سے جو ناگاہ ۴ گرداب کے ہالے کا ہوا ماہ
جو مہرِ ماہ سپہرِ برتری تھا ۵ سو ماہیِ بحر ابتری تھا
بادل سا وہ بحرِ آسماں جوش ۶ بجلی سی لہر سے تھا ہم آغوش
دریا تھا نہ بحر تھا نہ جیحوں ۷ طوفان طلسم جوشِ افسوں
کرتے تو وہ پانی سر سے گذرا ۸ ابھرا تو نہ کچھ نظر سے گذرا

موجوں کی عوض تھی چین داماں ۹ گرداب کے بدلے تھا گریباں
آگے جو بڑھا جزیرہ دیکھا ۱۰ اشجار کا واں ذخیرہ دیکھا
جس پھل کو چھوا جو پھر کیا غور ۱۱ ہاتھ آیا نہ کچھ حباب کے طور
جانا طلسم کا ہے جنگل ۱۲ ہے یاں کے درخت کا یہی پھل
اور آگے بڑھا وہ بحر اوہام ۱۳ ڈوبا خورشید ہوگئی شام
ڈر جانوروں کا جی میں بیٹھا ۱۴ اک نخل کہن پہ چڑھ کے بیٹھا
ناگاہ سنی صدائے پر خوف ۱۵ آیا اک اژدہا پئے طوف
صورت میں پہاڑ کی نشانی ۱۶ سیرت میں بلائے ناگہانی
منہ کھول کے سانپ اک نکالا ۱۷ اُس کالے نے من زمیں پہ ڈالا
لہرا لہرا کے اوس چاٹی ۱۸ بن میں کالوں نے رات کاٹی
جب صبح ہوئی تو منہ میں ڈالا ۱۹ کالے نے من اژدہے نے کالا
وہ جا کے افق میں مہر چمکا ۲۰ من افعی شب کے منہ سے نکلا
سوچا وہ کہ لیجئے من کسی طور ۲۱ دشمن کا تھا سامنا کیا غور
کچھ گائیں کلیلیں کر رہی تھیں ۲۲ بن میں ہری دوب چر رہی تھیں
دودھ ان کا دوہا پیا کھا لو ۲۳ گوبر کے انھیں کے چھوت پھینکو
نکلا جو پھر آکے شب کو اژدر ۲۴ گلشن سے دھواں دھوئیں سے اخگر
گوبر پھینکا تو دب گیا من ۲۵ بادل میں چھپا وہ ماہ روشن
بے روشنی اندھے ہوگئے وہ ۲۶ من ڈھونڈتے آپ کھوگئے وہ

۲۷ من لے گئے جو اُس نے مہرہ مارا | شب کاٹ کے صبحدم سدھارا
۲۸ دو مُرغ تھے بیٹھے اک شجر پر | مادہ لگی پوچھنے کہ اے نر
۲۹ ہیں تجربہ کر چکی جہاں کا | کھلتا نہیں کچھ طلسم یاں کا
۳۰ مادہ سے یہ سُن کے بول اُٹھا نر | ہے طرفہ طلسم اس جگہ پر
۳۱ وہ پیڑ جو حوض پر لگا ہے | طوبےٰ سے خواص میں سوا ہے
۳۲ اک سانپ ہے واں پہ چوٹ کرنا | مارے سے نہیں کسی کے مرنا
۳۳ لیکن جو یہ بندہ خدا جائے | تا حوض قدم قدم چلا جائے
۳۴ لپکیگا خود اُس کو دیکھ کر سانپ | مُنہ چادرِ آب میں یہ لے ڈھانپ
۳۵ اُبھریگا لگا کے جب یہ غوطا | بن جائیگا آدمی سے طوطا
۳۶ اندیشہ نہ اپنے دل میں لائے | اُڑ کر یہ اُسی شجر پہ جائے
۳۷ سب خشک ہے ایک ہے ہری ڈال | دو رنگ کے پھل ہیں سبز اور لال
۳۸ پہلے تو یہ لال پھل کو کھائے | انسان کا رنگ روپ لائے
۳۹ پھر توڑ لے اُس کے سبز پھل کو | پھل کچھ اُسے دے رہیگا کل کو
۴۰ جس شخص کے پاس یہ ثمر ہو | ہتھیار نہ اُس پہ کارگر ہو
۴۱ لکڑی میں اثر یہ ہے کہ دشمن | بن جاتا ہے موم اگر ہو آہن
۴۲ دو ہاتھوں میں لے جو کاندھے پر سے | اُڑتا پھرے جیسے مُرغ پر سے
۴۳ ٹوپی جو بنائے چھیل کر چھال | دکھلائی نہ دے نظر کی تمثال
۴۴ جُبّے کی صفت بیان کیا ہو | دم بھر میں بھرے جراحتوں کو

منہ میں رہے گوند اُس کا جب تک ۴۵ لگتی نہیں بھوک پیاس تب تک

تھا طعمِ غیب مُرغ گویا ۴۶ سُنتے ہی اُدھر چلا وہ جویا

کلٹے نے جہاں سے کی سیاہی ۴۷ وہ حوض میں تھا مثال ماہی

طوطا بن کر شجر پہ آکر ۴۸ پھل کھا کے بشر کا روپ پاکر

پتّے پھل گوند چھال لکڑی ۴۹ اُس پیڑ سے لے کے راہ پکڑی

ہاتھ آ جو گئی عصا کی تاثیر ۵۰ پرّاں ہوا صورتِ عصافیر

اُڑتا ہوا واں سے دُور جا کر ۵۱ ٹھہرا دم لینے اِک جگہ پر

پھر ران کو چیر کر چھپایا ۵۲ پتّے سے وہ زخم سب بھر آیا

اِک حوض پُر آب و تاب دیکھا ۵۳ سرچشمۂ آفتاب دیکھا

غوطہ جو لگا کے سر اُٹھایا ۵۴ وہ حوض وہ آب کچھ نہ پایا

دکھلائی بُرے دنوں نے شامت ۵۵ مردی کی رہی نہ کچھ علامت

حوض اُس کی ہوئی یہ دیکھتے ہی ۵۶ فوّارہ تو گم خزانہ باقی

سختی جو دکھاتا تھا مقدر ۵۷ چھاتی پہ دھرا اُچھل سے پتھر

نامردی سے اپنی نعرہ زن ہو ۵۸ بیچاری چلی کسی طرف کو

آگے سے جوان ایک خوش قد ۵۹ آتا تھا دنوں کی جیسے آمد

باہم زن و مرد نے کیا میل ۶۰ دریا سے مِلا وہ قطرہ زن سیل

بارے جو پڑی گھر اُس کے بے قید ۶۱ اُمید سے رہ گئی وہ نومید

جب جن کے نہانے کا دن آیا ۶۲ غوطہ کسی حوض میں لگایا

اُبھری تو نہ حوض تھا نہ وہ روپ ٦٣ پانی کے عوض تھی دشت کی دھوپ
مردی نے جو جسم وجود پایا ٦٤ پستانوں کو بے نمود پایا
ترکش پہ نگاہ کی تو تھا تیر ٦٥ قبضے میں پھر آئی کھوئی شمشیر
گو شمع بنا چراغ دامن ٦٦ روشن نہ ہوا وہ زنگ و روغن
تھا مردمِ دیدۂ طلسمات ٦٧ خالِ رُخ و رنگ رو مساوات
اِک دیوی مردہ دل سی مبہوت ٦٨ پستاں سے خطا اس کا نخلِ تابوت
زنبورِ سیاہ خال اُس کے ٦٩ برگد کی جٹائیں بال اُس کے
گٹھا لئے سر پہ لکڑیوں کا ٧٠ چلتی تھی سموم کا سا جھونکا
شہزادہ کہ تھا کھڑا منتظر ٧١ وہ رو سیہ اُس کو سمجھی شوہر
گٹھا وہ دیا کہ بیچ لا جا ٧٢ کیجو نہیں دیر جلد آجا
حیرت زدہ شاہزادہ ناچار ٧٣ راہی ہوا سر پہ رکھ کے انبار
جب بڑھ کے ہوا نظر سے اوجھل ٧٤ ہلکا ہوا پھینک پھانک بوجھل
واں سے جو بڑھا تو ایک چشمہ ٧٥ پُر آب تھا چشمِ منتظر سا
غوطہ جو لگا کے سر اُبھارا ٧٦ پایا وہی رنگ و روپ سارا
کھویا ہوا مال ہاتھ آیا ٧٧ بولا وہ کہ شکر ہے خدایا
خورشید مرا گہن سے چھوٹا ٧٨ زنگ آئینۂ بدن سے چھوٹا
یارب یہی اب میں چاہتا ہوں ٧٩ یہ چشمہ پھر آنکھ سے نہ دیکھوں
ناداں ہو جو آبرو کو کھوئے ٨٠ اُس پانی سے ہاتھ منہ کو دھوئے

یہ کہکر کاندھے پہ رکھ کے لاٹھی ۸۱ گھوڑوں پہ ہوا کے باندھی کاٹھی
کھانے کو شجرہ کا گوند تھا پاس ۸۲ کیا دخل کہ بھوک لگتی یا پیاس
دیکھا ناگاہ کوہ البرز ۸۳ اک دیو سیاہ تھا لئے گرز
ٹوپی وہ جو سر پہ چھال کی تھی ۸۴ عریانی میں پردہ حال کی تھی
اس دیو کے آگے سے بڑھا وہ ۸۵ سایہ سا پہاڑ پر چڑھا وہ
گریاں لب حوض اک پری تھی ۸۶ فوارے کی طرح رو رہی تھی
پرجوش و خروش اُسے جو پایا ۸۷ روپوش نے تاجِ سر اُٹھایا
دیکھا جو پری نے آدمی زاد ۸۸ آہستہ کہا کہ خانہ برباد
رستہ ترا کھو گیا کہاں سے ۸۹ کھا جائیگا دیو بھاگ یاں سے
بولا وہ بشر کہ دیو کیسا ۹۰ ہم کو تو ملا نہ کوئی ایسا
بولی وہ پری کہ جا کہا مان ۹۱ سر پر ہیں ترے قضا کے سامان
بولا وہ کہ بیقراری کیا ہے ۹۲ تم اپنی کہو ہماری کیا ہے
کیوں روتی ہو کس کی یاد میں ہو ۹۳ کیا رنج ہے کس فسانہ میں ہو
بولی وہ حسیں کہ میں پری ہوں ۹۴ اس دیو کے بس میں آگئی ہوں
فردوس کا بادشہ مظفر ۹۵ روح افزا جس کی میں ہوں دختر
سردار کروڑوں دیو کا ہے ۹۶ سلطانِ ارم مرا چچا ہے
اک دن میں چلی چچا کے گھر کو ۹۷ ماندی تھی بکاؤلی خبر کو
رستے سے یہ دیو پھانس لایا ۹۸ اب تک تو خدا نے ہے بچایا

نام اُس سے بکاؤلی کا سُن کر ۹۹ رونے جو لگا وہ سر کو دُھن کر

پوچھا اُس نے کہ آدمی زاد ۱۰۰ تو کیوں رویا کہا کہ فریاد

واں خرمنِ عیش پر پڑی برق ۱۰۱ یاں بحرِ فسوں میں میں ہوا غرق

واں پھانس چبھی ہے اسکو غم کی ۱۰۲ یاں سانس نہیں ہے ایکدم کی

بولی وہ کہ چھوٹتے اگر ہم ۱۰۳ رکھتے ترے زخمِ دل پہ مرہم

بولا وہ کہ چل کہا کہ ناداں ۱۰۴ وہ دیو کہاں کہاں تو انساں

دیوؤں سے بھی لڑ سکا ہے کوئی ۱۰۵ سائے کو پکڑ سکا ہے کوئی

بولا وہ کہ جی بجھا نہ جانی ۱۰۶ دیو آگ تو آدمی ہے پانی

ہرچند کہ انس و جاں میں ہے لاگ ۱۰۷ دب جاتی ہے مشتِ خاک سے آگ

بولی وہ کہ سُن تو آدمی زاد ۱۰۸ وہ دیو ہے تیری کیا ہے بُنیاد

تجھ پاس تو اک عصا ہے جانی ۱۰۹ لاٹھی سے جُدا نہ ہوگا پانی

بولا وہ کہ یہ جو لٹھ مرا ہے ۱۱۰ موسیٰ کا عصا ہے اژدہا ہے

یہ کہہ کے جتائے جوہر اپنے ۱۱۱ سامان دکھائے یکسر اپنے

ٹوپی جو اتار لی تھی سر سے ۱۱۲ پھر رکھ کے نہاں ہوا نظر سے

لٹھ کاندھے پہ رکھ ہوا پہ جا کر ۱۱۳ ظاہر ہوا ٹوپی کو اُٹھا کر

یہ شعبدہ دیکھ کر پری نے ۱۱۴ اُڑ چلنے کے پائے کچھ قرینے

تسکیں جو ہوئی پری کے جی کو ۱۱۵ وہ آدمی لے اُڑا پری کو

وہ دیو پری کو اُڑتے پا کر ۱۱۶ اُچکا تو ملا ہوا پہ جا کر

شہزادے نے اپنے سر کی ٹوپی ۱۱۷ جلدی سے پری کے سر پہ رکھ دی

بدلی میں چھپی وہ ماہ روشن ۱۱۸ بجلی سا عیاں ہوا یہ پُرفن

وہ دیو کہ تھا پری پہ لپکا ۱۱۹ حیرت زدہ آدمی پہ لپکا

شہزادہ کہ لٹھ سے برق دم تھا ۱۲۰ بادل سا ہوا کا ہمقدم تھا

دیکھا جو نہ دیو نے گذارا ۱۲۱ پتھر اک اُٹھا کے پھینک مارا

وہ سنگ گراں حریفِ غول ۱۲۲ تا شیر سے کھل کے بن گیا پھول

لٹھ اُس کا پڑا تو وہ ہوا چور ۱۲۳ جس طرح عصا سے جام بلّور

غل کر کے زمین پر گرا دیو ۱۲۴ موجود ہوئے ہزار ہا دیو

بادل کی طرح جو اُمڈے دشمن ۱۲۵ لاٹھی ہے ہوا وہ برق خرمن

موسیٰ کا عصا تھا لٹھ جواں کا ۱۲۶ ایک ہی لاٹھی سے سب کو ہانکا

سرمہ کیا کوہ پیکروں کا ۱۲۷ جی چھوٹ گیا دلاوروں کا

ٹوپی کو اُتار کر پری نے ۱۲۸ چومے قدم بشر پری نے

شہزادے نے تاج سر پہ رکھا ۱۲۹ لٹھ کاندھے پہ دل سفر پہ رکھا

فردوس میں جا کے صورتِ حور ۱۳۰ ماں باپ سے آملی وہ مہجور

دیووں کی وہ سرکشی سُنائی ۱۳۱ انساں کی وہ مردمی جتائی

سُن سُن کے اُڑے حواس اُن کے ۱۳۲ لائے نہ یقیں قیاس اُن کے

پوچھا وہ کہ ہے کہا کہ ہاں ہے ۱۳۳ پوچھا کہ کہاں کہا یہاں ہے

یہ سُنتے ہی کلاہ بس نے تاج اٹھایا ۱۳۴ حیرانوں کو شعبدہ دکھایا

بال اُس کے وبال سے بڑھے تھے ۱۳۵ ناخن بھی ہلال سے بڑھے تھے

تن خاکی تھا جانِ آتشیں تھی ۱۳۶ عریانی قبائے پوستیں تھی

صورت سے فقیر تھا بروگی ۱۳۷ کی آؤ بھگت سمجھ کے جوگی

حُسن آرا اُس پری کی مادر ۱۳۸ باپ اِس کا بادشہ مظفر

قدموں پہ گرے کہا ادب سے ۱۳۹ حرمت رہی آپ کے سبب سے

بولا وہ خدا خدا کرو واہ ۱۴۰ ہے جملہ جہاں کا مالک اللہ

قادر وہی کبریا وہی ہے ۱۴۱ آخر وہی ابتدا وہی ہے

بولی وہ کہ حق ہے جو ہے فرمان ۱۴۲ تم وقت کے اپنے ہو سلیمان

کھولو کمر اور لطف فرماؤ ۱۴۳ شربت پیو میوہ ہائے تر کھاؤ

بولا وہ کہ اشتہا کسے ہے ۱۴۴ کھانے کا مزہ رہا کسے ہے

سیّاح کو کیا قیام سے کار ۱۴۵ شبنم نہیں جاگزین گلزار

درویش رواں رہے تو بہتر ۱۴۶ آبِ دریا بہے تو بہتر

روح افزا بول اُٹھی اجی واہ ۱۴۷ ہم جانے نہ دینگے تم کو واللہ

آرام کرو کرم کرو آؤ ۱۴۸ ہم رام ہوئے نہ رم کرو آؤ

مجمع سے الگ مکاں میں لائی ۱۴۹ آرام کی جا قرار پائی

اصحاب نیاز کھانے لائے ۱۵۰ ارباب نشاط گانے آئے

تھا اپنے ہی سوچ میں وہ مُہمان ۱۵۱ دُھن راگ کی تھی نہ رنگ کا دھیان

بے وقت وہ راگ خوش نہ آیا ۱۵۲ بے فصل وہ پھاگ خوش نہ آیا

۱۲- آنا بکاؤلی کا روح افزا پری کی خبر کو جمیلہ کے ساتھ اور تاج الملوک سے مل کر جانا سات دن بعد

بچھڑوں کے جو ملنے کا بیاں ہے ۱ یوں خامہ خوشی سے تر زباں ہے
روح افزا کو جو کھو کے پایا ۲ مژدہ شاہِ ارم تک آیا
جانا تھا یگانگی میں لازم ۳ چلنے کو ہوئی جمیلہ عازم
وہ ساکنِ خانۂ سلاسل ۴ یعنے وہ بکاؤلیِ بیدل
کہتی تھی کہ پیچ سے نکلتی ۵ خواہاں یہ ہوئی کہ میں بھی چلتی
سن کر قیدی کے زار نالے ۶ زنجیر کے پیچ سے نکالے
تخت اُن کی سواریوں کے آئے ۷ اُڑتے وہ ہوا کے جھونکے آئے
بانوئے شہِ ارم جمیلہ ۸ دُخت اس کی بکاؤلی عقیلہ
روح افزا سے سب ہوئیں بغلگیر ۹ صورت پوچھی کہا کہ تقدیر
کہہ سُن کے مبارک و سلامت ۱۰ بیٹھ اُٹھ کے ہوئی جمیلہ رخصت
روح افزا نے کہا چچی جان ۱۱ تم جاؤ رہیں بکاؤلی یاں
خاطر سے کہا کہ خیر لیکن ۱۲ لیجاؤں گی خود میں ساتویں دن
یہ کہہ گئے وہ وحشتِ مجسم ۱۳ آہو سی ارم کو کر گئی رم
روح افزا نے کہا بہن سے ۱۴ بہتر کوئی جا نہیں چمن سے
گلگشت کریں چلو کہا خیر ۱۵ کیا جانئے کہ ہو گی سیر میں سیر

۱۶ چل پھر کے ہنسی ہنسی میں پوچھا — کھونا ملنا بہن یہ کیا تھا

۱۷ روح افزا نے کہا کہ ہمشیر — میں نے یہ سنا کہ تو ہے دلگیر

۱۸ واللہ کہ چھان کر خدائی — تیرے پیارے کو ڈھونڈھ لائی

۱۹ سمجھی وہ ہنسی کہا سٹرن ہو — نادان ہو کیا کہوں بہن ہو

۲۰ ہم کو یہ ہنسی نہیں گوارا — پیارا ہو وےگا وہ تمھارا

۲۱ پیارا جو نہ تھا تو کھو گئیں کیوں؟ — بدراہ پھر آپ ہو گئیں کیوں؟

۲۲ بولی کہ وہ آشنا تمھارا — پیارا نہیں پیاری کا ہے پیارا

۲۳ گر اُس کی تلاش میں میں کھوئی — بدراہ نہ کہہ سکے گا کوئی

۲۴ جو چاہو کہو جواب کیا دوں — قائل نہیں ہوتی ہو دکھا دوں

۲۵ وہ جوگی وہ دھونی اور وہ آسن — دکھلایا تو تھی اُسی کی جوگن

۲۶ دیکھا تو دکھا رہی ہے تقدیر — کوشش کا اثر کشش کی تاثیر

۲۷ روح افزا اُن کے بیچ میں واں — قالب تھی میان جان و جاناں

۲۸ دونوں کا بدل تھا وصل منظور — مانند حجاب ہو گئی دور

۲۹ وہ غمزۂ چشم ظلم و بیداد — دریا رو یا شنا کے افتاد

۳۰ خاطر کی کدورتیں عیاں تھیں — چشموں کی وہ صورتیں بیاں تھیں

۳۱ رو رو کے بکاولی دل افگار — بولی کہ خدا کو علم ہے یار

۳۲ پھرتا تھا تو چشم و دل میں میرے — دیدے مرے نقش پا تھے تیرے

۳۳ مشکل مجھے اپنا تھامنا تھا — ہر وقت قضا کا سامنا تھا

ہم چشم پھرے تھے مثل مژگاں ۳۴ ہمسایہ تھے شب کشیدہ داماں
گھر میں رہنا گراں تھا میرا ۳۵ زنجیر کا گھر مکاں تھا میرا
جو کہہ کے سخن پکارتا تھا ۳۶ پتھر سا کھینچ مارتا تھا
سختی سہی یا کڑی اُٹھائی ۳۷ افتاد تھی جو پڑی اٹھائی
طالع سے کسے تھی ایسی امید ۳۸ نکلا ہے کدھر سے آج خورشید
کیوں مُنہ پہ شفق خوشی سے پھولی ۳۹ کیا شام وصال راہ بھولی
یہ کہہ کے ملے بہم وہ ایسے ۴۰ صفحے خطِ توأماں کے جیسے
اِک جان دو تن تھے سرو بالا ۴۱ صحبت کا مزہ ہوا دوبالا
دربان سہی تھی در پہ روح افزا ۴۲ تھا پیشِ نظر حیا کا پردا
جب بیٹھے ہوس نکال کے وہ ۴۳ وارد ہوئی دیکھ بھال کے وہ
بول اُٹھی بکاؤلی کہ واری ۴۴ محرم کا ہے کام پردہ داری
وہ بولی مجھے تو کچھ نہ آیا ۴۵ تم نے مگر اب یہ ہے سکھایا
کیا جانیں ابھی بدا ہے کیا کیا ۴۶ اس عمر میں سیکھنا ہے کیا کیا
بارے وہ مہ دو ہفتہ باہم ۴۷ یک ہفتہ رہے انیس و ہمدم
سمجھے ہفتے کی میہمانی ۴۸ ہر ہفت عروس شادمانی
وعدے پہ جمیلہ ساتویں دن ۴۹ آئی تو تھا حیلہ غیر ممکن
ساتھ اُس کے رواں ہوئی وہ گلرو ۵۰ ہوش اُس کے رواں ہوئے کہے تو
چاہا کہ وہ تاج رکھ کے سر پر ۵۱ رہیے روپوش ساتھ چل کر

دامن کو پکڑ کے روح افزا ۵۲ بولی کہ کدھر کیا ارادہ
الفت کے بہت نہ جوش میں آؤ ۵۳ کچھ خبر ہے تم کو ہوش میں آؤ
نافہمی سے خوار ہو چکے ہو ۵۴ اب تو سیکھو کہ کھو چکے ہو
کار مشاطہ خود نہ کیجے ۵۵ انگارے کو ہاتھ میں نہ لیجے
جلدی تمھیں کیا ضرور دم لو ۵۶ بیدل نہ ہو قول لو قسم لو
گھبراؤ نہ پا کے نامرادی ۵۷ غم کھاؤ جو چاہتے ہو شادی
سوچا تو نہ تھا صلاح اُلجھنا ۵۸ دانائی تھی بات کا سمجھنا

۲۲- پیغام بھیجنا حُسن آرا کا بکاؤلی کی شادی کے واسطے

بیدل نے جگہ جو دل میں پائی ۱ یوں خامے نے کی زباں کشائی
وہ شُکر گذار روح افزا ۲ ماں سے بولی کہ حُسن آرا
واجب ہے ادائے حق مہماں ۳ احساں کا عوض نہیں جز احساں
حُسن آرا نے کہا کہ بہتر ۴ جو اپنے سے ہو نہیں ہے باہر
بولی وہ کہ یہ فقیر جوگی ۵ ہے عشق بکاؤلی کا روگی
میں اس کے سبب بچی ہوں جی سے ۶ یہ میرے سبب ملے پری سے
راز اُن کا کہا جو آشکارا ۷ راضی ہوئی سُن کے حُسن آرا
بلوا کے مصوّر اِک کہن سال ۸ کھچوائی اُس آدمی کی تمثال
وہ صورتِ حال ارم میں لائی ۹ خلوت میں جمیلہ پاس آئی

چھیڑا کہ ہو مہ سے عقد پرویں ۱۰ پیوند نہال گل ہو نسریں

واجب نہیں اب تامّل اس میں ۱۱ بھڑ بیٹے وہیں تک نہ جھجکے جس میں

بولی وہ جمیلہ کیا بتاؤں ۱۲ تو اپنی ہے تجھ سے کیا چھپاؤں

سودا ہے مری بکاؤلی کو ۱۳ ہے چاہ بشر کی باؤلی کو

مشہور ہے ضد انس و جانی ۱۴ یک جا نہیں رہتے آگ و پانی

حسن آرا نے کہا جمیلہ ۱۵ مجکو نہیں یہ پسند حیلہ

کاوش تری بے ثبات ہے یہ ۱۶ سو بات کی ایک بات ہے یہ

دو دل جو ہوں جا نہیں راضی ۱۷ بے جان لے کیا کرے گا قاضی

بولی وہ جمیلہ ہوش میں آؤ ۱۸ جا کر کسی اور کو یہ سمجھاؤ

تجھ پر کی آپ کے ہیں قرباں ۱۹ لے جائے مری پری کو انساں

حسن آرا نے کہا کہ خاموش ۲۰ شعلہ کو کیا ہے کس نے خس پوش

اسباب نہ جمع کر ضرر کے ۲۱ رکھ پنبہ نہ داغ پر شرر کے

بولی وہ جمیلہ پھر کر دل کیا ۲۲ وہ بولی نہ سمجھی کہتی ہوں کیا

جب دل ہی پری کا آگیا ہے ۲۳ انساں ہے تو کیا مضائقہ ہے

انساں ہی تھے حضرت سلیماں ۲۴ انسان ہی تھے مسیح دوراں

یہ قطرہ بحر کبریائی ۲۵ دریا ہے جو ہوئے آشنائی

کیا شکوہ اگر پری نہ سمجھے ۲۶ افسوس جو آدمی نہ سمجھے

دم دھاگے میں رشتہ نفس کے ۲۷ پھندے میں پھنسا ہے پیش و پس کے

۲۳- بیاہ ہونا بکاؤلی کا تاج الملوک کے ساتھ اور رہنا ارم میں

1 شادی کے لئے ہے کاکِ شنجرف — انگشتِ قبول دیدۂ حرف

2 حسن آرا تھی نیک تدبیر — دکھلائی جمیلہ کو وہ تصویر

3 پہچان کے خال و خط سے انداز — وہ چپ جو رہی تو یہ سخن ساز

4 بولی کہو کیوں کہا کہ مانا — یہ کھوئے ہوئے کا کیا ٹھکانا

5 وہ بولی کہ اس سے تجکو کیا ہے — ہم نے تو سمجھ کے کچھ کیا ہے

6 ٹھہری یہ غرض کہ آج کی رات — فیروز کے آگے چھیڑیے بات

7 جب سونے کو وہ محل میں آیا — افسانۂ عشق اُسے سُنایا

8 یاد اُس نے کیا بکاؤلی کو — لے آئے اُڑا کے اس پری کو

9 تصویر بشر دکھائی اُس کو — شادی کی خبر سنائی اس کو

10 دیکھا تو نہ فرق تھا سر مو — جا پہنچے خط و خال و چشم و ابرو

11 نقشے سے وہی نگار پایا — قسمت کا لکھا سا آگے آیا

12 کہنے لگی دل میں یا الٰہی — شر ہو نہ کہیں یہ خیر خواہی

13 پیارے سے نہ ہو خلاف وعدہ — کیا سوچتی ہوں نصیب اعدا

14 دیکھا تو وہ بھیدی حسن آرا — کہتی تھی اسی کے رخ نظارا

15 روح افزا کا جو آگیا دھیان — تسکین ہوئی آئی جان میں جان

16 جانا کہ بہانہ فصل سے ہے — یہ نقل مطابق اصل سے ہے

قسمت میں تھی جو بے حیائی ۱۷ شرمائی لجائی مسکرائی

حسن آرا نے کہا مبارک ۱۸ ایجاب اس نے کیا مبارک

سج دھج یہ بنی ادھر بنائی ۱۹ بن ٹھن کے بنا ادھر سے آئی

سیارہ شناس کو بلایا ۲۰ ساعت ٹھہرائی دن دکھایا

شادی کی خبر سے خوش خوش آئی ۲۱ مشتاق کو خوش خبر سنائی

راتوں کو جو گنتے تھے ستارے ۲۲ دن گننے لگے خوشی کے مارے

واں مہندی نے چومے پائے خورشید ۲۳ یاں سبز ہوا نہال امید

وہ واں پہ گلاب سے نہائی ۲۴ یاں تازگی آبرو نے پائی

واں غازے سے رخ شفق میں خورشید ۲۵ یاں جم گیا منہ پہ رنگ امید

افشاں ہوئی واں ستارہ افشاں ۲۶ یاں جیغہ سے روشنی دو چنداں

واں مانگ سے رنگ کہکشاں ماند ۲۷ یاں شملہ سر سے ہالے ہیں چاند

واں زلف نے کھائے پیچ بر پیچ ۲۸ طرہ کلغی پہ یاں تھا سر پیچ

آنچل ہوئے واں نقاب عارض ۲۹ سہرا ہوا یاں حجاب عارض

زیبا ہوا واں بدن پہ گہنا ۳۰ یاں جامہ وفا کا اس نے پہنا

محرم کے کسے گئے ادھر بند ۳۱ ہمت کا بندھا ادھر کمر بند

واں گل سے بہار بوستاں تھی ۳۲ آرائش تخت گل یہاں تھی

الماس کے واں تھے جھاڑ فانوس ۳۳ یاں جلوہ فروز تخت طاؤس

مہتاب سے چاندنی کا واں فرش ۳۴ یاں چرخ سے چرخ میں سر عرش

واں جلوے حنائی اُنگلیوں کے ۳۵ یاں روشنی کے تھے پنج شاخے

بادل سے وہ واں گرج رہے تھے ۳۶ یاں دھوم سے باجے بج رہے تھے

واں پریوں میں ذکر آدمی زاد ۳۷ نوشہ کے جلو میں یاں پری زاد

گلگوں تھا کسی کا باد رفتار ۳۸ گلرنگ کسی کا تھا ہوا دار

ہاتھی تھے تو مستیوں کی دھت تھی ۳۹ گھوڑے تھے تو چابکی کی لت تھی

وہ ماہ کہ تھا سوار شبدیز ۴۰ تھا پا بہ رکاب شوق مہمیز

در تک جو برات اُدھر سے آئی ۴۱ کی سب نے اُدھر سے پیشوائی

فیروز و مظفر ایسے دو شاہ ۴۲ پُر نور تھے جیسے مہر اور ماہ

بارانِ گلاب و بارشِ گُل ۴۳ ہو کر بڑھے آگے با تجمل

سلطان فیروز رشکِ جم تھا ۴۴ نوشہ مسند پہ جم کے بیٹھا

ہر پالے بنے کا شور و غل تھا ۴۵ سُنبل کا جھومر تو جبینِ گُل تھا

گُل سے خوانوں میں زردہ آیا ۴۶ اُن غنچہ دہانوں کو کھلایا

خورشید سا آفتابہ لائے ۴۷ منہ ہاتھ ہر ایک کے دھلائے

قلیاں پئے مشکبو دھواں دھار ۴۸ بیڑے چکھے پان کے مزیدار

جب عقد کے اُن کی ساعت آئی ۴۹ دو رشتوں میں اک گرہ لگائی

یکجا کئے وہ عروس و داماد ۵۰ وہ جان پری یہ آدمی زاد

حیرت نے آئینہ دکھایا ۵۱ شربت دیدار نے پلایا

زلفیں ہوئیں چہرے کی بلا چیں ۵۲ ٹونا وہ نگاہیں سحر آگئیں

جو چہرۂ آتشیں پہ تل تھا ۵۳ اسپندِ نگاہِ بد بدل تھا
جوڑی جو ٹلی پہنے بنی کی ۵۴ سنگت ہوئی راگ راگنی کی
جو گائنیں تھیں شہانے گائیں ۵۵ لیتے ہوئے نیگ راگ لائیں
حق پا کے جو تھی تھیں قدامت ۵۶ بول اٹھیں مبارک و سلامت
پیارا اٹھا نے بنی کا جوڑا ۵۷ خلوت میں دلہا دلھن کو چھوڑا
پریاں کہ ہزار ہا بھری تھیں ۵۸ ارمان سبھی سب وہاں سے نکلیں
بے پردگی ہوتی تھی جو ان میں ۵۹ دروازوں نے بند کر لیں آنکھیں
طومارِ حجاب کو کیا طے ۶۰ ساغر پہ جھکا وہ شیشۂ مے
مستانہ ملا دولھن سے نوشاہ ۶۱ صحبت ہوئی دختِ رز سے دلخواہ
مست آنکھیں تھیں تنک جام سرشار ۶۲ لبریز ہوئی شرابِ دیدار
گردن بھی صراحیٔ مے ناب ۶۳ ہاتھ آئی وہ بہرِ مستیِ خواب
جب اوڑھی عروسِ مے نے چادر ۶۴ نکلا پردے سے مہرِ خاور
ثابت جو شب کو تھے ستارے ۶۵ خورشید نکلتے ہی سدھارے
یعنی دولھا دولھن سحرگاہ ۶۶ نکلے آرام گاہ سے دلخواہ
منہ گھر کو براتیوں نے موڑا ۶۷ محفوظ دولہا دولھن کو چھوڑا
وہ حوضِ گلاب میں نہایا ۶۸ یاں رخ پہ عرقِ گلاب پایا
واں جوڑا جسنت ڈھنگ بدلا ۶۹ یاں جوڑے کے منہ کا رنگ بدلا
وہ راگ کا دیکھنے لگا رنگ ۷۰ یاں پردے میں چھیڑ تھی خوش آہنگ

۲۴- رخصت ہونا تاج الملوک کا بکاؤلی کو لے کر اور آنا گلشن نگارین میں

غربت سے جواب سیر وطن ہے ۱ کلک دو زباں پہ حرف زن ہے
شادی ہو کر وہ خانہ آباد ۲ سوچا کہ بسا ہیں خانہ داماد
غربت میں وطن کی دھن سمائی ۳ اُس قیس کو یاد ہند آئی
خلوت میں ہوا پری سے گویا ۴ دُنیا میں ہیں سب وطن کے جویا
پانی نہ خاک گو رواں ہے ۵ لو شعلہ کی سوئے آسماں ہے
عزم سفر وطن سمجھ کر ۶ بولی وہ بکاؤلی کہ بہتر
چلیے گا تو ساتھ ہوں بلا عذر ۷ رہیے گا تو بندگی میں کیا عذر
ہاتھ اُس کا پکڑ کے باہر آئی ۸ ماں باپ کے پاس دختر آئی
ہوتے ہی دو چار خویش و دختر ۹ دو سے ہوئے چار اس جگہ پر
وہ تینوں تھے قوم کے پری زاد ۱۰ چوتھا اُن میں یہ آدمی زاد
چومی اس نے زمیں خدمت ۱۱ غربت سے وطن کی چاہی رخصت
فیروز شہ و جمیلہ بانو ۱۲ دونوں ہوئے سن کے سر بزانو
غوطے میں جو آ گئے وہ یکسر ۱۳ بولی ماں باپ سے وہ دختر
پردیسیوں سے جو کی ہے نسبت ۱۴ اب کیجیے ہنسی خوشی سے رخصت
دعویٰ نہیں کچھ دیتے ہوئے پر ۱۵ قائم رہیے گئے ہوئے پر

١٦ لازم ہو جو اُس میں کد نہ کیجے — سائل کا سوال رد نہ کیجے
١٧ بولی وہ کہ بخت تھا زبردست — خورشید کو ذرّے نے کیا پست
١٨ انساں سے جھکی پری کی گردن — کانٹے سے رُکا ہوا کا دامن
١٩ یہ کہہ کے منگائے دو ہوا دار — سو دیو بلائے باد رفتار
٢٠ ہو کر دیووں کے زینتِ دوش — رخصت وہ اُدھر ہوئے اِدھر ہوش
٢١ اشکوں سے شگوں لیا نرالا — آئینہ رُخ پہ پانی ڈالا
٢٢ سونپا محنت آباد کو جو مجبور — گھر پاس تھا اور وہ منزلوں دور
٢٣ آئے تو وہ باغ سحر بنیاد — تھا آپ ہوائے خوش سے آباد
٢٤ خیل و خدم اس کے منتظر تھے — مانند حواس منتشر تھے
٢٥ پہچان کے سب نے غل مچایا — آیا تاج الملوک آیا
٢٦ داخل جو ہوئے محل کے اندر — محمودہ لپکی دوڑی دلبر
٢٧ پوچھا خوش خوش کہا کہ دم لو — دیکھو تو یہ کون ہیں قدم لو
٢٨ دلبر یہ وہی بکاولی ہے — محمودہ دیکھ کیا پری ہے
٢٩ سبحان اللہ کہہ کے دلبر — بولی کہ یہ گھر ہوا منوّر
٣٠ محمودہ نے کہا مبارک — خوشنودیِ آشنا مبارک
٣١ اِن مختصروں نے جب دیا طول — بولی وہ بکاولی کہ معقول
٣٢ یہ سمجھو تو کچھ نہیں ہے تکرار — خوش پوش ہے ایک جوڑے دو یار
٣٣ درجے درجے رہیں وہ ذی ہوش — ہمخانہ و ہمدم و ہم آغوش

۲۵- طلب ہونا بکاؤلی کا راجہ اندر کی محفل میں اور نہ آگاہ ہو کر ہمراہ جانا تاج الملوک کا

١ تقدیر سے ہیں جو شادی و رنج — اب یوں نے خامہ ہے نوا سنج
٢ از بسکہ یہ چرخ فتنہ انگیز — ہے خرمن عیش پہ شرر ریز
٣ یکچند وہ مہ تھی کاہشوں میں — گذری اک عمر خواہشوں میں
٤ تقدیر سے جب مراد پائی — راجہ اندر کو یاد آئی
٥ اندر آسن امر نگر ہے شہر ایک — خلقت ہے وہاں کی زندہ دل نیک
٦ اندر ہے بادشاہ اُس کا — آسن ہے تخت گاہ اُس کا
٧ مصوُن وہ قضا سے اسقدر ہے — اس بستی کا نام امر نگر ہے
٨ یزدانیوں کا ہے مسکن اُس میں — روحانیوں کا نشیمن اُس میں
٩ کہتے ہیں مؤرخان ہندی — آباد ہوا یہ ہے وہ بستی
١٠ راجہ کہ کمال پارسا ہے — مقبول جناب کبریا ہے
١١ خالق نے دیا ہے فوق اُس کو — نغمے سے ہے ذوق شوق اُس کو
١٢ انساں کا سرود و رقص کیا ہے — پریوں کا ناچ دیکھتا ہے
١٣ باری باری سے جو پری ہے — راجہ اندر کی مجرئی ہے
١٤ لیکن جو بکاؤلی دل افگار — باری پہ پہنچ سکی نہ بیمار
١٥ اک شب راجہ تھا محفل آرا — یاد آئی بکاؤلی دل آرا

پوچھا پریوں سے کچھ خبر ہے ۱۶ شہزادی بکاؤلی کدھر ہے

منہ پھیر کے ایک مسکرائی ۱۷ آنکھ ایک نے ایک کو دکھائی

چتون کو ملا کے رہ گئی ایک ۱۸ ہونٹوں کو ہلا کے رہ گئی ایک

بولا وہ کہ چپ ہو کیوں سبب کیا ۱۹ بولیں وہ کہ کہئے بے ادب کیا

ناتا پریوں سے اس نے توڑا ۲۰ رشتہ اک آدمی سے جوڑا

وہ سن کے خفا ہوا کہا جاؤ ۲۱ جس طرح سے بیٹھی ہو اٹھا لاؤ

پریاں اڑیں اوپر آئیں ۲۲ مہتابی پہ مثل ابر چھائیں

دیکھا تو وہ دونوں کرتے تھے خواب ۲۳ گل تکئے تھے آفتاب و مہتاب

ہم بستر آدمی پری تھی ۲۴ سایے کی بغل میں چاندنی تھی

غافل جو موکلوں نے پایا ۲۵ اس نقش مراد کو جگایا

جاگی تو سب اس کے جوڑ کی تھیں ۲۶ اندر کے اکھاڑے کی پری تھیں

بولیں کہ طلب کیا ہے چلئے ۲۷ جوڑا یہ خراب ہے بدلئے

اٹھی اسے جی کی طرح چھوڑا ۲۸ بدلا باشتہ رنگ جوڑا

ساتھ ان کے وہ تا بہ محفل آئی ۲۹ لرزاں لرزاں مقابل آئی

راجہ نے نگاہ کی غضب سے ۳۰ پوچھا کہ یہ بیحیائی کب سے

بو آتی ہے آدمی کی لے جاؤ ۳۱ ناپاک ہے آگ اسے دکھلاؤ

شعلہ سا پری کا جسم کانپا ۳۲ منہ دامن اشک تر سے ڈھانپا

پریوں نے کشاں کشاں نکالا ۳۳ صندل آتشکدے میں ڈالا

کافور سی جل اٹھی سراپا ۳۴ ٹھنڈی ہوئیں تھا جنھیں جلایا

جو آتش گل نہ لے چمن سے ۳۵ جھونکا اسے آگ میں جلن سے

جس رخ پہ تھی کاکلِ معنبر ۳۶ تھا چشم زدن میں دودِ اخگر

جس جسم پہ تھی نفیس پوشاک ۳۷ شعلے کے سوا نہ کچھ بھی تھا خاک

عیسیٰ نفس ایک خضر آئی ۳۸ چھینٹے سے جلی ہوئی جلائی

شعلہ سے زیادہ پاک داماں ۳۹ آکر ہوئی انجمن میں رقصاں

ناچی گائی غریب ناچار ۴۰ اغیار ادا سے کر لئے یار

برخاست کا وقت صبحدم تھا ۴۱ راجہ وہ کہ صاحبِ کرم تھا

بولا جا یوں ہی آئیو روز ۴۲ جل بجھ سے سدا سنائیو سوز

رخصت پاتے ہی وہ ہوائی ۴۳ پرّاں پرّاں ہوا سی آئی

پشواز کنارے خوف اتاری ۴۴ شب کی پوشاک پہنی ساری

بیتاب آرام گہ تک آئی ۴۵ ہمخواب کی آنکھ بند پائی

یوں سیج پہ آکے سوئی بیتاب ۴۶ جس شکل سے آئے آنکھ میں خواب

وہ آہوئے مست خواب خرگوش ۴۷ بیٹے تاج الملوک بیہوش

اس شب کو بغل میں آکے جاگا ۴۸ پھر دوسری شب وہ جاکے جاگا

دیکھا تو وہ متصل نہیں ہے ۴۹ پہلو میں جگر کے دل نہیں ہے

حاجت کے گماں سے جب ہوئی دیر ۵۰ جھنجھلا کے پلنگ سے اٹھا شیر

دائیں دیکھا نظر نہ آئی ۵۱ بائیں دیکھے کہیں نہ پائی

عورت تھی گمانِ بد سے کھٹکا ۵۲ جانا کہیں دل کسی سے اٹکا
اژدر نظر آیا در کا سایہ ۵۳ سمجھا وہ پلنگ چارپایہ
آنکھوں میں جو چھا گیا اندھیرا ۵۴ پل مارتے ہو گیا سویرا
جاگا تو پری بغل میں پائی ۵۵ وہ نقشِ وفا عمل میں پائی
دانستہ خبر ہوا نہ بیتاب ۵۶ گویا کہ وہ شب کا حال تھا خواب
جب مہر فلک گیا لبِ بام ۵۷ مہتابی پہ آیا مہ سرِ شام
معمول سے بزم میں ہوئے جمع ۵۸ مینا و کباب و مجمر و شمع
جام اُس نے بھرے کیا پیالے ۵۹ دل اُس کا بھرا تھا جام کیا لے
ٹھانی تھی کہ آج رہ کے بیدار ۶۰ دیکھوں جاتی کہاں ہے عیار
بولا کہ ہیں دردِ سر کے کچھ طور ۶۱ میں آج نہ ہونگا شاملِ دور
ہمت اُس نے جو کی تو ہاتھ مارا ۶۲ شیشہ ہوا چور چور سارا
ہوتی ہے جو نوکِ شیشہ نشتر ۶۳ چرکے لگے اُس کی انگلیوں پر
بیداری شب کی گھات پائی ۶۴ حکمت سرِ دست ہاتھ آئی
کف میں نمکیں کباب لے کر ۶۵ چھڑکا نمک اُن جراحتوں پر
بند آنکھیں کئے ہوئے شکر لب ۶۶ بیدار رہا تو آخر شب
پریوں نے ہوا سے تخت اُتارا ۶۷ ثابت ہوا ٹوٹنا ستارا
سوتا اُسے جان کر اُٹھی وہ ۶۸ پوشاک بدلنے کو گئی وہ
اُس تخت کا یہ پکڑ کے پایہ ۶۹ پوشیدہ ہوا بہ رنگ سایہ

بن ٹھن کے جب آئی رشکِ ناہید ۷۰ ذرّہ ہوا ہمرکابِ خورشید

جاتے ہی زمیں سے آسماں پر ۷۱ پہنچی اُس بزم میں سماں پر

لوگوں سے بھرا وہ دائرہ تھا ۷۲ پُر صوت و صدا وہ دائرہ تھا

ٹھکے پہ پہنچ کے تخت ٹھہرا ۷۳ مرکز پہ وہ نجم بخت ٹھہرا

آتشکدہ پریوں نے بنا کر ۷۴ پھینکا اُسے پھول سا اُٹھا کر

شہزادہ کہ زیرِ تختِ زرکار ۷۵ تھا پہلوئے گُل میں صورتِ خار

فریاد نہ کرنے پایا مضطر ۷۶ تاباں ہوئی راکھ میں سے اخگر

راجہ جس رُخ تھا محفل آرا ۷۷ دل لینے اُدھر چلی دل آرا

ہمراہ چلا وہ چھوڑ پایہ ۷۸ آگے تھی پری تو پیچھے سایہ

محفل میں جو آئی شمعِ محفل ۷۹ پروانوں کا ہاتھ سے گیا دل

جو گاتی تھیں بیٹھیں مثلِ آواز ۸۰ مجرے کو اُٹھی وہ صورتِ ناز

وہ ناچنے کیا کھڑی ہوئی تھی ۸۱ خود راگنی آ کھڑی ہوئی تھی

رقص اس کا اگرچہ خوشنما تھا ۸۲ سنگت کا پکھاوجی تھکا تھا

شہزادے نے دیکھ دائیں بائیں ۸۳ لیں طبلہ نواز کی بلائیں

آہستہ کہا کہو تو آؤں ۸۴ فرماؤ تو بندگی بجاؤں

اُس نے جو پکھاوج اُسکو دیدی ۸۵ کیفیت اتفاق نے دی

تھا سحر یہ اُس پری کا نقشا ۸۶ سب آنکھ ملا کے کہتے تھے آ

محظوظ کیا جو سب کو یکبار ۸۷ بخشا راجہ سے نو لکھا ہار

انداز سے اُس نے لے کے مالا ۸۸ کاندھے پہ بکاؤلی کے ڈالا
برخاست کا تھا وہ رخصتی ہار ۸۹ برہم ہوئی بزم اُٹھے سب اک بار
لے ہار وہ شاہزادہ فی الفور ۹۰ پنہاں ہوا زیرِ تخت اُسی طور
بادِ سحری چلی جو سن سے ۹۱ وہ شمع سدھاری انجمن سے
خورشید سے پہلے اُڑ کے آئی ۹۲ تاروں کی چھاؤں میں گھر آئی
وہ حوض کے رُخ چلی اُتر کر ۹۳ یہ آنکھ بچا کے سوئے بستر
وہ آئی تو غافل اِس کو پایا ۹۴ آغوش میں آ گلے لگایا
جب پردۂ صبح ہو گیا فاش ۹۵ خنداں خنداں اٹھا وہ بشاش
اُس غنچہ دہن کا مسکرانا ۹۶ بیرنگ نہ بکاؤلی نے جانا
ہنستے ہنستے کہا ہنسے کیوں ۹۷ ہنستا نہیں بے سبب کوئی یوں
بولا وہ کہ خواب دیکھتا تھا ۹۸ آتش پہ کباب دیکھتا تھا
بولی وہ کہ ہم بتائیں تعبیر ۹۹ دل سوزی کرے گا کوئی دلگیر
بولا وہ کہ رات کو اُفق میں ۱۰۰ خورشید تھا آتشِ شفق میں
بولی وہ کہ مہر سے شب و روز ۱۰۱ عالم میں رہو گے رونق افروز
بولا وہ کہ اک مقام ہو تھا ۱۰۲ گلزارِ خلیل روبرو تھا
بولی وہ بشر ہو تم دلاور ۱۰۳ سرسبز ہو قوم آتشی پر
بولا وہ کہ دیکھی اک شبستاں ۱۰۴ شعلہ ہوا انجمن میں رقصاں
بولی وہ کہ شعلہ میں پری ہوں ۱۰۵ جو ناچ نچاؤ ناچتی ہوں

بولا وہ کہ جب ہوا اُجالا ۱۰۶ بخشا مہ انجمن نے ہالا
ہالہ مہِ انجمن کا کب تھا ۱۰۷ وہ ہار تھا جو گلے پڑا تھا
گھبرائی پری کہ ہیں یہ کیا ہے ۱۰۸ بولا وہ کہ ہار نو لکھا ہے
کاندھے پہ تھا جس کے رات ڈالا ۱۰۹ پہچانتی ہو وہ طبلے والا
کیوں جی یہ اکیلے شب کو جانا ۱۱۰ اوپر اوپر مزے اُڑانا
یہ سُن کے پری وہ سوختہ تن ۱۱۱ بولی کہ سُن اے صلاحِ دشمن
میں جا کے جلی تو غم نہیں ہائے ۱۱۲ ڈر ہے کہ نہ تجھ پہ آنچ آجائے
میرے جلنے پہ خاک ڈالو ۱۱۳ تم نام نہ واں کے چلنے کا لو
افروختہ آتشِ حسد ہے ۱۱۴ جلنا یہ سپندِ چشمِ بد ہے
بولا وہ کہ یہ نہ ہوگا مجھ سے ۱۱۵ میں دو قدم آگے ہونگا تجھ سے
سمجھاتی رہی اُسے وہ دانا ۱۱۶ لیکن اُس نے کہا نہ مانا
عازم ہوا شب کو آتے ہی تخت ۱۱۷ یا قسمت یا نصیب یا بخت
واں جا کے وہ سوجھی اسکو بے لاگ ۱۱۸ سے چلئے تو راجہ لائیگا راگ
سنگت کا پکھاوجی بنا کے ۱۱۹ گاتی یہ غزل مقام پا کے

غزل

ساقی قدحِ شراب دیدے ۱۲۰ مہتاب میں آفتاب دیدے
ساقی باقی جو کچھ ہو لے سے ۱۲۱ باقی ساقی شراب دیدے
اُس بت سے نہیں سوال کچھ اور ۱۲۲ اپنے منہ سے جواب دیدے

لیلیٰ میں نے تجھے بنایا ۱۲۳ مجنوں مجھ کو خطاب دیدے
اُس گُل سے نسیمؔ زر نہ مانگو ۱۲۴ جو چاہیے وہ بحساب دیدے

۲۶۔ نصف پتھر ہو جانا بکاؤلی کا راجہ اندر کی بددعا سے اور بتخانہ میں رہ کر ملنا تاج الملوک سے اور کھُدنا بُتخانہ کا رانی چتراوت کے حکم سے

ہے اب جو بیان سنگساری ۱ یوں پائے قلم ہوا ہے بھاری
خوش لہجہ بہت بکاؤلی تھی ۲ گاتی اور ناچتی بڑی تھی
راجہ نے کہا کہ خوش ہوں تجھ سے ۳ جو چاہیے آج مانگ مجھ سے
دکھلا کے اُسی پکھاوجی کو ۴ مانگا کہ یہ دو بکاؤلی کو
ارمان یہی ہوس یہی ہے ۵ خاطر کی مراد بس یہی ہے
مانگا جو بشر پری نے بیباک ۶ راجہ اندر ہوا غضبناک
بولا کہ اس آدمی کی یہ تاب ۷ لے چشمہ آفتاب سے آب
کھویا تجھے تیری آرزو نے ۸ جا تیری سزا یہ ہے کہ تو نے
کی ہے حرکت خلاف آئیں ۹ پتھر کا ہو نصف جسم پائیں
اس سختی سے کچھ دنوں رہے تو ۱۰ بعد اس کے خاک میں ملے تو
قالب ترا انقلاب پائے ۱۱ جامے میں تو آدمی کے آئے
بارہ برس اس طرح گذر کر ۱۲ پھر تجھ کو ملے پری کا پیکر

اُس وقت جہاں تو چاہے جائے ۱۳ تو اُس کو ملے وہ تجھ کو پائے

روئی وہ بکاؤلی یہ سُن کے ۱۴ تڑپا شہزادہ سر کو دُھن کے

خواہش جو بلائے جاں ہوئی وہ ۱۵ ہلکا ہوا یہ گراں ہوئی وہ

ناری تھی پری ہوا بتائی ۱۶ خاکی تھا بشر زمیں جھنکائی

سایہ سا زمیں پہ جب گرا وہ ۱۷ اُفتاد کو سوچنے لگا وہ

سبزی کی دھوپ چھاؤں مخمل ۱۸ صحرا میں بچھی تھی سو گیا تھل

چشمہ اک آفتاب سا تھا ۱۹ عاشق کی طرح بھرا ہوا تھا

پریاں کچھ اُدھر نہانے آئیں ۲۰ دیکھا وہ بشر تو کھلکھلائیں

بولیں یہ وہی پکھاوجی ہے ۲۱ عاشق جس پر بکاؤلی ہے

وہ چونک کے بول اُٹھا کہ لِلّٰہ ۲۲ بتلاؤ کہاں ہے وہ کہا آہ

اندر کے غضب سے ہو گئے پتھر ۲۳ ہے بُت سی اک اس مٹھ کے اندر

پوچھا کہ کہاں کہا بہت دور ۲۴ بولا وہ بشر کہا کہ مجبور

یہ کہہ کے اُتاری سب نے پوشاک ۲۵ باہر ہوئیں جامے سے وہ بیباک

پردے کا خیال کچھ جو آیا ۲۶ تن چادر آب سے چھپایا

بے ننگ یہ سب نہا رہی تھیں ۲۷ موجیں باہم اُڑا رہی تھیں

سوچا وہ کہ اُن کو دیجئے جُل ۲۸ خس پوش کئے وہ جامۂ گُل

جب خوب وہ شعلہ رو نہائیں ۲۹ باہر بصد آب و تاب آئیں

پوشاک دھری ہوئی نہ پائی ۳۰ جانا کہ حریف نے اُڑائی

جھک جھک کے بدن چراتی آئیں ۳۱ رک رک کے قدم بڑھاتی آئیں
دکھلائی کسی نے چشم جادو ۳۲ چمکائی کسی نے تیغ ابرو
جھنجھلا کے کہا کہ لاؤ مانو ۳۳ ہم کو کبھی بکاؤلی نہ جانو
بولا وہ چہ خوش تم ایسی کیا ہو ۳۴ ڈرنے کا نہیں ہیں کیا بلا ہو
پوشاک جو پہنی ہو تو پہنچاؤ ۳۵ بولیں وہ چلو کہا قسم کھاؤ
عریانی کے ننگ سے لجائیں ۳۶ ستار کی قسمیں سب نے کھائیں
شہزادے نے کر کے پاس ان کا ۳۷ خلعت سا دیا لباس ان کا
پنہاں ہوئیں رخت سج کے خورسند ۳۸ ہو جیسے ہوا حباب میں بند
شانے پہ چڑھا کے مثل گیسو ۳۹ اس گل کو اڑا یا صورت بو
واقف اس بتکدے سے تھیں وہ ۴۰ سنگدلیں اس کو لے گئیں وہ
وہ جائے بکاؤلی بتائی ۴۱ دیوانے کو باؤلی بتائی
بت خانہ میں تھا طلسم کا در ۴۲ ششدر ہوا چار سمت پھر کر
عقدہ کھلا شام ہو کر اس کا ۴۳ شق مثل قمر ہوا در اس کا
دیکھا تو وہ بت تھی مٹھ کے اندر ۴۴ جسم آدھا پری تھا آدھا پتھر
تھی ناف سے لے کے تا بہ پا سنگ ۴۵ تھا گو وہ سر بت کے آگے پا سنگ
چومے جو قدم اس آدمی نے ۴۶ سینے سے لگا لیا پری نے
نرمی سے کہا بخیر گذری ۴۷ کس سختی سے تم بغیر گذری
ہم پر تو پڑے وہاں پہ پتھر ۴۸ تم کیسے بچے کہا مقدر

گر پڑ گئے زمیں پہ مثلِ شبنم ۴۹ پھر پھریوں کے مہر سے اُٹھے ہم
جذبہ تم پاس کھینچ لایا ۵۰ سختی اب دور ہو خدایا
تا آخرِ شب فسانے کہہ کہہ ۵۱ بولی وہ پری کہ اے دلاور
یہ در مانندِ چشمِ بے خواب ۵۲ ہوتا ہے سحر کو بند بے تاب
پیش از دمِ صبح تم نکل جاؤ ۵۳ کل پھر سرِ شام خیر سے آؤ
مصرف کو جو ہو ضرورتِ زر ۵۴ زیور مرا مجھ سے لو یہ کہہ کر
کانوں میں سے موتی کچھ نکالے ۵۵ دامن پہ مثالِ اشک ڈالے
صدقے وہ بشر ہوا پری کے ۵۶ قدموں پہ گرا بکاؤلی کے
پاؤں اُسکے چھوتے تو بچ سے پائے ۵۷ آنسو چھوڑے گہر اُٹھائے
نکلا جیسے ہی مٹھ کے باہر ۵۸ پتھرا گئی چشمِ حلقہ در
آنکھوں سے یہ دیکھتا ہوا گھر ۵۹ آگے کو بڑھا چلا سوئے شہر
بازار میں جا کے بیچے گوہر ۶۰ مفلس سے ہوا وہ صاحبِ زر
گھوڑا جوڑا نفر حویلی ۶۱ جو جو شے چاہیے تھی لے لی
جب منزلِ شب میں رہروِ روز ۶۲ لے گوہرِ شبنم آیا فیروز
گنبدِ گردوں کا تھا جو بے در ۶۳ تاباں ہوئے اس میں ماہ و اختر
سیاروں سے کر کے استخارہ ۶۴ اُس برج کے رخ وہ مہ سدھارا
دیکھا تو درِ قبول وا تھا ۶۵ رگڑا اُنھیں ایڑیوں پہ ماتھا
شب سایۂ زلف میں بسر کی ۶۶ لی صبح کے ہوتے راہ گھر کی

تقدیر نے راستہ بھلایا ۶۷ راجہ کے محل کی جانب آیا
چتراوت اس کی ماہ پارہ ۶۸ غرفے میں سے کرتی تھی نظارہ
دیکھا تو جوان تھا یہ تصویر ۶۹ صورت پہ فدا ہوئی وہ بے پیر
یاں پردہ در نظر سے گذرا ۷۰ واں تیر نظر جگر سے گذرا
دستور تھا جس کو بیٹی چاہے ۷۱ باپ اس کا اسی کے ساتھ بیاہے
راجہ سے یہ خوش خبر بیاں کی ۷۲ مشاطۂ خوش ادا رواں کی
شادی کی خبر سے وہ یکایک ۷۳ خوش خوش آئی کہا مبارک
اس شہر کا چترسین راجا ۷۴ دختر رکھتا ہے ماہ سیما
ہر ملک کے شہریار آئے ۷۵ ہر شہر کے تاجدار آئے
راضی تجھ سے ہوئی وہ بے پیر ۷۶ طالع قسمت نصیب تقدیر
بیجا وہ ہوا کہا کہ جا جا ۷۷ کیسی رانی کہاں کا راجا
دکھلا نہ مجھے ہرے ہرے باغ ۷۸ غنچے کی گرہ میں کیا ہے جز داغ
الفت میں ہے آبرو گنوانی ۷۹ کب چشمۂ مہر میں ہے پانی
مکار تو مجھ سے کرتی ہے زور ۸۰ دور ہو مرے سامنے سے چل دور
ہٹ دیکھ کے اسکی ہٹ گئی وہ ۸۱ قسمت کی طرح پلٹ گئی وہ
پایا جو جواب منتظر نے ۸۲ آنکھوں میں لگا خیال پھرنے
تقدیر کی بات ہونے والی ۸۳ زر سے ہوا ہاتھ اس کا خالی
من سانپ کا راں سے نکالا ۸۴ بازار آیا وہ سرو بالا

کیا جوہری مول کرتے اُس کا ۸۵ راجہ تک رفتہ رفتہ پہونچا
جو مدّعیوں کا مدعا تھا ۸۶ موقع جو ملا تو کیا بُرا تھا
جھنجھلا کے ڈرا کے غل مچا کے ۸۷ سمجھا کے دبا کے دست پا کے
من چھین کے چوری کے بہانے ۸۸ بھیجا کھلے بندوں قیدخانے
زنداں میں وہ نیم جان و بسمل ۸۹ زنجیر میں پاؤں زلف میں دل
غم کھا کے لہو کے گھونٹ پینا ۹۰ دم کے دھاگوں سے ہونٹ سینا
داروغۂ محبسِ جفا نے ۹۱ رانی سے کہا کسی بہانے
یوسف کی خبر لے او زلیخا ۹۲ زنداں میں ہے وہ عزیز مرتا
اس چاہ میں کام ہو نہ جائے ۹۳ یہ ماہ تمام ہو نہ جائے
دانا تھی وہ جیلخانے آئی ۹۴ بگڑے ہوئے کو منانے آئی
دیکھا تو وہ سرنگوں تھا دلگیر ۹۵ تھی حلقہ بحلقہ زلف زنجیر
آنکھ اس سے نہ جب ملائی اُس نے ۹۶ زنجیر اُس کی ہلائی اس نے
پابندِ بلا وہ مبتلا تھا ۹۷ کب اُس کو خیال بندِ پا تھا
رانی نے جو بیدلی نگہ کی ۹۸ بیڑی کٹوائی بے گنہ کی
قدموں پہ گری کہا اُٹھو آؤ ۹۹ انکار و گریز جانے دو آؤ
اوٹھا وہ پری کی آرزو میں ۱۰۰ یہ سمجھی کہ پھانسا گفتگو میں
واں دھیان کہ صنم سے کہ خدا ہوں ۱۰۱ یاں دھیان کہ بُت کا پارسا ہوں
تجویز کیے اپنے مفہوم ۱۰۲ آئے تو محل میں مچ گئی دھوم

راجہ نے ستارہ داں بلایا ۱۰۳ سعدین کا زائچہ ملایا

دن ڈھل کے وہ ماہِ نو سرِ شام ۱۰۴ غائب ہوا سیر کر کے کچھ کام

دروازے کے منھ کا دیدہ وا تھا ۱۰۵ توبہ کا در کھلا ہوا تھا

آیا تو وہ کب سے تکتی تھی راہ ۱۰۶ دیکھا تو کہا کہاں رہے واہ

دیکھے جو حنائی ہاتھ بے لاگ ۱۰۷ تلووں سے بدی کے لگ گئی آگ

پوچھا کہ بن آئی کس بنی کی ۱۰۸ کس راہ کی زن نے رہزنی کی

توفیق یہاں تلک جو لاتی ۱۰۹ مہندی پاؤں کی گھس نہ جاتی

قدموں سے لگا پسا ہوا وہ ۱۱۰ مہندی کا جو رنگ تھا کہا وہ

رانی کی وہ مہر سر گرانی ۱۱۱ راجہ کی وہ قہر حکم رانی

من بیچنا اپنا قید ہونا ۱۱۲ داموں کے لیے وہ صید ہونا

چھتراوت کا وہ آپ آنا ۱۱۳ سب کہہ کے کہا خدا ہے دانا

شادی نہیں کچھ خوشی سے مانی ۱۱۴ تھے تیرے بھی مرگ زندگانی

غم تھا کہ ترے قدم سے چھوٹا ۱۱۵ شادی کے بہانے غم سے چھوٹا

بیاہی یہ نہیں حنائی چنگال ۱۱۶ ہاتھ ایسے ملے کہ ہو گئے لال

زنجیروں سے پاؤں ہے نکالا ۱۱۷ زلفوں پہ نہیں یہ ہاتھ ڈالا

کالے ڈسیں بال اگر چھوئے ہوں ۱۱۸ چھالے پڑیں گال اگر چھوئے ہوں

بگڑی وہ کہ چل بنا نہ باتیں ۱۱۹ مجھ سے کوئی سیکھے ایسی گھاتیں

میری تجھے ایسی کیا لگی تھی ۱۲۰ تلووں سے ترے حنا لگی تھی

تنگ آیا تو دیکھ قید خانا ۔ ۱۲۱ ۔ آسان نہیں گھڑی اٹھانا
پتھر کی اگر کہو تو میں ہوں ۔ ۱۲۲ ۔ فولاد جگر کہو تو میں ہوں
سہتی ہوں جہاں کی سختی سستی ۔ ۱۲۳ ۔ آسائشِ جاں نہ تندرستی
اس تنگ قفس کو سمجھی ہوں باغ ۔ ۱۲۴ ۔ سنگینی گراں نہ جلنے کا داغ
قسمت سے مفر ہے اب نہ مامن ۔ ۱۲۵ ۔ پتھر کے تلے دبا ہے دامن
کب چاہے گی عقل مصلحت سنج ۔ ۱۲۶ ۔ تم تو کرو شادی ہم کریں رنج
راضی ہیں خدا کی جو رضا ہو ۔ ۱۲۷ ۔ ہوتی ہے سحر چلو ہوا ہو
وہ معتقد اس کے پاؤں چھو کر ۔ ۱۲۸ ۔ اٹھا چھاتی پہ رکھ کے پتھر
آیا تو وہ نوعروس زیبا ۔ ۱۲۹ ۔ بستر پہ تھی فسکل نقش دیبا
نیند آئی جو تھی بصد کدورت ۔ ۱۳۰ ۔ تھی چین بجبیں شکن کی صورت
سوئی تو تھی انتظار میں وہ ۔ ۱۳۱ ۔ جاگی تو ملا کنار میں وہ
سوتے جو کٹی شب جوانی ۔ ۱۳۲ ۔ سو خفتہ نصیبی اپنی جانی
تھے صبح سے دونوں شام جویاں ۔ ۱۳۳ ۔ شب کو ہوئے داخل شبستاں
دونوں تھے تصوروں میں کامل ۔ ۱۳۴ ۔ خلوت خانہ تھا گوشۂ دل
دو آنکھوں کی طرح ایک جا تھے ۔ ۱۳۵ ۔ یہ دل جو ملا نہ تھا جدا تھے
کروٹ لیکر وہ عنبریں مو ۔ ۱۳۶ ۔ اٹھ چلنے کا سوچتا تھا پہلو
چپکی ہوئی پیٹھ سے وہ دلگیر ۔ ۱۳۷ ۔ آئینہ کی پشت پر تھی تصویر
حیرت چھائی تو کھو گئی وہ ۔ ۱۳۸ ۔ غفلت آئی تو سو گئی وہ

غافل اُسے چھوڑ کر اُٹھا یہ ۱۳۹ لپکا تو پری کے رُخ گیا یہ
یہ جاگا ہوئی وہ فتنہ بیدار ۱۴۰ دیکھا تو تھا تکیہ جائے دلدار
دوری اُس نے جو حد سے کی درازی ۱۴۱ جانا کہ کہیں لگی ہے عشقبازی
اُس رات کو چپکی ہو رہی وہ ۱۴۲ کل سمجھوں گی کہہ کے سو رہی وہ
وقتِ سحر اُس کو پا کے رانی ۱۴۳ ہم بسترِ خواب سرگرانی
خلوت خانہ سے باہر آئی ۱۴۴ دربانوں کے پاس در پہ آئی
حکم اُن کو دیا کہ شام کو آج ۱۴۵ جانا ہمراہ صاحبِ تاج
سائے کی طرح سے ساتھ رہنا ۱۴۶ جو آنکھ سے دیکھنا وہ کہنا
جس وقت چلا پری کا مانوس ۱۴۷ سایہ سے پسِ قدم تھے جاسوس
وہ مٹھ وہ پری وہ مقام دیکھا ۱۴۸ وہ بُرج وہ مہ تمام دیکھا
اِک اُن میں سے رانی پاس آیا ۱۴۹ کی عرض کہ لو سُراغ پایا
صورت یہ ہے جو نگاہ کی ہے ۱۵۰ اِک مٹھ میں مورت اِک پری ہے
آنکھوں سے اس انجمن کو دیکھا ۱۵۱ یکجا بُت و برہمن کو دیکھا
لعل و گہر ایک دُرج میں ہے ۱۵۲ شمس و قمر ایک بُرج میں ہے
آنکھ اُس کی یہ سُن کے خوں میں ڈوبی ۱۵۳ مریخ بنی وہ ماہ خوبی
یاں اُس نے کہا وہ بُرج کھدواؤ ۱۵۴ واں بولی بکاؤلی کہ لو جاؤ
یاں سے چلے لوگ واں سے وہ زار ۱۵۵ لپکا یہ اِدھر اُدھر وہ خونخوار
توڑا وہ مٹھ حباب آسا ۱۵۶ پھوڑا جلے دل کا آبلہ سا

شہزادے کے آگے بیچیا نے ۱۵۷ انعام دیا کھلے خزانے

پاس اُس کا ذرا نہیں کیا کچھ ۱۵۸ اور اُس سے کہا کہ تو سُنا کچھ

بُنیاد فساد کھود ڈالی ۱۵۹ جاسوسوں نے کھود کر نکالی

غائب رہتے تھے روز شب بھر ۱۶۰ اب دیکھو گے جا کے خاک پتھر

سُنتے ہی وہ بیقرار لپکا ۱۶۱ دوڑا بے اختیار لپکا

دیکھا تو نہ وہ ماہ رو نہ وہ بُرج ۱۶۲ وہ لعل گراں بہا نہ وہ دُرج

شور اُس نے کیا کہ کیا یہ شر ہے ۱۶۳ آواز آئی کہ بے خبر ہے

بُنیاد بر افگنی کی بانی ۱۶۴ ہے سوت مری تری وہ رانی

کھدوایا جب اُس نے مٹھ بصد جور ۱۶۵ رہنے کو ملا ہمیں مکاں اور

واں ٹھوکریں کھائی سخت تھیں تنگ ۱۶۶ سنگست بجائے خویشتن سنگ

ہونا تھا یہی تو شکوہ کیا ہے ۱۶۷ جا کچھ دنوں صبر کر خدا ہے

حیرت زدہ چپ خموش سنسان ۱۶۸ ٹوٹا ہوا دل بندھا ہوا دھیان

آیا تو ہنسی وہ شوخ رانی ۱۶۹ گویا ہوا وہ بخوش بیانی

تقدیر کو گل کھلانا تھا یوں ۱۷۰ تو خار سے بیخ کن ہوئی کیوں

دوراں کو تھا انقلاب منظور ۱۷۱ مختار خدا ہے بندہ مجبور

اُس دن سے ہوا وہ اُس سے مانوس ۱۷۲ راتوں کو رہی وہ شمع فانوس

۱۷۳ جب کام روا ہوئی وہ رانی
گذری بہ مراد کامرانی

۲۶۔ پیدا ہونا بکاؤلی کا دہقان کے گھر میں اور جوان ہو کر ملنا تاج الملوک سے

نقطوں سے ہے اب قلم کا دہقاں ۱ صفحے کی زمیں پہ دانہ افشاں
جب مٹھ کی رہی نہ بیخ و بنیاد ۲ جیسے کہ ہو گرد باد برباد
دہقاں تھے نئے زمیں کے جویا ۳ سرسوں کا کھیت اُنھوں نے بویا
جب چین سے کر چکے تردد ۴ کھیتی کی ہوئی زمیں پہ واشد
دہقان کی زوجہ کے کھُلے بھاگ ۵ کھانے لگی نوچ نوچ کے ساگ
کھانے ہی حمل کا ڈھنگ پایا ۶ سرسوں سا ہتھیلی پر جم آیا
وہ بانجھ تھی جب حملِ قبولی ۷ سرسوں آنکھوں میں سب کے پھولی
ایام مقرری گذر کر ۸ پیدا ہوئی اک حسینہ دختر
صورت میں پری جمال میں حور ۹ فلفل سی وہ مہ تھی پیش کافور
مشہور ہوئی وہ ماہ پارہ ۱۰ لوگ آنے لگے پئے نظارہ
وہ منتظر ظہور نیرنگ ۱۱ یعنی تاج الملوک دل تنگ
جم جا سُنکر چلا کہ دیکھوں ۱۲ دیکھا تو کھُبا نظر میں افسوں
جانا کہ پری وہ سوختہ تن ۱۳ سانچے میں سے ڈھلکے نکلی کندن
چہرے سے پری کا ڈھنگ پایا ۱۴ اندر کا وہ قول یاد آیا
دہقاں سے کہا کہ سیم و زر لے ۱۵ دولت صدقے پہ سیمبر دے

دہقاں نے کہا کہ میرے صاحب ۱۶ باتیں یہ تمھیں نہیں مناسب
دختر جو پسند مہ لقا ہے ۱۷ بکتی نہیں لعل بے بہا ہے
پھل سے نہیں پیڑ کو سروکار ۱۸ جب تک کہ ہو کام کا نہیں بار
سمجھا وہ کہ میوہ ہے ابھی خام ۱۹ عورت ہو جوان تو نکلے کچھ کام
یہ سوچ کے گھر پھرا وہ دلسوز ۲۰ آیا کیا اس کو دیکھنے روز
دن دن اُسے ہو گیا قیامت ۲۱ بوٹا سی بڑھی وہ سرو قامت
چلتی تو زمیں میں سرو گڑتے ۲۲ باتیں کرتی تو پھول جھڑتے
خواہاں ہوئے ہم وقار اس کے ۲۳ دہقاں ہوئے خواستگار اس کے
کہ بے سرو برگی اپنی دہقاں ۲۴ بولا کہ ہے رب کے ہاتھ ساماں
شہزادے نے ایک دن پھر آکر ۲۵ شادی کو کہا حیا اُٹھا کر
دہقاں نے کہا کہ یا شہنشاہ ۲۶ تم کوہ وقار ہیں ہم کاہ
صحبت ہے برابری میں زیبا ۲۷ نسبت ہے برادری میں زیبا
دہقاں زادی وہ بے محابا ۲۸ بول اٹھی کس آن سے کہ بابا
خواہاں سے مرے نہ ہو تو ناخوش ۲۹ ہے دختر رز نصیب مےکش
مطلب کو سمجھ کے گھر پھرا وہ ۳۰ وقت آنے کا منتظر رہا وہ
یاں تو یہ حساب کرتا تھا سن ۳۱ واں لوگ ارم کے گنتے تھے دن
گذرا بارے جو عہد سختی ۳۲ آئے ایام نیک بختی
دختر وہ پکڑ کے باپ کا ہاتھ ۳۳ پچھواڑے مکاں کے لےگئی ساتھ

واں تھا کسی وقت کا دفینہ ۳۴ دکھلا کے کہا یہ لے خزینہ

کہنا نہ کسی سے میں پری ہوں ۳۵ تو کیا جانے بکاؤلی ہوں

اک آدمی زاد کی بدولت ۳۶ لائی ترے گھر تھی مجکو قسمت

ناگاہ سمن پری لئے تخت ۳۷ وارد ہوئی اور کہا کہ لے رخت

رخت اس نے سحر کے تخت اڑایا ۳۸ دامانِ نظر سے منہ چھپایا

چترا وت کا محل جدھر تھا ۳۹ سوتا جس رخ وہ سیمبر تھا

واں جا کے ہوئی وہ نور آگیں ۴۰ پھر ولنے کی اپنے شمع بالیں

بیدار کیا وہ ماہ پیکر ۴۱ جاگا تو تھا آفتاب سر پر

اٹھا جو وہ کہہ کے آؤ جانی ۴۲ آواز سے چونک اٹھی وہ رانی

منہ دیکھتے ہی بکاؤلی کا ۴۳ سایہ اسے ہو گیا پری کا

بولی وہ بکاؤلی سیانی ۴۴ ہے سوت مری یہی وہ رانی

بولا وہ کہ لونڈی ہے تمہاری ۴۵ یہ کہہ کے اسے کہا کہ پیاری

جوتی ہے مری تو ہاتھ ان کے ۴۶ چل آ کہ چلا میں ساتھ ان کے

رانی نے کہا کہ گو یہ ہے غیر ۴۷ میں تیری ہوں تو کسی کا ہو خیر

یہ بات بکاؤلی کو بھائی ۴۸ شہزادے کے ساتھ اسے بھی لائی

اڑتے ہی وہ تخت سحر آگیں ۴۹ کیا دور تھا گلشن نگاریں

مدت کے جو بعد گھر میں آئے ۵۰ کھوئے ہوئے جیسے سب نے پائے

فردوس کی بیسوا وہ دلبر ۵۱ محمودہ دیونی کی دختر

چتراوت حسن سبین کی جان ۵۲ آرام ارم بکاؤلی جان
ان چاروں میں ایک مست بادہ ۵۳ پورب کا وہ بادشاہزادہ
پانچوں سر پنجۂ وفا تھے ۵۴ یا خمسۂ مطلعِ صفا تھے
ہوتے ہی حواس خمسہ مجموع ۵۵ آمد ہوئی اقربا کی مسموع
فیروز شہ و جمیلہ دانا ۵۶ حسن آرا اور روح افزا
پورب کا وہ شاہ و شاہ بانو ۵۷ اطراف سے مملکت کے میں تو
جو جو آیا بلا تکلّف ۵۸ اِک قافلہ سے ملا وہ یوسف
سلطانوں کی قدردانیاں کیں ۵۹ مہمانوں کی میزبانیاں کیں
چندے رہا مجمعِ بد و نیک ۶۰ رخصت ہوا رفتہ رفتہ اِک اِک
روح افزا سے بکاؤلی کو ۶۱ الفت تھی جو رو کا دل لگی کو
رُکنا ہوا اِس پری کا مشکل ۶۲ یہ دل لگی اب لگا گئی دل

۲۷- عاشق ہونا بہرام وزیر زادہ تاج الملوک کا روح افزا پری پر اور شادی ہونی بکاؤلی کی سعی سے اور کامیاب رہنا

جب ختم یہ داستان آئی ۱ یوں شاخِ قلم شگوفہ لائی
روح افزا کو بکاؤلی نے ۲ رو کا جو یہاں کئی مہینے
اِک شب کو وہ زلف مہ رُخاں تھی ۳ یا آتشِ مہر کا دخاں تھی
وہ مست مے فسانہ گوئی ۴ مہتابی پہ چاندنی سی سوئی

سلطاں کا وزیر زادہ بہرام ۵ گلگشت چمن میں تھا گل اندام

لٹکی دیکھی پری کی چوٹی ۶ ناگن سی اُس کے دل پہ لوٹی

کھٹکے سے مگر بکاؤلی کے ۷ بھاگا سائے سے اس پری کے

جب کاکلِ شب سے روئے خورشید ۸ تاباں ہوا بھر چشم امید

دیکھا تو وہ ماہِ نو کا تھا برج ۹ رکھتا تھا دُرِ یگانہ وہ دُرج

بیتابی نے کچھ قرار پایا ۱۰ مجبوری میں کچھ اختیار پایا

مہتابی پہ چاندنی جب آئی ۱۱ سائے نے پری پہ کی چڑھائی

اس فتنہ کی خوابگہ تک آیا ۱۲ مانند سہا وہ مہ تک آیا

تجویز رہا تھا گھات گوں کی ۱۳ ناگاہ وہ مست خواب چونکی

آغوش کی موج سے وہ مضطر ۱۴ مچھلی سی نکل گئی تڑپ کر

پیچھا کئے صحن تک وہ آیا ۱۵ مہتاب کے پیچھے جیسے سایا

ملتی اُسے خاک وہ ہوائی ۱۶ انساں کو پری نہ ہاتھ آئی

ہوتے ہی سحر وہ روح افزا ۱۷ رخصت ہوئی گھر کو رکھ کے پردا

معشوق سے رہ گیا جو ناکام ۱۸ تھا غم سے کنارِ گور بہرام

تنہا وہ سمن پری تھی اک روز ۱۹ قدموں پہ گرا کہا بصد سوز

دل سے ہوں فدائے روح افزا ۲۰ مرتا ہوں برائے روح افزا

بولی وہ ارے بشر سڑی ہے ۲۱ روح افزا کیا بکاؤلی ہے

شہزادے کے ڈھنگ پر نہ تو چل ۲۲ ہمسائے فلک نہ ہوگا بادل

M. Syeed Wani
Kulgam
MA 1991

بولا وہ کہ مجھ سے اُس سے ہے راہ ۲۳ شبنم کو ہے آفتاب کی چاہ
واقف تھی پری کے دیس سے وہ ۲۴ لے پہنچی زنانے بھیس سے وہ
فردوس میں مالن ایک تھی حور ۲۵ گُل چہرہ پری بنفشہ مشہور
پوشیدہ گھر اُس کے لائی اُس کو ۲۶ مُنہ بولی بہن بتائی اُس کو
فردوس کی سیر کے بہانے ۲۷ چھوڑا اُسے منزل پہ رہنما نے
روح افزا کے لئے بنفشہ ۲۸ گلدستہ بناتی تھی ہمیشہ
حاجت کو ذرا گئی جو باہر ۲۹ بہرام نے پشتِ آئینہ پر
تحریر کیا کہ بے مروّت ۳۰ آئینہ ہے تجھ پہ میری صورت
افسوس مجھے تو آرزو ہو ۳۱ اور آئینہ تیرے روبرو ہو
لیکن تو زبسکہ خود نما ہے ۳۲ خود بینی سے جو کرے بجا ہے
یہ لکھ کے ہٹا تو مالن آئی ۳۳ گلدستہ پری کے پاس لائی
روح افزا کا سنگار کر کے ۳۴ محو اُس کی ہوئی جو پیار کر کے
اُلٹا اُسے آئینہ دکھایا ۳۵ خط سمجھی وہ کاکلوں کا سایہ
مضموں جو پڑھا پری تھی دانا ۳۶ نقشِ عملِ نگار جانا
مشاطہ کو دیکھ کر اکیلی ۳۷ بولی کہ بتا یہ پہیلی
بالکھ آکر جو نہ پائے وہ کون ۳۸ ہو کر جو نظر نہ آئے وہ کون
سوچی تو نہ بوجھی وہ کہا کل ۳۹ کہدوں گی یہ کہہ کے آئی بیکل
بہرام اس سوچ کو سمجھ کر ۴۰ بولا کیا ہے کہا اُلجھ کر

۴۱ وہ جانتا تھا نہ اُس کو سوجھی ۔ بولا کہ یہ بات کیا ہی بوجھی
۴۲ ہاتھ آسکے نہ پائے جو وہ مجذوب ۔ ہو کر نہ دکھائی دے وہ محبوب
۴۳ وہ سُن کے جو دوسرے دن آئی ۔ تقریر سُنی ہوئی سُنائی
۴۴ سمجھی وہ کہ پوچھ آئی ہے یہ ۔ پوچھا کس نے بتائی ہے یہ
۴۵ بولی وہ کہ ہاں مجھے نہ سوجھی ۔ مُنہ بولی بہن نے میری بوجھی
۴۶ روح افزا نے کہا کہ ناداں ۔ ہمراہ اُسے کیوں نہ لائی تو یاں
۴۷ بولی وہ ابھی چلی ہیں لائی ۔ جا کر طلبی اُسے سُنائی
۴۸ اس مژدہ کا منتظر ہی تھا وہ ۔ ساتھ اُس کے زنانہ میں گیا وہ
۴۹ عمرو کا لباس تھا زنانہ ۔ دھوکا کچھ کھا گئی وہ دانا
۵۰ پوچھا کہو نام کیا کہا ننگ ۔ پوچھا کہ نشاں کہا دلِ تنگ
۵۱ یہ سُن کے اشارے سے بٹھایا ۔ بادام بنفشہ کو دکھایا
۵۲ وہ جالی کہا یہ پردہ پوشی ۔ گندم کے بہانے جو فروشی
۵۳ بہرام ہے تو ارے وہی چور ۔ رہ تجھ کو بتاؤں سحر سے گور
۵۴ بدبیں اسے سمجھ کے گور کا نام ۔ پنجرہ اک لائی وہ گل اندام
۵۵ طوق اُس کو طلسم کا پنھایا ۔ قمری اُسے سرو نے بنایا
۵۶ دن بھر تو وہ فاختہ پڑھاتی ۔ شب کو اُسے آدمی بناتی
۵۷ غمّاز تھی اک خواص اُس کی ۔ دمساز تھی وقت خاص اُس کی
۵۸ اک دن پنجرا اُڑا کے لائی ۔ حُسن آرا کو وہ کل سمجھائی

کھولا جو وہ بند سحر بنیاد ۵۹ دیکھا تو مجسم آدمی زاد
گستاخ جو اس بشر کو پایا ۶۰ غصّہ غضب اُس پری کو آیا
لوگوں سے کہا ہٹاؤ اس کو ۶۱ آتشکدہ میں جلاؤ اس کو
لوگ اس کو لے چلے جلانے ۶۲ تقدیر کے سُننے کارخانے
شہزادہ بکاؤلی کے ہمراہ ۶۳ گذرا اُسی راستے سے ناگاہ
دیکھا تو وزیر زادہ بہرام ۶۴ ہوتے میں تھا شکل نقرۂ خام
جلنے سے پناہ دے کے اُسکو ۶۵ فردوس میں آئے لے گئے اُسکو
زندہ اُسے پا کے حُسن آرا ۶۶ بولی کہ یہ چور ہے ہمارا
قابل یہ جلانے کے ہے فاسق ۶۷ روح افزا کا ہوا ہے عاشق
بولی وہ بکاؤلی کہ قربان ۶۸ یہ کون سی فہم ہے بچی جان
پیاری کا جو اپنے ہو پیارا ۶۹ کیونکر ستم اُس پہ ہو گوارا
حُسن آرا نے کہا بجا ہے ۷۰ تم کیوں نہ کہو کہ خود کیا ہے
بولی وہ کہ پھر عبث ہے انکار ۷۱ جب عیب نہ تھا ثواب ہے کیا عار
کیا کہتی وہ دم بخود شنا کی ۷۲ سوچی سمجھی رضا خدا کی
مرسوم تھے جس طرح کے انداز ۷۳ شادی کا خوشی خوشی کیا ساز
دو ساز طرب ملے خوش آہنگ ۷۴ دور از ادب کھلے بصد ننگ
شادی جو ہوئی تو غم ہوا دور ۷۵ فردوس سے گھر کو آئی وہ حور
گلزار جواہر بن میں آ کر ۷۶ آباد ہوئی وہ یاسمن بر

سیر شب زلف و صبح رخسار ٧٧ حاصل ہوئی اُن گلوں کو یکبار

بچھڑے ہوئے سب ملیں خدایا ٧٨ جس طرح اُنھیں بہم ملایا

تمام شد

قطعہ تاریخ مثنوی گلزار نسیم از پنڈت دیا شنکر نسیم مصنّف مثنوی

این نامہ کہ خامہ کرد بنیاد گلزار نسیم نام بنہاد

بشنیدہ نوید ہاتفے داد توقیعِ قبول روز بیش باد

۱۲۵۴ھ

۱

پہلا باب

۱ شگوفہ = کلی۔
شگوفہ کاری = پھول نکلنا۔
ثمرہ ۔ پھل۔ یعنی خاصّہ۔ کام۔
حمد = خدا کی تعریف۔ یہ لفظ محض خدا کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے
باری = پیدا کرنے والا یعنی خداوند تعالیٰ۔

یہاں قلم سے اشارہ ہے لوح محفوظ و قلم کی طرف۔ لوح محفوظ ایک تختی ہے جو عرش پر ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے تمام رموز اور احکامات لکھے ہوئے ہیں۔ جس قلم سے اس تختی پر لکھا گیا ہے وہ قلم جس وقت خداوند تعالیٰ نے پیدا کیا تو ایک ہزار سال تک اُسکے اظہار سپاس میں سرنگوں رہا۔ بعد اس کے جب حکم خداوندی سے اُس نے سر اُٹھایا تو سب سے پہلے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا۔

۲۔ دو زبان = قلم کے دو حصے جو شگاف رکھنے سے ہو جاتے ہیں۔
یکسر = برابر۔
حق = خدا۔
مدحت = تعریف۔

اشارہ ہے کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

۳۔ حرف زن = باتیں کرنے والا باتیں بنانے والا۔
پنجتن = محمدؐ۔ علیؓ جو آنحضرت کے چچازاد بھائی اور داماد تھے۔ فاطمہ رضہ جو حضرت علیؓ کی بیوی اور آنحضرت کی

بیٹی تھیں۔ حسنؓ حسینؓ۔ یہ دونوں
امام تھے اور آنحضرت صلعم کے
نواسے اور حضرت علیؓ فاطمہ رضؓ کے
بیٹے تھے۔

ہے = اس کا فاعل وہی قلم ہے۔

اِن دونوں مصرعوں میں صفت
حسن تعلیل ہے۔ چونکہ قلم پانچوں اُنگلیوں
میں پکڑا جاتا ہے اس رعایت سے
اُس کا مطیع پنجتن ہونا ثابت کیا ہے

۴۔ سخن پرستی = بات کا پوجا کرنا۔ کلام
کی قدر کرنا۔ بات۔ کلام۔

پیشدستی = نیابت۔ آگے آگے چلنا

کرتا ہے... پیشدستی = زبان کی نیابت
کرتا ہے۔ یعنی جو مطالب و الفاظ کہ زبان
ادا کرتی ہے وہی قلم لکھتا ہے۔

دوسرا باب

۱۔ یارب = (یا + رب) اے پالنے
والے۔ اے خدا۔

خامہ = قلم۔

منقار = چونچ۔

ہزاردستان = بلبل

یارب ...... دے = اے خدا جسطرح
بلبل طرح طرح کے خوش آئند نغمے
گاتی ہے۔ اُسی طرح میرے قلم میں
ایسی قدرت ہو کہ اعلےٰ اور دلچسپ
مضامین لکھے۔

۲۔ بکاؤلی = ایک شہزادی کا نام ہے۔

افسوں = سحر۔ جادو۔

دوسرا شعر پہلے شعر کی علت ہے
(تاکہ افسانہ ...... عاشقی کا) یعنی
عاشقانہ مضامین کی کتابوں میں
اس قصّہ کی خاص وقعت ہو۔

اس کو = یعنی قصّہ گل بکاؤلی کو۔

۳۔ سخن گو = بات کہنے والا۔ سخنگو
کے پہلے "اے" حرفِ ندا
محذوف ہے۔

اُردو = لشکر۔ چونکہ اردو زبان مجموعہ ہے
عربی۔ فارسی۔ ہندی سنسکرت وغیرہ
زبانوں کا اور اُس زبان کی ابتدا
سب سے پہلے شاہجہاں کے لشکر
سے شروع ہوتی ہے۔ جہاں ان سب

زبانوں کے بولنے والے لوگ موجود
تھے اس وجہ سے اس زبان کا
نام اُردو ہوا۔
۴۔ نثر = بکھرا ہوا۔ پریشان۔ یعنی وہ
عبارت جو روزمرّہ کی بات چیت
میں لکھی جائے۔
نظم = موتی کا پرونا۔ اشعار۔
داد نظم دوں میں = یعنی نظم میں
بیان کروں۔
مے = شراب۔
مے دوآتشہ = دومرتبہ کھینچی ہوئی۔
دومرتبہ کشید کی ہوئی شراب بہت
تیز ہوتی ہے یعنی گل بکاؤلی کا قصّہ
اگر نثر سے نظم میں ہو جائیگا تو اسکی
خوبی دوبالا ہو جائیگی اور پڑھنے
والے کو بہت لطف آئیگا۔
۵۔ قلمرو = ملک۔ مملکت۔
سلطان قلمرو سخن = اعلیٰ زباندان
ادیب کامل۔
۶۔ فروغ = روشنی۔
فروغ پانا = سبقت لیجانا۔ بڑھ جانا۔

سورج ... دکھانا = غیر ممکن ہے یعنی
گذشتہ زباندانوں سے سبقت لیجانے
کی کوشش کرنا ایسا فضول کام ہے
جس طرح آفتاب کے سامنے
چراغ جلانا۔ کیونکہ آفتاب کے
سامنے چراغ کی روشنی بالکل
ماند پڑ جاتی ہے۔
۷۔ بحر = سمندر۔
باقی = قائم۔
ساقی = شراب یا پانی پلانے والا۔
جس طرح ساقی کے پانی پلانے
سے دریا میں کمی نہیں ہوتی اسی طرح
کسی نظم یا نثر کے لکھنے سے ادب اور
زبان میں کچھ تخفیف نہیں ہوجاتی۔
۸۔ نکتہ چیں = اعتراض کرنے والا۔
اہلِ خامہ = (اہل + خامہ) صاحبِ قلم
منشی۔ نظم و نثر لکھنے والا۔
نوک رکھ لینا = عزت قائم رکھنا۔
بات نہ جانے دینا۔ بات رکھ لینا۔
اس شعر میں خدا سے خطاب کیا ہے۔
۹۔ تسخیر کرنا = مائل کر لینا۔ مطیع کر لینا۔

نیرنگ = طلسم - جادو - افسوں -
طلسم = جادو -
خوبی۔۔۔ تسخیر = بسبب اسکی خوبصورتی اور اچھائی کے ہر شخص اسکی طرف مائل ہو -

۱۰ - اسپند = کالا دانہ - اکثر جب جادو کرتے ہیں تو کالے دانے پر افسوں کو پڑھ کر پھونکتے ہیں اور اسے آگ میں سلگاتے ہیں - چونکہ کالا دانہ مثل نقطوں کے چھوٹا ہوتا ہے اس لیئے نقطوں کو کالے دانے سے تشبیہ دی -

جدول = حاشیہ
حصار = گھیرا
سحر خوانی = افسوں پڑھنا -
قاعدہ ہے کہ افسوں پڑھتے وقت حفاظت کے لیئے انگلی کے اشارہ سے ایک حصار باندھ لیتے ہیں تاکہ موکل اسکے اندر نہ آسکے - چونکہ شاعر طلسم باغ کشمیر کا حال بیان کرنا چاہتا ہے اس لیئے سب

الفاظ و تشبیہات اسی رعایت سے استعمال کی ہیں - یہ صفت مراعات النظیر کہلاتی ہے -

۱۱ - نکتہ = بات - باریک مطلب
حرف نہ آئے = اعتراض نہ ہو - خرابی پیدا نہ ہو -
مرکز = مطلب -
مرکز۔۔۔ جائے = یعنی جو مطلب ادا کرنا چاہتا ہوں نہایت خوبی سے ادا کروں -

اس شعر میں صنعت مراعات النظیر ہے - نکتہ - حرف - مرکز - گردش - سب الفاظ بوجہ خاص تناسب کے استعمال ہوئے ہیں -

تیسرا باب

۱ - روداد = واقعہ - بیان - حال -
باستاں = گذشتہ - پچھلے زمانہ والی
زبان باستانی = پچھلے زمانہ والی -
یوں۔۔۔ زبانی = اس طرح لکھی جاتی ہے -

۲-ذی جاہ = (ذی + جاہ) صاحبِ مرتبہ رتبہ والا -

زین الملوک = نام بادشاہ -

۳-لشکر کش = (لشکر + کش) فوج کھینچنے والا - چڑھائی کرنے والا -

تاجدار = (تاج + دار) تاج رکھنے والا - بادشاہ -

دشمن کُش = (دشمن + کُش) دشمن کا مارنے والا -

شہریار = بادشاہ

۴-خالق = پیدا کرنے والا -

دانا + عاقل + ذکی + خردمند = سمجھدار

خردمند = (خرد + مند) عقل والا

۵-نقشہ جمانا = صورت پیدا ہونا - ظاہر ہونا -

پس ماندہ = (پس + ماندہ) جو پیچھے رہ جائے -

پس ... آیا = آخری حمل کے آثار پیدا ہوئے -

نوٹ = پس و پیش میں صنعت تناسب ہے -

۶-نخل = درخت -

بار = پھل -

امید ... بار = امید بر آئی - ایام حمل ختم ہوئے اور بچّہ پیدا ہوا -

خورشید = آفتاب (خور - آفتاب + شید + روشن) کنایہ ہے بچّہ سے جو پیدا ہوا -

حمل = بوجھ - یہاں عورت کے پیٹ میں بچّہ ہونے سے مراد ہے اور ایک برج کا بھی نام ہے -

خورشید اور حمل میں رعایت ہے - چونکہ آفتاب برج حمل میں سال میں ایک مہینہ رہا کرتا ہے اس لئے جب حمل کا لفظ استعمال کیا تو اسکی رعایت سے خورشید کا لفظ لکھا - خورشید سے مراد شاہزادہ تاج الملوک ہے -

خورشید ... نمودار = یعنی بچّہ پیدا ہوا -

۷-مہر = آفتاب -

انور = روشن

رخ = چہرہ -

۸-چشمک = آنکھ کا اشارہ - رنجش

۹۔ مہ جبیں = چاند کی ایسی پیشانی والا۔
ستارہ بیں = نجومی۔
۱۰۔ کہ دیکھ اسکو = یعنی اُسکو دیکھ کر
۱۱۔ نظروں سے گر جانا = بے وقعت ہو جانا۔ ذلیل ہو جانا۔
ابتر = فقیر۔ نکمّا۔
سرشک = آنسو۔
دیدۂ تر = آنسو بھری آنکھ۔ رونے والی آنکھ۔
نوٹ = آنسو کو "طفل سرشک" بھی کہتے ہیں۔
۱۲۔ پُتلی۔۔۔ پالا = نہایت حفاظت سے پرورش کیا۔ یعنی جس طرح پُتلی آنکھ کے اندر رہتی ہے اُسی حفاظت سے بچّہ کی پرورش کی
۱۳۔ افسر = سردار۔
خسرو = بادشاہ
گلفام = پھول کی طرح۔
۱۴۔ نامِ خدا = اللہ کی مہربانی سے مانند۔۔۔ وہ۔ یعنی چلنے پھرنے لگا۔

۱۶۔ صاد = صفائی۔ روشنی بینائی۔۔۔۔ نظر کی = اس شعر میں شاہی دفتر کی اصطلاحیں درج ہیں۔
چہرہ = نام کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا اس معنی کی وجہ یہ تھی کہ جب کسی شخص کا نام دفتر میں لکھا جاتا تھا تو نام کے ساتھ اُس کا حلیہ بھی لکھا جاتا تھا۔
نظر کرنا = یہ دوسری اصطلاح تھی۔ جب کسی کا نام دفتر سے کٹ جاتا تھا تو کہتے تھے کہ اس کے چہرے پر نظر کر دی گئی۔ مطلب یہ کہ بینائی کا چہرہ قلمزد ہو گیا یعنی بینائی جاتی رہی۔
۱۷۔ البصر = بینائی۔ دیکھنے کی قوت۔
چشم پوشی کرنا = چھپا لینا۔ نہ دکھنا۔
مہر۔۔۔ خموشی = بادشاہ چپ رہ گیا۔
کی۔۔۔ پوشی = بصارت جاتی رہی۔ اندھا ہو گیا۔
۱۸۔ رونمائی = منہ دکھانا۔
رونمائی دینا = رسم ہے کہ جب دلھن کا

مُنہ پہلی مرتبہ دیکھتے ہیں تو اسے کوئی
چیز بطور تحفہ دیتے ہیں ۔
بھائی = پسند آئی ۔
۲۰۔ خارج ہوا = نکل گیا ۔
کور = اندھا ۔
خارج ۔۔۔ کور = اندھی آنکھ کی روشنی
چلی گئی یعنی تاج الملوک شہر سے
نکال دیا گیا ۔ بدۂ کور سے مراد
زین الملوک سے ہے ۔
۲۱۔ طور = ایک پہاڑ کا نام ہے جسے
طور سینا بھی کہتے ہیں ۔ اس پہاڑ
پر حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے
کہا تھا کہ تو مجھے اپنی صورت دکھا
چنانچہ ایک تجلی سی چمکی حضرت موسیٰؑ
بیہوش ہو کر گر پڑے اور طور جل گیا ۔
اُس وقت سے یہاں کا پتھر سرمہ
کے کام آتا ہے اور اُسکے استعمال
سے آنکھوں میں روشنی پیدا
ہوتی ہے ۔
۲۲ بینا = دیکھنے والا ۔
۲۳ مختار = مالک ۔

چوتھا باب

۱ صفحا = یعنی صفحہ قافیہ کی رعایت سے
ۃ کو الف سے بدل دیا ۔
میل = سلائی ۔
میل قلم = یعنی قلم ۔
پایا ۔۔۔ صفحا = یعنی سادے کاغذ پر
آنکھوں کا سفید ہو جانا کنایہ ہے
اندھے ہو جانے سے ۔
یوں ۔۔۔ کھینچا = قلم نے اس طرح لکھا ۔
۲۔ کحال = آنکھ بنانے والا ۔
پیر = بڈھا ۔
دیرین = پرانا ۔
کسی کی آنکھیں دیکھنا = کسی کی
شاگردی اُٹھانا ۔
نوٹ = حضرت عیسیٰ کا معجزہ
ہے کہ انھوں نے ایک اندھے آدمی
کو بینا کر دیا تھا ۔
۳۔ کراہا = افسوس کیا (یہ محاورہ
اس معنی میں اب متروک ہے)
۴۔ جنگل مارنا = حاصل کرنا ۔

پلکوں....جنگل = اُسے حاصل کر
اور آنکھوں میں لگا۔
۵۔ضیا = روشنی۔
مہر گیا = سورج مکھی۔ (مہر + آفتاب
گیا مخفف۔ گیاہ۔ گھانس)
۶۔ارم = مقام کا نام جہاں بکاؤلی
رہتی تھی۔
شگوفہ ہاتھ آنا = مذاق کی بات
معلوم ہونا۔ موقع ملنا۔
۷۔چار ناچار = مجبوراً۔
نوٹ = چار ناچار اور چار
شہزادوں میں صنعت تناسب
لفظی ہے۔
۸۔خرم گاہ = (خرم = خوشی۔ گاہ۔ جگہ)
بڑا خیمہ۔
۹۔بادیہ = جنگل۔
بادیہ گرد = جنگل میں پھرنے والا۔
خانہ برباد = جس کا گھر اجڑ گیا ہو۔
۱۰۔خاک اُڑانا = پریشان پھرنا۔
خیل = گروہ۔ جھنڈ۔
سیل = طوفان۔ بہیا

۱۴۔زور شہزور = بڑی قوت والا۔
۱۵۔گلشن = کنایہ باغ بکاؤلی۔
کسی چیز کی ہوا سمانا = کسی شے کی
خواہش پیدا ہونا۔
۱۶۔اختر = ستارہ۔
نیک اختر = خوش قسمت
قسمت پہ = تقدیر کے بھروسہ پر۔

۱

پانچواں باب

۱۔مہرہ = پانسہ۔
مہرہ بازی = کھیل۔ پانسہ پھینکنا۔
فریب۔ دھوکا۔
بدطرازی = برا نقش بنانا۔ بدقسمتی۔
نقطوں....طرازی = یہ بدقسمتی کا
واقعہ قلم اس طرح لکھتا ہے۔
نوٹ = مہرہ اور نقطہ میں
تشبیہ ہے۔
۲۔یکچند = بہت کچھ۔ عرصہ تک۔
انبوہ = گروہ۔
صحرا = جنگل۔
۳۔ہزار = بلبل ہزار داستان۔

بلبل ... سے = بہت کوشش کی۔
ہزار جی سے = بہت زیادہ۔
نوٹ = بلبل گُل اور ہزار میں
صنعت تناسب ہے۔
۴- وارد ہونا = اُترنا۔
۵- سیّارہ = وہ تارے جو برابر چلا
کرتے ہیں۔ یہ سات ہیں۔ آفتاب
ماہتاب۔ زہرہ۔ عطارد۔ مریخ
زحل۔ مشتری۔
کہکشاں = ستاروں کی وہ لمبی
لکیر جو شب کو آسمان پر ایک سرے
سے دوسرے سرے تک کھنچی
معلوم ہوتی ہے۔
نوٹ = سیّارہ سے کنایہ ہے
شاہزادوں سے اس لئے کہ وہ
بھی حالت سفر میں تھے اور کہکشاں
سے مطلب نہر سے ہے۔
۶- جویا = متلاشی۔ ڈھونڈھنے والا۔
۷- بیسوا = فاحشہ عورت۔
۸- نقارہ ... در تھا = یعنی دروازہ
پر ایک نقارہ رکھا تھا تاکہ جو
کوئی آئے وہ نقارہ بجا کر اپنے
آنے کی اطلاع اندر کر دے۔
۹- بجا ... نادان = نقارہ بجانے
کے وقت یہ نہ خیال کیا کہ اُس کا
نتیجہ اُن کے واسطے اچھا ہوگا یا بُرا۔
ٹھہرے نادان = بیوقوف بن گئے۔
۱۰- کسی شے پر نگاہ ہونا = عادی ہونا۔
مشق ہونا۔ سدھ جانا۔
ٹھاٹھ = طور۔ طریقہ۔ آرائش۔ زیبائش۔
۱۱- لگا کے لانا = بہکا کر اپنے ساتھ
لے آنا۔
۱۲- ذکر اٹھانا = کسی چیز کی نسبت
باتیں شروع کرنا۔
چوسر = ایک کھیل کا نام ہے۔
سراسر = بالکل۔
ہتھکنڈا = بکھیڑ۔ گھات۔ کرتب۔
نہ پاتا = نہ معلوم کر سکتا تھا۔
۱۳- پاسبان = چوکیدار۔
بلّی ... تھا = یعنی بلی کے سر پر
چراغ رہتا تھا۔ اور چوہا پانسہ کی
حفاظت کرتا تھا۔

۱۵- اڑی پہ = مشکل کے وقت پر
آسا = طرح
اُلٹاتی ... پاسا = مشکل کے وقت پر
یعنی جب دلبر بازی ہارنے لگتی تو بلی
تو چراغ الٹا دیتی اور چوہا پانسہ اُلٹ
دیتا - پس جیسے قسمت یکایک
پلٹ جاتی ہے - اُسی طرح ہاری
بازی پلک مارتے جیت جاتی اور
جیتی ہوئی ہر جاتی -
۱۶- بندہ = غلام - قیدی -
۱۷- نقشِ اُمید = جنسے امید بر آنے
والی تھی - یعنی شاہزادے -
۱۸- گھات = تدبیر
۱۹- کسی کا رنگ جمنا = کسی کا اثر ہونا -
۲۰- جھوٹے پہ تھی = جھوٹ کا کھیل
کھیل رہی تھی -
میل سمجھے = یعنی میل کا کھیل کھیل رہی ہے
کسی بات کو کھیل سمجھنا = یعنی معمولی بات سمجھنا
۲۱- سر پر کھیلنا = جان کی پرواہ نہ کرنا -
جان کو خطرہ میں پھنسا دینا -
۲۲- بدا ہوا تھا = قسمت میں لکھا تھا -

۲۳- جھکے چھوٹ جانا = حیران ہونا پشیمان ہونا
پنجے میں پھنسنا = قابو میں آجانا -
نوٹ = چار و پنجہ و چھکا - یہ چوسر
کی اصطلاحیں ہیں اور ان میں صنعت
تناسب بھی ہے -
۲۴- پو پھٹنا = صبح صادق - صبح کی روشنی
کسی کا جنگ ٹوٹنا = جتھا ٹوٹ جانا -
۲۵- زندان = قید خانہ -
مچل مچل کر = نہایت مجبوری سے -
بادل ناخواستہ -
نرد = پانسہ -
نردوں ... چلکر = یعنی جس طرح سے
پانسہ بساط کے ایک خانہ سے دوسرے
خانہ میں جب جاتا ہے تو پھر واپس نہیں
ہو سکتا - اسی طرح وہ شاہزادے پھر
پلٹ نہ سکے -
۲۶- پانی ... نہر = جس طرح نہر کا پانی
ایک ہی طرف بہے جاتا ہے اور
اُلٹا نہیں بہتا اسی طرح سے وہ
لوگ جو شہر کی طرف گئے تو پھر
نہر پر لوٹ کر نہیں آئے -

چھٹا باب

۱- زرِ گل = پھول کا زیرہ۔

لانا... قلم = باغ ارم سے پھول لانے کا قصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

۲- وہ... لشکر = یعنی تاج الملوک جو اس لشکر کے پیچھے پیچھے مثل گرد کے تھا (لشکر کو ریگ رواں سے تشبیہ دی ہے)۔

۵- بلند پایہ = عالی مرتبہ۔

۶- مہ لقا = چاند کی ایسی صورت والا۔

۸- طفلی = بچپن۔

خانہ برباد = جس کا گھر اُجڑ جائے۔

۹- دلگیر = رنجیدہ۔

پیرہ = بوڑھی۔

۱۰- ہنسی خوشی سے = خوش خوش۔

۱۱- خواری = ذلت۔

۱۴- جُل دینا = دھوکا دینا۔ بعض نسخوں میں "زچ کیا ہے" بھی پایا جاتا ہے۔

زچ کرنا = پریشان کرنا۔ عاجز کرنا۔ شطرنج کے کھیل میں "زچ" اس وقت بولتے ہیں جب بادشاہ کے نکلنے کا کوئی گھر باقی نہ رہے اور سب خانے بند کر دیے جائیں۔

۱۵- خودکام = خود غرض۔

۱۷- پاسے... کے ساتھ = یعنی پاسے کا بڑھنا چراغ پر موقوف ہے۔

۲۰- اندھیر = غضب۔

۲۲- نیولے اور سانپ کی لڑائی مشہور ہے۔

۲۶- زر = سونا۔ دولت۔

۲۷- جانبازی = جان پر کھیلنا۔

سوئے = طرف۔

۲۸- کھلاڑ = کھیلنے والا۔

کسی کام کو ڈنکے کی چوٹ کرنا = یعنی آشکارا کسی کام کو کرنا۔ یہاں مراد اس سے یہی ہے کہ جو کوئی دلبر سے ملنے جاتا تھا وہ پہلے اُس کے دروازہ پر نقارہ بجا کر اُسے اپنے آنے کی اطلاع دیتا تھا۔ وہ نقارہ کی

آواز سن کر اس سے ملنے آتی تھی۔

چوب = لکڑی جس سے نقارہ بجاتے ہیں۔

ایک دوسرے میں چوٹ چلنا = ایک دوسرے پر آپس میں وار کرنا ایک دوسرے پر حملہ کرنا۔

نقارہ.... چوٹ = یعنی نقارہ بجایا گیا۔ نقارہ پر چوٹ پڑی۔

۳۱۔ **چشم و چراغ** = عزیز۔ پیارا۔ یعنی بلی اور چوہا۔

۳۲۔ **مار آستین** = آستین کا سانپ جس طرح سانپ والے سانپ کو آستین میں چھپا لیتے ہیں اسی طرح نیولا تاج الملوک کی آستین میں چھپا تھا۔

نیولا... تھا = یعنی نیولا جو تاج الملوک کی آستین میں چھپا تھا۔ چٹکی بجاتے ہی نکل آیا۔

۳۳۔ **چراغ پا ہونا** = بھاگ جانا۔

فراموش ہونا = بھول جانا۔

۳۴۔ **حریف** = دشمن۔ مدمقابل۔

سہا = ایک ستارہ کا نام ہے۔

۳۵۔ **بارے** = لیکن۔

غول = بھوت پریت شیطان۔ دیو

خضر = ایک پیغمبر کا نام ہے۔ یہاں مراد حضرت سلیمانؑ سے ہے یہ بھی پیغمبر تھے اور تمام جن اور دیو اُنکے قبضہ میں تھے۔

چراغی لینا = تابع کرنا۔ مطیع کرنا۔

۳۶۔ **اُجڑی** = ہار گئی۔

بازی بسانا = بساط پر مہرے لگانا۔

۳۸۔ **بُنیاد** = دولت۔

مہرے آنا = سامنے آنا (یہ محاورہ اب مستعمل نہیں ہے)۔

۳۹۔ **پاسداری کرنا** = ساتھ دینا۔

ہمت.... ہاری = اس قدر ہاری کہ پھر کھیلنے کی ہمت نہ رہی۔

نل = ایک راجہ کا نام ہے جو بہت بڑا جوا کھیلنے والا تھا۔

۴۱۔ **جوا** = وہ لکڑی جو گاڑی میں لگا کر بیل کے کندھے پر رکھی جاتی ہے

۴۵۔ **نہیں عدول مجھ کو**۔ مجھے آپ کا حکم ماننے میں ذرا بھی عذر نہیں۔

۴۸- ہتھکنڈے = طریقے۔ چالاکیاں
بجنسہٖ = اسی طرح۔
جیتے = جیتے ہوئے جن کو تونے جوئے
میں جیتا ہے۔
چندے = تھوڑے دنوں
۴۹- بالفعل = سردست۔ فی الحال۔
اس وقت۔
انشاءاللہ = اگر خدا نے چاہا۔
۵۰- ہوا = چونکہ پریاں غیر مجسم ہوتی
ہیں اس وجہ سے ہوا تشبیہ دی
جس طرح ہوا مٹھی میں بند کرنا
لاحاصل ہے اسی طرح پریوں سے
دوستی کرنا یا اُن کو قابو میں لانا
غیر ممکن ہے۔
۵۲- ہے .... مردم = یعنی انسان اور
پری سے دوستی ہوسکتی ہے۔
نوٹ = چونکہ مردم کے معنی
پتلی کے ہیں اس لئے چشم اور
مردم میں صنعت تناسب ہے۔
۵۴- نامردی = استقلال ہمت۔
کسی چیز پر لات مار دینا = کسی چیز کو
حقیر سمجھ کر چھوڑ دینا۔ کسی چیز کی
پروا نہ کرنا۔
۵۵- جز = سوائے۔
جز ... ساتھ = یعنی اُسکے ساتھ کوئی
نہیں گیا۔ اور وہ اکیلا سدھارا۔
۵۶- اللہ کے نام = اللہ کے بھروسہ پر۔

ساتواں باب

۲- دامن دشت = جنگل
۳- جہاں گرد = دنیا کا پھرنے والا۔
گرد ہونا = بیکار یا ہیچ ثابت ہونا۔
صحرائے عدم = نیستی کا جنگل۔ موت۔
۴- سایہ .... شجر کا = یعنی نہ اُس جنگل
میں درخت تھے نہ سایہ تھا۔
عنقا = ایک چڑیا کا نام ہے جسکا پتہ
کوئی نہیں جانتا۔ اسی وجہ سے
عنقا کے معنی نایاب کے ہیں جیسے
فلاں شئے عنقا ہو گئی۔
عنقا .... جانور کا = یعنی اُس جنگل میں
کوئی جانور نہ تھا۔
۵- مرغان ہوا = اُڑنے والی چڑیاں۔

راہی = مسافر۔
مرغان.... راہی = یعنی اُس جنگل میں
بجائے اُڑنے والی چڑیوں کے
مسافروں کے ہوش اُڑتے تھے۔
ہوش اُڑنا محاورہ ہے یعنی بیحد
پریشان ہو جانا۔
کف پا = تلوا۔
ریگ ماہی = ایک مچھلی ہے جو ریت
میں رہتی ہے۔
نقش.... ماہی = یعنی وہاں ریگ ماہی
تو تھی نہیں بلکہ مسافروں کے پیروں
کے نقش ریگ ماہی کے بجائے تھے
۶۔ تنگ و دو = دوڑ دھوپ
رہرو = مسافر۔ راستہ چلنے والا۔
ڈانڈا = سرحد۔
بلا کا = غضب کا۔ ستم کا۔
۸۔ گورکن = قبر کھودنے والا۔
رہ عدم = عدم کا راستہ۔ موت۔
ناکہ = شہر میں داخل ہونے کا راستہ
۹۔ قضا = حکم خدا۔
تسلیم.... اُسے = مرنے پر راضی
ہو گیا۔
۱۱۔ بے ریشہ.... جوان تھا = یعنی
تاج الملوک نہایت کمسن تھا اس
وجہ سے اُس کا گوشت بے ریشہ تھا
اور کھانے کے لائق تھا۔
حلوا بے دود = نہایت خوش ذائقہ۔
۱۲۔ الشکر.... احسان = خدا کا بہت
شکر ادا کیا۔ کہ اُس نے ایسی اچھی
نعمت بھیجی۔
۱۳۔ دہل کے رہجانا = سہم جانا۔
ڈر جانا۔
۱۴۔ سبحان.... تیری = یہ مصرعہ مصنف
کی طرف سے ہے وہ خدا سے کہتا
ہے کہ اے پاک خدا کیا تیری
شان ہے۔
نوٹ = دوسرا شعر قطعہ بند ہے
۱۵۔ اُشتر = اونٹ۔
آرد = آٹا۔
روغن = گھی۔
لوتھ = بہت بھاری لاش۔
دم.... سمایا = محنت سے ہانپ رہا

تھا۔ پیٹ میں سانس نہیں سماتی تھی۔

۱۸۔ تیورا کر = چکر کھا کر۔
بار بر دوش = کندھے پر بوجھ لادے ہوئے۔
بیٹھا ... بیہوش = یعنی بیٹھتے ہی زمین پر گر پڑا اور گرتے ہی بیہوش ہو گیا۔

۱۹۔ راستہ لینا = غائب ہو جانا۔ چلا جانا۔ بھاگ جانا۔

۲۰۔ کارواں = قافلہ۔
کاروانی = قافلہ والا۔

۲۲۔ گر ... دو = اگر مہربانی کرنے سے وہ دیو قابو میں آجائے تو اُسے کیوں مارا جائے۔

۲۳۔ شیرینی ... چڑھائی = دیو کو مٹھائی نذر کی۔ حلوا اُس کے سامنے لیجا کر رکھا تاکہ وہ خوش ہو۔

۲۴۔ کڑوا = سخت۔ بدمزاج۔

۲۹۔ بدعہدی کی ... ہے = یعنی اب قول سے پھرنا نہیں۔

۳۰۔ گلبن = گلاب کا درخت۔

۳۱۔ خورشید ... نہیں ہے = آفتاب اُسے نہیں دیکھ سکتا۔

۳۲۔ اژدر = اژدہا۔

۳۶۔ اخگر = چنگاری۔

ہے ... ہمارا = یہ نوجوان ہمارا بھی اُستاد ہے جو ہمیں خوش کر کے پہلے وعدہ لے لیا پھر اپنا کام بنایا اور اس طرح اپنی جان بھی بچالی۔ اور کام بھی نکال لیا۔

۴۰۔ رکھیو ... میری یاد = یعنی اسے میری نشانی سمجھ کر بہت عزیز رکھنا۔

۴۱۔ نوازش = مہربانی۔

۴۲۔ ریو = شک۔

۴۴۔ زنبور = شہد کی مکھی۔
انگبیں = شہد۔

۴۵۔ دم دینا = دھوکا دینا۔

۴۶۔ کسی کے گلے لگانا = کسی کو دے دینا۔

۴۷۔ شام اور دو وقت سے ملے = ان میں صنعت تناسب ہے۔

شام کو "دونوں وقت ملنا" بھی کہتے
ہیں یعنی شام کے وقت تاج الملوک
اور محمودہ دونوں اس طرح ملے جیسے
دونوں وقت ملیں۔

۴۸۔ کتان = ایک قسم کا ریشمی کپڑا ہے
جس کی نسبت مشہور ہے کہ چاندنی میں
رکھنے سے پھٹ جاتا ہے۔

تھے ۔۔۔۔ میں = ضبط کا لفظ تاج الملوک
کے واسطے آیا ہے اور حیا کا محمودہ
کے واسطے۔

۴۹۔ آپس میں کھلنا = میل جول کرنا
بے تکلف ہونا۔

خاطر ۔۔۔۔ گرہ = یعنے بے تکلف
نہیں ہوئی۔

۵۱۔ بولی ۔۔۔۔ صبا ہے = یعنی ایسے
تو سب ہوائیں ہوا کہلاتی ہیں لیکن
کلی کیا کھلانا صرف صبا کا کام ہے
ہر ہوا کا کام نہیں۔

ہوا ہوں = فوراً چلا جاؤں۔

۵۳۔ یعقوبؑ = ایک پیغمبر تھے
اور یوسف اُنکے بیٹے تھے۔ حضرت
یوسفؑ کو اُن کے بھائیوں نے
فروخت کر ڈالا تھا اور حضرت
یعقوب کو اُن کا خون آلود کرتہ دکھا کے
کہا تھا کہ انھیں بھیڑیا کھا گیا۔
چنانچہ حضرت یعقوب بیٹے کے
فراق میں روتے روتے اندھے
ہو گئے تھے جب بہت غمگین ہوتے
تو اس کرتہ کو سونگھتے اِس سے
چونکہ حضرت یوسفؑ کے بدن کی
خوشبو آتی تھی اس لیے اُن کی
تسکین کا باعث ہوتا۔

نوٹ = پیراہن گل سے اشارہ
ہے بکاؤلی کے پھول کی طرف۔
یوسف سے مطلب ہے تاج الملوک
اور یعقوب سے مراد زین الملوک ہے۔

۵۵۔ منہ اندھیرے = علی الصباح
جب تھوڑا تھوڑا اُجالا ہوتا
ہے اور اچھی طرح روشنی
نہیں ہوتی۔

کہنے سننے = آپس میں باتیں کرتے
کرتے۔

۵۷-دل سر درہا = دل کی آرزو
بر نہیں آئی۔
۵۸-وہم ...... سمجھی = گمان ہوا کہ
نامرد تو نہیں ہے۔
۵۹-روگ = مرض۔ بیماری۔
درماں = علاج۔
۶۱-آسمان سے تارے اُتارنا =
غیر ممکن کام انجام دینا۔
۶۴-دل داغ ہونا = غمگین ہونا۔
نرگس = ایک قسم کا پھول ہے جو آنکھ
کے مانند ہوتا ہے۔ یہاں زین الملوک
کی آنکھ کی طرف اشارہ ہے۔
ہوا = خواہش۔
۶۵-ساعی = کوشش کرنے والا۔
راہ نکالی = تدبیر سوچی۔
۶۸-دل میں = اندر
۶۹-جب سمایا = جب آفتاب
غروب ہوگیا۔
۷۰-بوٹا = پھول خوبصورت چھوٹا سا
درخت۔
۷۱-دھڑکا = ڈر۔

۷۲-لگا نہ ہوئے = چھپا نہ ہوئے۔
خوشہ = گچھا۔ بالی۔
۷۳-خوابیدہ ..... تھے = شعرا
سبزہ کو خوابیدہ باندھتے ہیں۔
مطلب یہ کہ سب پاسبان
سو رہے تھے۔
۷۴-نرگس کا پھول آنکھ سے مشابہ
ہوتا ہے اور سوسن کی پتی زبان سے
مطلب یہ کہ تاج الملوک کو نہ کسی نے
جاتے دیکھا اور نہ شور و غل ہوا۔
۷۵-شمشاد = ایک درخت ہے جو
سیدھا ہونے کی وجہ سے انسان
کے قد سے تشبیہ دیا جاتا ہے۔
۷۶-ایوان = محل۔
حوض ..... درتھا = یعنی حوض میں
دروازوں اور دیواروں کا عکس
صاف پڑ رہا تھا۔
۷۷-چندرے ..... مہتاب = نہایت
خوبصورت اور روشن
۷۸-جام جہاں نما = جمشید بادشاہ
نے ایک پیالہ بنایا تھا جس میں دنیا

کے سب حالات نظر آتے تھے۔

۷۹۔ لب حوض = حوض کا کنارہ۔

۸۰۔ پھولا۔۔۔ سمایا = بہت ہی خوش ہوا۔

۸۱۔ ایاغ = شراب کا پیالہ۔

ایاغ بر کف = ہتھیلی پر شراب کا پیالہ لئے ہوئے۔

چوری۔۔۔ بر کف = یعنی اگرچہ چوری سے جا رہا تھا لیکن اس طرح جیسے کہ چور ہاتھ میں چراغ لیکر چلے۔

۸۳۔ ستون = کھمبا۔

ساعد = کلائی۔

مژگاں = پلک

مخمور = متوالا۔

گول۔۔۔ مخمور = نثر۔ اُس کے ستون مثل حور کی کلائی کے گول تھے۔ اور اُس کی چلمن مثل متوالے آدمی کی آنکھ کی پلکوں کے تھی یعنی جس طرح متوالے آدمی کی آنکھیں تقریباً بند رہتی ہیں اور آنکھوں پر پلکیں پڑی رہتی ہیں اسی طرح سے وہ چلمن دروازہ پر چھوڑ دیگئی تھی۔

۸۴۔ دکھلاتا۔۔۔ ابرو = گھور گھور کر دیکھ رہا تھا محراب کو ابرو سے تشبیہ دی ہے اور در کو چشم سے۔

۸۵۔ حجاب = پردہ۔ شرم۔ جھیپ

۸۷۔ محرم = کُرتی۔

قمر سے کنایہ ہے بکاؤلی سے۔ برجوں سے مطلب پستان سے ہے اور چاندنی سے مراد ہے محرم سے۔

۸۸۔ لٹ = لمبے بال۔

۹۱۔ من = ایک جوہر ہے جو کہا جاتا ہے کہ سانپ کے پیٹ میں ہوتا ہے اور جب وہ اُسے اُگلتا ہے تو چمکنے لگتا ہے۔ من سے چہرہ کو تشبیہ دی ہے اور سانپ سے کاکلوں کو۔

کالے = سانپ۔ کہا جاتا ہے کہ کالے کے سامنے چراغ نہیں جلتا۔

۹۲۔ ہنسی ہونا = ذلت و ناکامی ہونا۔

برق = بجلی۔

خندہ۔۔۔ گُل = یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ

بکاؤلی سے چھیڑ چھاڑ کرنے میں
وہ بیدار ہو جاتے اور طیش میں
آکر بجائے لطف کے عتاب کرے
یا بجائے پھول حاصل کرنے کے
جو کہ وہ لینے گیا تھا بکاؤلی کے
غصّہ کے عذاب میں مبتلا ہو جائے۔

۹۴۔ سند = دستاویز۔ اقرار نامہ۔

۹۵۔ بالا = قد۔

سرو بالا = سرو کے ایسے قد والا۔

۹۶۔ ہیبت .... سمایا = یعنی نہایت
خاموشی اور آہستگی سے نقب کے
اندر داخل ہوا۔

۹۸۔ دست بیضا = حضرت موسیٰؑ کا
معجزہ ہے۔ چونکہ موسیٰؑ کی پیدائش
سے قبل ہی فرعون بادشاہ کو
نجومیوں نے آگاہ کر دیا تھا کہ ایک
پیغمبر پیدا ہونے والا ہے جو تیری
ہلاکت کا باعث ہوگا لہذا فرعون نے
حکم دیدیا کہ جس کے یہاں بچّہ پیدا ہو
وہ مار ڈالا جائے۔ چنانچہ حضرت
موسیٰؑ پیدا ہوئے تو آپ کی ماں
نے آپ کو ایک ٹوکری میں رکھ کر
دریائے نیل میں بہا دیا۔ اتفاق
سے یہ ٹوکری بہتی ہوئی فرعون کی
محلسرا کے نیچے سے گذری۔ فرعون
کی بیوی آسیہ کے کوئی اولاد نہ تھی
اُس نے جو ٹوکری میں ایک بچّہ بہتا
ہوا دیکھا فوراً دریا سے نکلوا لیا اور
پرورش و پرداخت کرنے لگی۔
اتفاق وقت سے حضرت موسیٰؑ
کو دودھ پلانے کے لئے اُن کی ماں
دایہ مقرّر ہوئیں۔ جب حضرت موسیٰؑ
چھ سات مہینے کے ہوئے ایکدن
فرعون کی گود میں بیٹھے کھیل رہے
تھے کہ آپ نے فرعون کی داڑھی
نوچ لی چونکہ اُس کی داڑھی میں
موتی لگے تھے۔ آپ نے موتیوں کو
لینا چاہا اُس کے ساتھ ہی بال
بھی اُکھڑ آئے۔ فرعون غصّہ ہوا اور
قتل کا حکم دیدیا۔ لیکن آسیہ نے
سفارش کی اور بچّہ کی ناسمجھی کا
عذر کیا۔ اِس بات کے امتحان کے لئے

یہ طے پایا۔ کہ ایک طرف سُرخ انگارا رکھا جائے اور دوسری طرف لعل۔ اگر موسیٰؑ انگارا اُٹھا لیں تو ناسمجھ ہیں ورنہ نہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور موسیٰؑ کا ہاتھ جل گیا اور آبلہ پڑ گیا جس کی وجہ سے ہتھیلی کا جلا ہوا حصّہ بعد میں سفید ہو گیا تھا لیکن پیغمبری ملنے کے بعد اس میں معجزہ یہ عطا ہوا کہ جب مٹھی بند کر کے کھول دیتے تھے تو یہ نشان مثل آفتاب کے چمکنے لگتا تھا۔

۱۰۰۔ رخنہ بندی کرنا = نشان مٹا دینا سوراخ بند کرنا۔

آٹھواں باب

۱۔ الم = غم۔
نغمہ زن ہونا = چہکنا
۲۔ گلچیں = پھول توڑنے والا۔
غنچہ = کلی۔
غنچہ ... کھلایا = یعنی صبح ہوئی۔

۳۔ سبزہ ..... آرام = آرام کی نیند کے باغ کا سبزہ۔
اندام = جسم۔
۴۔ نگہت = خوشبو
۵۔ چشم پرآب = آنسو بھری آنکھ۔
۶۔ ہوا ہونا = غائب ہو جانا۔
کچھ ..... ہوا تھا = نیا واقعہ درپیش تھا۔
۷۔ جُل دینا = دھوکا دینا۔
۸۔ خار دینا = غم میں مبتلا کرنا۔ صدمہ دینا۔
۹۔ ہاتھ ..... نہیں ہے = اگر اُسے کسی نے لیا نہیں۔
۱۰۔ نرگس کا پھول چونکہ آنکھ سے مشابہ ہوتا ہے اس لئے دکھانے کا لفظ استعمال کیا۔ اور سوسن کی پتی چونکہ زبان کے ہمشکل ہوتی ہے اس لئے اُسکے واسطے بتانا کہا۔
۱۱۔ سنبل میں چونکہ بالوں کی طرح لٹیں ہوتی ہیں۔ لہٰذا تازیانے سے تشبیہ دی۔ اور شمشاد کا درخت چونکہ سیدھا ہوتا ہے اس وجہ سے

سولی سے مشابہت دی۔

تازیانہ = کوڑا۔

بوٹے = نرگس۔ سوسن۔ سنبل
شمشاد۔ یہ سب بکاؤلی کی خواصوں
کے نام ہیں۔

۱۲۔ بید = چونکہ لچیلا ہوتا ہے اس لئے
خواصوں کے تھرتھرانے کو بید کے
لرزنے سے تشبیہ دی ہے۔

خواص = لونڈی۔

۱۳۔ نگاہ بازی کرنا = ایک دوسرے
کو گھور گھور کر دیکھنا۔

زبان درازی کرنا = سخت سست کہنا۔ برا بھلا کہنا۔

۱۵۔ سبزہ کو شاعر لوگ بیگانہ کہتے ہیں۔

بیگانہ = غیر۔

۱۶۔ اوپرے = اجنبی۔ یہاں لفظی معنوں
اور اصطلاحی معنوں دونوں سے
مطلب ہے۔

۱۷۔ چراغ ہو جائے = یعنی وہ گھر
جل جائے۔

۱۸۔ کسی چیز پر اوس پڑنا۔ کسی شے
کا برباد ہو جانا۔

۱۹۔ تیتلی = مراد زینت۔

۲۰۔ کسی چیز کو ہوا نہ دینا = یا ہوا
نہ لگنے دینا۔ نہایت احتیاط
سے رکھنا۔

۲۱۔ ہاتھ ٹوٹا = یعنی دست درازی
کی اور پھول توڑ لیا۔

منہ سے کچھ نہ پھوٹا = کچھ نہ کہا۔

۲۲۔ مشکیں کس لینا = قیدیوں کی
طرح ہاتھ باندھ کر گرفتار کر لینا۔

۲۳۔ ہوا بتانا = بہانہ کرنا۔

۲۵۔ راست ہو براندام = جسم کے
رونگٹے کھڑے تھے۔ سبزہ کو بالوں
سے تشبیہ دی ہے۔

لرزاں ..... اندام = یعنی زمین بھی
خوف سے کانپ رہی تھی۔

۲۶۔ انگلی ..... فریاد = جس طرح
کوئی متحیر آدمی انگلی دانتوں کے
نیچے دبا کر خاموش کھڑا ہو جاتا ہے
اور ہاتھ پاؤں کو جنبش نہیں ہوتی
اسی طرح شمشاد کا درخت جو حوض
کے کنارے لگا تھا سیدھا ہونے

کی وجہ سے مثل متحیر آدمی کے
معلوم ہوتا تھا۔ انگلی سے کنایہ
ہے شمشاد کے عکس سے جو حوض
کے کنارے پڑ رہا تھا۔
دم بخود ہونا = چپ چاپ کھڑا رہنا۔
۲۷۔ جو برگ .... رہا تھا۔
پتیوں کا ہوا سے ایک دوسرے
سے رگڑنا ہاتھ ملنا لکھا ہے۔
۲۸۔ رنگ .... بدلے = یعنی
بوجہ غصہ اور افسوس کے۔
گل برگ = گلاب کی پتی۔
گل .... ملنے = یعنی بوجہ افسوس کے
ہاتھ ملنے لگی۔
۳۰۔ خاتم .... نشانی = انگوٹھی پر
نام کھدا ہوا تھا۔
دست برد = لوٹ۔ ظلم و زیادتی۔
۳۱۔ ہیہات = افسوس۔
۳۲۔ ہاتھ لگے = مل جائے۔
۳۳۔ عریاں = ننگا۔
۳۴۔ خون روئی = خون کے
آنسو روئی۔

۳۷۔ غبار سے بھری کھتی = رنجیدہ
تھی۔
آندھی سی اُٹھی = بہت جلد اُٹھی
۴۱۔ پتا ..... ہے = یعنی پتہ بھی بغیر
حکم خدا نہیں ہل سکتا۔ یہ ترجمہ ہے
لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ

نواں باب

۱۔ مدعا = مطلب۔
اب .... پھرا ہے = اسی طرح لکھا گیا ہے۔
۲۔ حق بیں = حق کا دیکھنے والا۔
۵۔ غرض = پھول لانے کا مقصد
جوبن .... ابھارا = یعنی جس طرح جوانی
میں عورتوں کے جوبن ابھرتے
ہیں۔ اسی طرح اس نے محمودہ
کو آمادہ کیا کہ وہ اسے جانے دے
اور اس کے مکان تک پہنچا دے۔
۶۔ دیو سیاہ شب = اندھیری رات
چونکہ رات کو انسان سوتا ہے
اور صبح ہوتے ہی اٹھ بیٹھتا ہے
اسکی مناسبت سے چاند کے غروب

ہونے اور صبح ہونے کی حالت کو
نہایت خوبی سے بیان کیا گیا ہے
۷۔ آفتاب تاباں سے تاج الملوک کی
طرف بھی کنایہ ہو سکتا ہے اور گُل
سے مطلب گل بکاؤلی سے ہے۔
۸۔ مہروش = آفتاب کے مانند یعنی
تاج الملوک۔
ماہ پیکر = چاند کے جسم والی یعنی محمودہ
۱۵۔ خنک = ٹھنڈی۔
گلگشت = باغیچہ میں ٹہلنا۔
۱۶۔ چار آنکھیں ہونا = آمنا سامنا
ہونا۔
آسا = طرح۔ مانند۔
۱۷۔ ہوا لگنا = خواہش ہونا۔
۱۸۔ ہمقدم = مانند۔
۲۲۔ بھجوایا... پیغام = حکم دیا کہ
اُن کے داغ لگا دیئے جائیں جو قید
ہونے یا غلام ہونے کی نشانی ہے
۲۳۔ تایا = آزمایا۔ جب سونے کو
کھوٹا کھرا دیکھنا ہوتا ہے تو اُسے
آگ پہ تپا لیتے ہیں۔ کھوٹوں سے

اشارہ ہے بھائیوں کی طرف جنہوں
نے اُسے پھر دھوکا دیا تھا۔
جھوٹوں.... کھایا = حالانکہ اُس نے
اسی طرح کہہ دیا لیکن وہاں واقعی
داغ لگا دیتے گئے۔
۲۴۔ تفنگ = بندوق۔
داغنا = یعنی اُن لوگوں کے داغ لگایا
گیا۔ بندوق چلانے کو بھی بندوق
داغنا کہتے ہیں اور بندوق کے
چھوٹنے کو بندوق کا چلنا۔
نوٹ = داغنا۔ تفنگ۔ چلنا۔
قید فرنگ اِن سب الفاظ میں
رعایت لفظی ہے۔
۲۷۔ ناخدا = ملّاح۔
۲۸۔ خندے = ہنسی۔
۲۹۔ کیا جانیے.... اُفتاد = معلوم
نہیں کیسا وقت پڑے۔
۳۰۔ بھیڑ ساتھ رکھیے = آدمیوں کا
مجمع اپنے ساتھ رکھا جائے۔
۳۲۔ جنگلے کی راہ = جنگل کا راستہ
۵۵.... دیس = پوربی۔ جوگیا۔ جنگلا

دیس۔ یہ سب راگنیوں کے نام
ہیں۔ دیس رات کی راگنی ہے
مگر اُس کا وقت جنگلے کے بعد آتا ہے
۳۴۔ تکیہ = وہ مقام جہاں مردے
دفن کئے جاتے ہیں۔
۳۵۔ بے تجربہ ..... گُل = یعنی پھول
کا امتحان نہیں ہوا تھا۔
۳۶۔ پتلی ..... چڑھایا = جس طرح سونے
کو کھرا کھوٹا دیکھنے کے لئے کسوٹی
پر کستے ہیں اسی طرح اُس نے امتحان
کے لئے اُس پھول کو اندھے فقیر کی
آنکھ پر لگایا۔
زرِ گُل = پھول کا زیرہ۔ چونکہ گلاب کے
پھول کا زیرہ زرد رنگ کا ہوتا ہے
اس لئے اُسے زرِ گُل کہا۔ زر کے
معنی سونے کے بھی ہیں۔
۳۷۔ چراغاں = روشنی۔
۳۸۔ بچہ ..... بلائیں = بہت ہی
ممنون احسان ہونا۔ جو شخص کسی کو
چاہتا ہے اکثر افراط محبت میں اُسکے
سر پر سے ہاتھ اتار کر اپنے سر پر
لگا لیتا ہے۔ اس طرح کے طرز کو
"بلائیں لینا" کہتے ہیں۔ اس کا
مطلب یہ ہے کہ جس کے سر سے ہاتھ
اُتار اگیا اُس کی سب بلائیں اُتارنے
والے کے سر پر چلی جائیں۔
۳۹۔ صبا سے ..... تھے۔ بہت
تیزی سے جا رہے تھے۔

دسواں باب

۱۔ چرخ = آسمان۔
جور = ظلم۔
یوں ..... ریشہ = قلم اس طرح
لکھتا ہے۔
۲۔ غول = بھوت۔
۵۔ کس منہ سے یا کیا منہ لیکر =
کس طرح خجالت اور شرم کے
موقع پر بولتے ہیں۔
۷۔ بادہوائی = لغو۔ بے تکا۔
پھول پھول کر = خوش ہو ہو کر۔
۱۰۔ گُل زمین = کاشت کی جگہ۔
یعنی زنگ۔

۱۱- آنکھیں کھل جائیں = اصل حقیقت معلوم ہو جائے۔
۱۳- جو پانی ..... جلکھر = بہت تیز
۱۷- رکھتے ..... پانوں = مغرور ہو جاتے۔
۱۸- ڈینگ = شیخی۔
۱۹- مفت بر = لٹیرا۔
۲۱- راستہ بتانا = چلتا کر دینا۔ یعنی دھتکار کر نکال دینا۔ حضرت خضرؑ کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ مسافروں کو جو راستہ بھول جاتے ہیں راہ بتاتے ہیں۔
۲۲- ہوا کے گھوڑے پر ہونا یا سوار ہونا بہت تیزی کرنا۔
گھوڑوں ..... تھے = بہت تیزی سے گئے۔
۲۴- پھڑک جانا = خوشی سے بیتاب ہو جانا۔
۲۶- آب رفتہ = جو پانی بہہ گیا ہو۔
جو = نہر۔
۲۷- بصر = بینائی۔

خورشید ..... چھوٹا = آنکھوں میں روشنی آ گئی۔
خیرات ..... ٹوٹا = یعنی خیرات میں روپیہ تقسیم ہونے لگا۔
۲۹- تونگر = مالدار۔
۳۰- طرب = خوشی۔
شادیانے = خوشی کی گیت۔

گیارھواں باب

۱- یوں ..... کھلا ہے = اس طرح سے واقعہ لکھا گیا ہے۔
۳- آتے آتے آئی = اور شہروں میں بھرتی بھرتی پہنچی۔
۴- شگوفہ کھل رہے تھے = عجیب عجیب باتیں پیدا ہو رہی تھیں۔
۵- گلبانگ زباں تھا = خوشی کے نعرے بلند کر رہا تھا۔
گلبانگ = خوشی کا نعرہ۔ بلبل کی چہک۔
۱۱- فرخ ..... فیروز = میرا نام فرخ ہے اور میرے باپ کا فیروز۔
۱۲- غربت زدہ = آوارہ وطن۔

۱۳- کیا لیجیے..... نام = جس ملک
کو چھوڑ دیا وہاں سے اپنا تعلق
ظاہر کرنا بیکار ہے۔
۱۴- پوچھا..... قناعت = جب
بادشاہ نے وطن چھوڑنے کا سبب
پوچھا تو فرخ نے کہا کہ قسمت میں
یہی لکھا تھا اور جب پوچھا کہ
کس بات کے حاصل کرنے کی غرض
آوارگی اختیار کی تو جواب دیا کہ
اُسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔
۱۷- دستور = حسب قاعدہ۔ وزیر۔
۱۹- نگیں = جوہرات
۲۳- نقش ہو جانا = یقین ہو جانا۔
سادوں..... کب ہوئی ہے = یعنی
اِن بیوقوفوں کا کام پھول لانا
نہیں ہے۔
سادہ کار = وہ لوگ کہلاتے ہیں
جو انگوٹھیاں بناتے ہیں۔
کندہ کرنا = نقش بنانا۔
بطون = مطلب۔ راز۔
۲۵- منزل گہ رہرواں = سرائے۔

بارھواں باب

۱- بیت = گھر۔
یوں..... معمار = محل سرا کے بننے
کا حال بیان کرتا ہے۔
۲- عازم = ارادہ کرنے والا۔
چمن چمن ہونا = باغ باغ ہونا۔
خوش ہونا۔
۴- خوشی خدا کی = مرضی خدا کی۔
۶- بال باندھی آئی = فوراً ہی
حاضر ہوئی۔
۱۲- صنّاع = کاریگر۔
طلسم کار = جادوگر۔
۱۳- دخترِ رز = یعنی محمودہ۔
۱۶- سمن بر نسریں بدن = خوبصورت
۱۹- بہر تمکیں = جاہ و جلال کی غرض
سے۔
۲۰- جنت..... گھر = وہ مکان
چونکہ جنت کی طرح تھا اس لئے
پھر وہاں سے مکان کو نہ واپس آیا۔
۲۲- قلاش = مفلس۔

خوش باش = خوشحال لوگ۔

تاجر = سوداگر۔

۲۳-پھر...... جان = جس طرح جان جسم سے نکل کر پھر واپس نہیں آتی اسی طرح وہ بھی پھر اپنے گھر واپس نہیں گئے۔

تیرھواں باب

۱-جواہر آگیں = جواہرات سے بھرا ہوا۔

۴-قُوت = خوراک۔

الماس = ہیرا۔

الماس...... یاقوت = چاروں جواہرات کے نام ہیں۔

۵-خلاصہ دہر = دنیا میں انتخاب

۶-من...... کھنچے = لوگوں نے جو دیکھا کہ اُن غریب آدمیوں کے پاس اس قدر جواہرات ہیں تو اُن کے پیچھے اس طرح جھپٹے جیسے من کے پیچھے سانپ۔

۷-شحنہ = کوتوال۔چوکیدار۔

۱۳-کم مایہ = تھوڑی حیثیت والے۔ غریب۔

۱۵-تبر = کلہاڑی۔

تبردار = کلہاڑی چلانے والے۔

۱۶-آس = اُمید۔

بک نہ خیرہ = بیہودہ نہ بک۔

قارون = حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں ایک نہایت مالدار آدمی تھا جسکے خزانوں کی کنجیاں ۴۰ اونٹوں پر نکلا کرتی تھیں۔ لیکن خیرات ایک پیسہ نہیں دیتا تھا حضرت موسیٰؑ نے بہت سمجھایا لیکن نہیں مانا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی بددعا سے قارون مع اپنے خزانہ کے زمین میں دھنس گیا اور برابر دھنستا جائیگا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یہ موسیٰؑ کا چچا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ رشتہ کا بھائی تھا۔

۲۰-باخرد = عقلمند۔

مشیر = صلاح کار۔

۲۲-طرفہ = عجیب۔

چودھواں باب

۱- بارور = جس کے پیٹ میں بچّہ ہو۔
زوج = بیوی۔
۲- تھا..... اُسکو = لڑکا نہیں
ہوتا تھا۔
۳- بداختر = بدنصیب۔
۴- مثل = مشہور۔
۶- اوج = بلندی۔
۷- راس = زائچہ۔ نجوم۔
کنیا = ایک راس ہے جس کا نام
سُنبلہ بھی ہے۔ کنواری لڑکی کو بھی
کنیا کہتے ہیں۔
۸- عہد بے خلل = آس۔ امید۔
مستقل ارادہ۔ پکّا ارادہ۔
۹- ملحوظ تھا = چونکہ مقصد یہ تھا
دلی آرزو یہ تھی۔
ساز = سازش۔ میل۔
۱۰- ہرچند..... مانند = اگرچہ ماں
کے نصیب کا ستارہ بلندی پر تھا۔
تھی..... چاند = یعنی لڑکی تو ہوئی

مگر لڑکا مشہور کر دیا۔
۱۱- بانوے..... دمسانہ = زائچہ بناکر۔
بانوے فلک = زہرہ ستارہ۔
۱۳- بدیمن = منحوس۔
۱۶- گندم نما جو = یعنی لڑکی تو تھی
مگر بظاہر لڑکا بتائی گئی تھی۔ گندم نما
جو فروش اُس شخص کو کہتے ہیں جو
دکھائے کوئی شے اور دھوکا دیکر
دے دوسری شے۔
بالی = کم سن لڑکی۔
گندم۔ جو۔ بالی۔ میں صنعت
مراعات النظیر ہے۔
مردانہ..... نکالی = وہ لڑکی جو کہ
دیکھنے میں لڑکا بنی ہوئی تھی۔
مردانہ لباس پہنا کر نکالی گئی۔
۲۰- خیمے کو چھالے سے تشبیہ دی گئی ہے
اور اُس بیقرار لڑکی کو کانٹے سے۔
۲۱- عالم ہو ہے = چہار طرف سنسان
پڑا ہے۔
۲۲- جویا ہے = متلاشی۔
۲۳- مُنہ..... بتلاؤ = یعنی مجھے کھاؤ۔

۲۴۔ بیداد = ظلم
۲۵۔ سوگند = قسم
۲۶۔ بولی.... خام = اُس نے کہا کہ تیرا یہ خیال کہ میں مرد ہوں غلط ہے۔
خنجر.... کام = تلوار کو میان دیکھ کر نہیں پہچان سکتے اس لئے کہ میان تو صرف اوپر کی پوشش یا ظاہری لباس ہے۔
۲۷۔ کھلے بندوں = آزادی کے ساتھ
جی کی تنگی = دلی غم۔
بے ننگ ہونا = بے شرم ہو جانا یعنی مردانے کپڑے جو پہنے تھی اُتار ڈالے۔
۲۸۔ تو کیا.... کھولا = تیرے کپڑے اُتار ڈالنے سے تیرا راز ظاہر ہو گیا کہ مرد نہیں ہے بلکہ اصل میں عورت ہے مگر اس بھید کو چھپانے کی غرض سے مردانہ لباس پہنے ہوئے ہے اور چاہتی ہے کہ مرد ہو جائے۔
۳۱۔ پھر تو = ٹھاٹھ۔

دامن.... لو = مردانہ اعضا ہو گئے۔
۳۲۔ تھالی.... صنوبر = لڑکی میں تو زنانہ اعضا کی جگہ مردانہ اعضا پیدا ہوئے۔
واں.... ساغر = اور دیو کے مردانہ اعضا کی جگہ زنانہ اعضا ہو گئے۔

پندرھواں باب

۱۔ مُرغ = پرند۔ چڑیا۔
اسیر = قیدی۔
صیّاد = شکاری۔
طائر = چڑیا۔
چمن زاد = چمن کی پیدائش والا۔
۲۔ کھلتا نہیں۔ نہیں معلوم۔
۴۔ پالا.... انجام = اگر تو نے مجھے پالا تو ایک دن تجھ سے چھُوٹوں گا ضرور اور ایسی صورت میں صحبت بڑھانے سے اور صدمہ ہو گا۔
۵۔ سمجھاؤں.... باندھ = جو نصیحت تجھے کروں اُسے یاد رکھ۔

۷- قابو = قدرت - طاقت - اختیار -

۸- ہاتھ سے دیدینا = چھوڑ دینا -

۹- کسی کا بن داموں غلام ہونا = کسی شخص کا بیحد مطیع و گرویدہ ہو جانا -

۱۰- پر نکالنا = اُڑ جانا -

۱۲- اگر پہلے مصرع میں "تجھے اُڑایا" پڑھیں تو اس کے معنی ہونگے تجھے دھوکا دیا -

اکثر نسخوں میں بجائے "تجھے" کے "مجھے" بھی دیکھا گیا ہے -

۱۳- شکم = پیٹ -

۱۴- دلاسا = تشفی -

لاسا = ایک لسدار مصالح ہوتا ہے جس سے چڑیوں کو پکڑتے ہیں -

۱۶- ارباب غرض = غرضمند - غرض والے -

باور = یقین

۱۷- دہل = ڈر - خطرہ - خوف -

۱۸- دستور = وزیر -

بُقعہ نور = نور کا گنبد -

۱۹- خوش آئین = خوبصورت

۲۲- مسطور = اوپر لکھا ہوا جس کا حال اوپر بیان کیا جا چکا ہے -

۲۷- حضرت ..... قہر = بادشاہ زین الملوک آپ سے بہت خفا ہیں -

رفع شر = برائی کو دور کرنا -

سر آنکھوں سے چل کر = یعنی نہایت عاجزانہ طریقہ سے چل کر -

جبہ = پیشانی -

جبہ سا ہونا = پیشانی گھسنا -

۳۲- مثل ..... بدگمان = جس طرح بدگمان آدمی کا دل کسی کی بات کو فوراً یقین کر لینے کو تیار نہیں ہوتا اسی طرح وہ بھی ٹھہرا ہوا تھا -

۳۳- قراں = میں - نزدیکی -

۳۴- فقیر ..... جائے = میں نہ جاؤنگا یا میری بلا فلاں کام کرے یعنی میں نہ کرونگا -

۳۵- تا بفردا = کل تک -

۳۷- برہم زدہ بزم = اُجڑی محفل

۴۱- مینو = بہشت -

۴۴- نگار خانہ = تصویروں کا گھر -

۴۳۔ بنیاد = عمارت ۔ محل سرا۔

۴۵۔ عمل = قابو۔

دیو...... آگئے = دیوؤں کو اُس نے مسخر کر لیا ہے۔

سولھواں باب

۱۔ اب...... یوں ہے = قلم اب دونوں دلوں کی باہم صفائی کا حال اس طرح بیان کرتا ہے۔

۳۔ قوی بال = قوی بازو والی۔

۵۔ ہمچشم = برابر والے ۔ مرتبہ والے۔

۶۔ خیابال = کیاری۔

۷۔ مشتاق = آرزو مند۔

۹۔ امرا = جمع امیر کی۔

۱۰۔ شاہ خاور = آفتاب۔

۱۴۔ سبز باغ = دھوکا۔

اپنے...... واغ ہے = یعنی بادشاہ نہ جانتا تھا کہ یہ اُسی کا لڑکا ہے جس کو دیکھ کر وہ اندھا ہوا تھا۔ اور بکاؤلی کو یہ نہ معلوم تھا کہ یہ وہی شخص ہے جو اُسکا پھول چرا لایا تھا۔

۱۵۔ نیرنگ = جادو۔

۱۸۔ سب...... سیر = کسی کے دل میں زر و جواہرات کی ہوس نہیں رہی۔

۲۰۔ دولت...... آنکھیں = طرح طرح کے بیش قیمت سامان دولت کے دکھائی دئے۔

۲۱۔ شہ نشین = عمارت کا وہ حصہ جو معمولی سطح سے زیادہ بلندی پر بنتا ہے (لفظی معنی بادشاہ کے بیٹھنے کی جگہ)۔

۲۲۔ پایہ بپایہ = درجہ درجہ۔

۲۶۔ اس...... دلنشیں ہیں پہلے بادشاہ تیرے گئے بیٹے ہیں اور انکا کیا نام ہے۔

۲۷۔ عنصر = رکن۔

۲۸۔ خشم = غصّہ۔

۳۲۔ چشم آشنا تھا = اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

۳۵۔ خندہ کر کے = ہنس کر۔

۳۸- پرستار = لونڈی۔
۴۴- در پردہ = پوشیدہ۔
۴۷- رنگ اُجڑ جانا = گھبرا جانا۔
دنگ ہو جانا = متحیّر ہو جانا۔
۴۸- بے رُخ = پریشان۔ بد دل۔
رُخ = طرف۔
۴۹- سُرین = چوتڑ۔
نام پہ حرف آنا = بدنام ہونا۔
نام میں بٹہ لگنا۔
۵۱- دسترس = رسائی۔
پامردی = استقلال وہمت۔
۵۴- موش = چوہا۔
۵۸- نزہت = تازگی۔
۶۰- محضر = دستاویز۔
۶۱- منہ چڑھنا = دلیلیں کرنا۔
حجت کرنا۔
ڈھیٹ = نڈر۔
پیٹھ دکھا جانا = ہار جانا۔ فرار ہو جانا۔
یہاں لفظی معنی لئے جائیںگے اس لئے
کہ اُن کی پیٹھ پر داغ دئے گئے تھے
اور وہ اُنھوں نے دکھائے تھے۔

۶۲- کسی کام کے کرنے کو سر سے آنا =
بدل وجان حاضر ہونا۔
۶۳- حسن خدمت = اچھے کام کا صلہ۔
۶۵- بے محابا = بے تحاشا۔
۶۶- کسی کے آنسو پوچھنا = کسی
کی تسلّی کرنا۔
۶۷- رو براہ = تیار۔
۶۸- اشکوں ..... نچھاور = مل کر
بہت روئی۔

ستر ھواں باب

۱- کھلنے ..... تقدیر = چونکہ قسمت
کے پوشیدہ حالات ظاہر ہونے کو ہیں۔
۲- مستور = چھپی ہوئی۔
۳- پر و بال نکالے = اپنی کوشش
شروع کرے۔
۴- دلا = اے دل۔
شتاب کیا ہے = جلدی کیا ہے۔
پھر سمجھیں گے = پھر دیکھا جائے گا۔
پھر بدلا لیں گے۔
۵- اس وضع کا = یعنی مردانہ بھیس

جو اس نے اختیار کیا تھا۔

…یا = لحاظ۔

تغیر...... لباس = اپنا لباس بدل دیا۔

۶۔ غربت = بیچارگی۔ غریب الوطنی۔

۹۔ غنچہ = خوبصورتوں کا جھرمٹ حسینوں کا مجمع۔

ہمنفس = ساتھی۔ ہمدم۔

۱۲۔ چشم زخم یعقوبؑ = یعقوبؑ کے لئے نظر بد کا باعث یعقوبؑ کے واسطے موجب غم و پریشانی۔ چونکہ حضرت یوسفؑ کے فراق میں حضرت یعقوبؑ روتے روتے اندھے ہوگئے تھے اس لئے چشم زخم یعقوبؑ کہا۔

یوسفؑ = حضرت یوسفؑ پیغمبر تھے اور حضرت یعقوبؑ کے بیٹے تھے حضرت یوسفؑ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ گیارہ ستارے اور چاند و سورج انھیں سجدہ کر رہے ہیں جسکی تعبیر اُن کے والد نے یہ بتائی کہ ستاروں سے مطلب اُن کے بھائیوں سے ہے اور چاند سورج ماں باپ ہیں۔ چنانچہ اُن کے بھائیوں کو اس واقعہ سے رشک وحسد پیدا ہوا اور انھوں نے ایک دن یوسفؑ کو حیلہ سے لیجاکر ایک کنوئیں میں ڈال دیا اور پھر قافلہ والوں کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ قافلے والوں نے آپ کو لے جاکر بادشاہ مصر کے ہاتھ فروخت کیا۔ چونکہ آپ خوبصورت تھے اس لئے زلیخا عزیز مصر کی بیوی آپ پر عاشق ہوگئی جب کہ یوسفؑ اُس سے مواصلت پر رضامند نہیں ہوئے اُس نے بہتان لگا کر آپ کو قید خانہ میں بھیجدیا۔ سات برس تک آپ قید میں رہے جب عزیز مصر مرگیا تو مصر کے بادشاہ مقرر ہوئے اور زلیخا کے ساتھ عقد ہوگیا۔ اُسی زمانہ میں کنعان میں بہت بڑا قحط پڑا چنانچہ حضرت

یوسفؑ کے بھائی اور ماں باپ مصر گئے اور وہ تعبیر وہاں جا کر پوری ہوئی۔ حضرت یوسفؑ ان سب کے ساتھ نہایت سلوک کے ساتھ پیش آئے۔ یوسفؑ سے کنایہ تاج الملوک سے۔ یعقوب سے زین الملوک سے اور برادران منکوب سے تاج الملوک کے چاروں بھائیوں سے جو مثل یوسفؑ کے بھائیوں کے تھے۔

منکوب = بدقسمت - پریشان۔

۱۳۔ دلبر دلبران = معشوق۔

عرش پرواز = عرش پر اڑنے والا۔ اشارہ ہے اس واقعہ سے جب تاج الملوک دیووں پر سوار ہو کر طلسم نیرنگ میں پھول لینے گیا تھا اور آیا تھا اور نیز حمالہ کے یہاں گیا تھا اور آیا تھا۔

۱۴۔ ۱- اے ...... نیرنگ = طلسم نیرنگ کی تہ کا پانی۔ اس مصرع میں اشارہ ہے تاج الملوک کے طلسم نیرنگ میں سرنگ لگا کر جانے کی طرف۔

نقب دواں = سرنگ کھودنے والا

۱۵۔ حنائے دستیابی = کامیابی کی مہندی۔ اشارہ ہے تاج الملوک کے پھول چرانے کی طرف۔

۱۶۔ گل بباز دادہ = جس نے پھول لٹا دئے ہوں جس نے پھولوں کو بکھیر دیا ہو۔

۱۷۔ بے ..... آرا = بغیر ساز و سامان باغ کا سجانے والا۔

سنگ خارا = سخت پتھر

لعل نما = مثل لعل کے دکھانے والا

اشارہ ہے اس باغ اور محلسرا کی طرف جو تاج الملوک نے جنگل میں تیار کیا تھا۔

۱۹۔ عزم میزبانی = میزبانی کا ارادہ اشارہ ہے فرخ کے سرائے بنانے اور مہمان نوازی کرنے کی جانب۔

۲۰۔ وے ...... آشنائی = اے وہ شخص جو مثل اس سرمہ کے ہے جس سے محبت کی آنکھ میں

روشنی پیدا ہوتی ہے۔

۲۱- پردہ ..... پنہاں = چھپے ہوئے چہرے پر سے پردہ ہٹانے والا۔ اشارہ تاج الملوک کے اُس واقعہ سے جب اُس نے دعوت میں کل واقعات اپنے باپ سے بیان کئے ہیں اور دلبر اور محمودہ کو زین الملوک کے سامنے لایا ہے۔

داغ ..... اخوان = بھائیوں کی پیٹھ کا داغ دکھانے والا۔ اشارہ ہے اُس واقعہ سے جب اُس نے دعوت میں اپنے بھائیوں کی پیٹھ کے داغ دکھائے تھے۔

۲۳- بیرخ = پریشان۔

فرخ ..... ہوتی میں = یعنی تیرے لئے میں فرّخ بنی تھی۔

۲۶- کیا لطف ..... بولے = اگر دوسرا شخص کسی راز کو بتائے تو اُس میں کوئی لطف نہیں۔ بلکہ لطف تو اس میں ہے کہ مجرم خود سب کہے اور اپنا بھید ظاہر کرے

یہی اصلی جادو ہے۔

۲۷- سرے سے = ایک دم۔ کل۔

۲۸- صورت = موقع۔ حالت۔

۲۹- خار = غم۔ صدمات۔

۳۱- دکھلائے ..... تونے = تونے بہت سی دھوکے کی باتیں کی ہیں۔

۳۲- کانٹوں میں ..... اُلجھنا = اگر مصیبتوں میں پھنسنا منظور نہیں ہے۔

۳۳- القط ..... دوستداری = اب اس کے بعد سے پھر کوئی خط نہ لکھوں گی۔

۳۸- خط ..... ہوائی = خط اور رانگو کھی لیکر وہ ہوا میں اُڑنے والی۔

پتّا ہوئی = پتّے کی طرح ہوا میں اُڑی۔

۴۴- پرتو ..... تڑپ گئے = پری کی طرف بے تحاشا بڑھا۔ پرتو کا لفظ اس وجہ سے زیادہ مناسب ہے۔ کہ چونکہ پریوں کی پیدائش آتشیں ہے اس لئے سایہ نہیں ہوتا۔

پرتو = سایہ۔ یعنی وہ سمن پری ہی کو بکاؤلی سمجھا تھا۔

کبک = چکور۔ کبک کے لئے مشہور ہے۔

کر وہ دہکتے ہوئے انگارے کھا
لیتا ہے۔
۴۶۔ گو..... کھلا = گو تاج الملوک
خموش تھا۔ سرمہ کھا لینے سے
آدمی گونگا ہو جاتا ہے۔
۴۷۔ چشم شوق = انتظار بھری آنکھ۔
۴۸۔ نوشتہ = تحریر۔ حکم۔
۵۳۔ غرض..... چرایا = بوجہ اپنی
غرض کے جی چرایا اور تجھ سے
نہیں ملا اس لئے کہ تیرے باغ
سے پھول چُرا لایا تھا اور باپ
کی آنکھوں میں لگانا تھا۔
مُنہ چھپایا = پوشیدہ رہی۔
۵۷۔ کچھ بھی سانس پاتا = کچھ موقع
ملتا۔
جی..... دکھاتا = اچھی طرح سے اپنے
محبت اور عشق کا حال جو مجھے ہے
تجھ سے بیان کرتا۔
۵۹۔ دم = جرأت۔
۶۲۔ تجھ سے..... جمع = تجھ سے اب
مجھے اطمینان نہیں ہے۔

نشتر شعلہ = یعنی شعلہ۔
رگ شمع = چونکہ فصد کھولتے و
رگ میں نشتر دیا تھا اس تناسب
سے یہ دونوں لفظ لکھے گئے ہیں
سیل رواں = سیلاب۔
۶۳۔ خرمن = کھلیان۔
خستہ دیوار = پرانی دیوار۔
۶۴۔ یم = سمندر۔
مور = چیونٹی
۶۳-۶۴۔ مجھ سے..... صرصر = یعنی
تیرا کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکتا
اور تو مجھ سے کہیں زیادہ طاقت
ہے۔
۶۵۔ دھڑکا = ڈر۔
۶۶۔ خصم = دشمن۔
انسان..... زندگانی = یعنی انسان
کی زندگی موت ہے۔ انسان ہمیشہ
زندہ نہیں رہ سکتا۔
۶۷۔ بھبھوکا ہو جانا = بے حد غصہ
ہونا۔
لوکا = آگ۔

۷۶۔ زندہ ..... درگور = یعنی اُسے
زندہ دفن کر دوں۔
۸۴۔ وہ بنے بگاڑ گیا ہے = اگر
بکاؤلی راضی ہو جائے تو اُس
میں کیا مضائقہ ہے۔
۸۷۔ عقیلہ = دانشمند۔
۹۵۔ وہ = بول چال میں وہ بولتے
ہیں اسی سے کو کا قافیہ رکھا ہے
۹۶۔ اندیشہ = ڈر۔
۹۸۔ گرم تسخیر = دل لبھانے پر مائل۔
یاں ..... گلو گیر = یہاں تاج الملوک
رو رہا تھا اور مُنہ سے بات نہیں
نکلتی تھی۔
۹۹۔ سر مو = بالکل۔
۱۰۳۔ قابو ..... سلیمان = حالانکہ حضرت
سلیمان کے تابع جن پری تھے لیکن
اس وقت تاج الملوک جو مثل
سلیمانؑ کے تھا پری کے قابو میں
تھا۔
۱۰۶۔ ابرو = بھوں۔
بسمل = زخمی۔ گھائل۔

۱۱۱۔ یہ کہہ کے ..... کھولے = باہم
بوس و کنار ہونے لگے۔
عقدہ = گرہ۔
۱۱۳۔ غنچۂ یاسمن = سفید چنبیلی کا
پھول۔
گُلنار = انار کا سُرخ پھول۔
ارغواں زار = سُرخ۔
۱۱۱ = ۱۱۵ = لطف مواصلت اُٹھائے۔

اُٹھارھواں باب

۱۔ خونی رقمی = سُرخ تحریر۔
کلک شنجرفی = شنجرفی قلم۔
سرکشا = پردہ کھولنے والا۔ راز
ظاہر کرنے والا۔
خونی ..... حرف = یعنی قلم احوال مواصلت
بیان کر کے اب افشائے راز کے
واقعات لکھتا ہے۔
۲۔ ہے ..... راز = راز کے تاریک
پردے میں شمع کا کام کرتا ہے
اور چھپی ہوئی باتیں ظاہر کر دیتا
ہے۔

۵- خال روئے شامت = بدنصیبی کے چہرے کا تل۔

مردم = پتلی۔

اک ..... قیامت = نہایت منحوس رات۔

۶- چراغ = کنایہ از بکاؤلی اور فتیلہ از تاج الملوک۔

۱۰- خام پارہ = بد معاش عورت۔ آوارہ۔

انیسواں باب

۱- سودائے ..... بزنجیر = قلم اب قید خانہ کی مصیبتوں کا حال لکھتا ہے۔

۴- خامے ..... تنگ = زندگی سے عاجز تھی۔

۵- بےخور و خواب = بغیر کھائے پیئے اور سوئے۔

۶- صورت ..... وہ = یعنی بیحد نحیف و لاغر ہو گئی۔

۱۰- ثابت ..... کا ہے = بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تیرا ستارہ گردش میں ہے جو یہ مصیبت تجھ پر پڑی۔

۱۴- سمندر = ایک کیڑا ہے جو آگ میں پیدا ہوتا ہے اور آگ ہی میں زندہ رہتا ہے۔

۱۶- پھر اپنی سمجھ = پھر اپنا خیال بدل۔ اپنی رائے پلٹ دے۔

۱۹- رشتہ کا ٹیکا = قطع تعلق کرلے گا۔

۲۵- بدی ہے = قسمت میں لکھا ہے۔

۲۸- مجنون ..... لیجئے = پاگل آدمی کی فصدیں کھلانے سے اُس کا جنون جاتا رہتا ہے۔

سایہ = آسیب۔

۲۹- کچھ ..... خلش ہو = تکلیف کی وجہ اگر کوئی بیماری ہو۔

۳۰- اس باغ ..... ہے = یعنی اسکے طریقے بالکل نئے اور نرالے ہیں۔

۳۱- لائے اور کچھ رنگ = کوئی نئی بات کر بیٹھے۔

۳۴- ذقن = ٹھڈی۔

چہ ذقن = ٹھڈی کا گڈھا۔

چہ ذقن ۔ کنواں اور باؤلی میں صنعت تجنیس ہے ۔

۳۵ ۔ مطلق العنانی = بے روک ٹوک

۳۸ ۔ پیش پا فتادہ = پیروں میں پڑی ہوئی ۔

۳۹ ۔ شوریدہ = پریشان ۔ سودائی ۔

۴۲ ۔ دیوانہ ..... درمیان ہے = یعنی دیوانے کا پیر اس کے بیچ میں ہے کہیں اُسے صدمہ نہ پہنچے ۔

۴۴ ۔ جو ..... نہاں = آفتاب اصل میں میرے دل کا داغ ہے جو ابھی میرے سینہ میں چھپا ہوا ہے ۔

بیسواں باب

۱ ۔ اخلاص = رہا کرنا ۔

غواص = غوطہ مارنے والا ۔

بحر ..... غواص = رہائی دلانے کے طلسم کا موتی حاصل کرنے کے لئے قلم سخن کے سمندر میں غوطہ لگا رہا ہے ۔

۲ ۔ غرقہ ۔ آشنائی = جو دوستی کے سمندر میں ڈوب گیا تھا ۔

۳ ۔ حباب افسر = جس کا تاج حباب تھا ۔

۴ ۔ گرداب ..... ماہ = سمندر کا بھنور گول ہوتا ہے اور اسی طرح چاند کا ہالہ بھی گول ہوتا ہے مطلب یہ کہ تاج الملوک مصیبت میں گرفتار ہوا ۔ قصہ یہ ہے کہ جمیلہ نے اُسے طلسم کے سمندر میں پھینک دیا تھا ۔ لہذا گرداب کا لفظ اس مناسبت سے لکھا گیا اور ہالہ کا لفظ ماہ کی مناسبت سے ۔

گرداب = بھنور ۔

۶ ۔ بادل ..... آغوش = شاعر بحر طلسم کی کیفیت بیان کرتا ہے کہ اُس وسیع سمندر کا پانی بادل کی طرح اُمنڈتا تھا اور اُسکی موجیں بجلی کی طرح تھیں ۔

۷ ۔ جیحوں = ایک دریا کا نام ۔

۸ ۔ گرتے تو = جیسے ہی گرا ویسے ہی ۔

پانی ..... گمڈ رلے = یعنی تاج الملوک ڈوب گیا

١١ - حباب = پانی کا بلبلہ ۔

١٢ - ہے ..... پھل = یہاں درختوں کے پھل ایسے ہی مصنوعی اور عارضی ہیں ۔

١٣ - اوہام = جمع وہم ۔

١٥ - طوف = چکر ۔ گھومنا ۔

٢٠ - افعی = اژدہا ۔

من ..... نکلا = آفتاب نکل آیا ۔

٢٣ - گوبر ..... بھیکو = کہتے ہیں کہ سانپ کے من لینے کے لئے اس پر گوبر ڈالدے

٢٤ - گلخن = انگیٹھی ۔ گھورا ۔

گلخن ...... انگر = جس طرح انگیٹھی میں پہلے دھواں ہوتا ہے اور پھر دہکتے ہوئے انگارے نکل آتے ہیں ۔ اسی طرح اژدہے نے سانپ اُگلا اور سانپ نے من ۔

٢٧ - مہرہ مارا = جوہر حاصل کیا ۔

٣١ - طوبیٰ = ایک درخت کا نام ہے جو بہشت میں ہے ۔

٣٢ - چوٹ کرنا = حملہ کرنا ۔

٣٤ - منہ ..... ڈھانپ = یعنی حوض میں کود پڑے اور غوطہ لگا جائے ۔

٣٩ - پھل ..... کل کو = اس پھل سے اُسے آیندہ فائدہ ہوگا ۔

٤٤ - جراحت = زخم ۔

٤٦ - ملہم غیب = غیب کی بات بتانے والا ۔

٤٧ - کالے ..... سیاہی = جب سانپ سامنے آیا ۔

٥٠ - عصا = لکڑی ۔ اشارہ ہے حضرت موسیٰؑ کے عصا کی طرف ۔ اس عصا میں بہت سی خوبیاں تھیں ۔ سب سے بڑی صفت یہ تھی کہ جب موسیٰؑ اسے زمین پر پھینک دیتے تھے تو یہ اژدہا بن جاتی تھی اور جب ہاتھ میں اُٹھا لیتے تھے تو لکڑی بن جاتی ایک مرتبہ ساحروں کے مقابل میں اُس نے اژدہا بنکر اُنکے سب طلسمی سانپ کھائے تھے ۔ یہ عصا پانی پر چلنے اور خشکی کا راستہ جلد ختم کرنے میں بھی مدد دیتی تھی ۔

عصا فیر = ابابیلیں ۔ اس کا واحد

عصفور ہے ۔

۵۶۔ حوض ...... ہی = بہت ڈر گیا ۔
فوارہ ..... باقی = مرد سے عورت
ہو گیا اور بجائے مردانہ اعضا
کے زنانہ اعضا ہو گئے ۔

۵۷۔ چھاتی ..... پتھر = یعنی پستان
پیدا ہو گئیں ۔

۶۰۔ قطرہ زن = دوڑنے والا ۔ تیز رو ۔
باہم ..... میل = دونوں میں مواصلت
ہوئی ۔

۶۱۔ بارے ..... نومید = اتفاق
ایسا ہوا کہ حمل نہیں ٹھہرا ۔

۶۵-۶۶۔ تمر کش ...... روغن = یعنی
گو عورت سے پھر مرد سے آثار
پیدا ہو گئے مگر وہ خوبصورتی اور
حسن و جمال نہ تھا ۔

۶۷۔ رُخ ...... مساوات = چہرہ
اور نل دونوں کا رنگ یکساں
سیاہ تھا ۔

۸۱۔ گھوڑونیہ ...... کاٹھی = یعنی
ہوا پر چلایا اُڑا ۔

۸۲۔ کیا دخل = مجال نہ تھی ۔

۸۴۔ عریانی ..... بھی = اگرچہ ننگا تھا
مگر اُسے کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا
اور اس طرح اس کا ننگا ہونا
چھپ گیا تھا ۔

۸۷۔ روپوش ...... اُٹھایا = تاج الملوک
نے جو کہ بوجہ ٹوپی کے نظر نہیں آتا
تھا اپنی ٹوپی اُتار لی ۔

۸۹۔ رستہ ..... کہاں سے = تو کہاں
جا رہا تھا اور کہاں بھول کر آ نکلا ۔

۹۲۔ ہماری کیا ہے = ہماری قسمت
میں تو جو ہونا ہے وہ ہو گا ۔

۱۰۱۔ واں ..... غرق = اُدھر بکاؤلی
مصیبت میں گرفتار ہوئی اور قید خانہ
میں ڈالی گئی اور اُدھر میں جادو کے
سمندر میں ڈالا گیا ۔

۱۰۶۔ جی بجھانا = ہمت پست کرنا ۔

۱۰۷۔ جان = جن ۔

۱۲۰۔ بادل ..... ہمقدم تھا = بادل
کی طرح نہایت تیزی سے ہوا پر
جا رہا تھا ۔

۱۴۲- حمہ بہ = حملہ-
۱۴۷- جی چھوٹ جانا = ہمت پست ہو جانا-
۱۴۵- سیاح..... گلزار = جس طرح اوس باغ میں نہیں رہتی اُسی طرح میں وہ مسافر ہوں جو ٹھہر نہیں سکتا-
۱۴۸- ہم رام ہوئے = ہم تابعدار ہوئے-
رم کرنا = بھاگنا-
۱۵۱- سُنسان = خاموش-
۱۵۲- پھاگ = رنگ کھیلنا اور گانا جو پھاگ کہلاتا ہے اور پھاگن کے مہینے میں کھیلا جاتا ہے- ہولی کا پھاگ مشہور ہے-
بیوقت...... آیا = وہ بے موقع جشن و طرب بھلا نہ معلوم ہوا-

اکیسواں باب

۱- تیز زباں ہونا = باتیں کرنا-
۶- زار نالی = گریہ و بکا- بلک بلک کر رونا- پھوٹ پھوٹ کر رونا-
زنجیر..... نکالی = بکاؤلی کو زنجیر کے پیچوں سے رہا کیا-
۲۱- بدراہ ہونا = آوارہ ہو جانا-
۲۸- مانند..... دور = جس طرح پارہ بیچ میں سے اُڑ جاتا ہے اُسی طرح روح افزا چلی گئی-
۲۹- دریا..... افتاد = جو جو مصیبتیں اُس پر پڑی تھیں بیان کر کے بہت رویا-
۳۱- دل افگار = غمگین-
۳۴- کشیدہ داماں = علیحدہ- بیزار
ہمچشم پھرے تھے = عزیز و اقارب و ہم صحبت سب کے سب الگ الگ رہتے تھے اور کشیدہ تھے-
۴۰- خط تواماں = دو ورقہ خط-
۴۵- خوار = ذلیل-
اب تو سیکھو کہ کھو چکے ہو = محاورہ ہے کہ "آدمی کچھ کھو کے سیکھتا ہے"- یعنی تجربہ حاصل کرتا ہے-
۵۵- مشاطہ = وہ عورت جو شادی

ٹھہراتی ہے - یا دولھن کو
سنوارتی ہے -

۵۶- بیدل ہونا = ناامید ہونا -

۵۸- اُلجھنا = جھگڑا کرنا -

بائیسواں باب

۱- جی میں جگہ پانا = عزیز ہونا -

۳- احسان = احسان - یہ ترجمہ ہے
هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا
الْاِحْسَانُ کا -

۵- روگی = بیمار -

۸- کہن سال = بوڑھا -

تمثال = تصویر -

۱۰- چھیڑا ..... نسرین = بکاؤلی کے
عقد کی باتیں چھیڑیں -

۱۱- بھرے ..... چھلکے جسمیں = چونکہ اب
وہ جوان ہوئی لہذا اب اُس کی
شادی میں دیر کرنا مناسب نہیں
جبر و تشدد اُسی حد تک چاہئے
جہاں تک برداشت ہو سکے -

۱۶- کاوش = ضد - کدورت -

۱۷- دودل ..... قاضی = یعنی جب
بکاؤلی اور تاج الملوک باہم عقد
پر رضامند ہیں تو تیرے ہاں نہیں
کرنے سے کچھ نہیں ہوتا - دولھا
دولھن کے منظور کرنے یا نہ کرنے
پر عقد ہوتا ہے نہ کہ قاضی کی
منظوری یا نامنظوری پر -

۲۰- شعلہ ..... پوش = آگ پر اگر
خس ڈالی جائے تو خس جل جائیگی -

۲۱- رکھو ..... شرر کسے = اگر چنگاری پر
روئی رکھی جائیگی تو روئی جل جائیگی -

نوٹ = دونوں شعروں کا
مطلب یہ ہے کہ عشق کی آگ
بجھ نہیں سکتی روئی یا خس اگر
آگ پر اس غرض سے ڈالی جائے کہ
اُسے بجھا دے تو خود جل جائیگی اور
آگ کا کچھ نہیں ہو سکتا -

۲۵- یہ ..... آشنائی = انسان جو
اللہ کی قدرت کا سمندر ہے اُسے
حقیر نہ سمجھنا چاہئے یہ معرفت کا
دریا ہے اگر معرفت حاصل ہو جائے -

۲۷- دم..... بس کے = زندگی کا
دار و مدار سانس پر ہے اس لئے
اگلی پچھلی باتوں کا خیال کرنا بیکار ہے

تیئیسواں باب

۱- شادی کے..... حرف = قلم
شادی کا ذکر اس طرح لکھتا ہے کلک
شنجرف اس وجہ سے لکھا کہ رقعۂ
شادی عموماً سُرخ کاغذ پر لکھا
جاتا ہے یا سُرخ روشنائی سے۔
دیدۂ حرف سے مطلب ہے دائرہ
حروف سے۔

۳- سخن ساز = بات بنانے والی

۴- بولی..... مانا = حسن آرا نے
تصویر دکھا کر جمیلہ سے پوچھا کہ
صورت شکل سے یہ جوان اس
قابل ہے کہ نہیں جمیلہ نے کہا
کہ ہاں تو سچ کہتی ہے۔

۵- ..... ٹھکانا = لیکن جو کھو گیا ہے
اُس کا پتہ کس طرح چلے۔

۶- ٹھہری یہ غرض = القصہ یہ
طے پایا۔

۱۴- رخ = طرف

۱۶- جانا..... ہے = فصل کو دیکھ
کر موسم کا حال معلوم ہوتا ہے لہذا
صورت حال دیکھتے ہوئے یہ پایا
جاتا ہے کہ تاج الملوک سے ملنے
اور شادی ہونے کے قریب ہیں۔
ترجمہ ہے فارسی مصرعہ کا "سالے کہ
خوش است از بہارش پیدا است۔

۱۹- سیّارہ شناس = نجومی۔

۲۵- غازہ = اُبٹن جو عموماً گلابی
رنگ کا ہوتا ہے۔

۲۶- جیغہ = کلغی۔

۲۷- شملہ = پگڑی جو نوشہ کے سر پر
باندھی جاتی ہے۔

۲۸- طُرّہ تھا = عجیب لطف دکھا رہا
تھا۔ طُرّہ موتیوں کا گچھا جو پگڑی
میں باندھ کر کان کی طرف لٹکایا
جاتا ہے۔

کلغی = سرپیچ = دونوں چیزیں پگڑی
میں لگائی جاتی ہیں۔

۳۳- تخت گل = رسم ہے کہ شادی میں
پھلواری بناتے ہیں۔
۳۴- مہتاب۔ چرخی = یہ دونوں
آتشبازیوں کے نام ہیں۔ مہتاب
چاندنی فرش اور چرخی۔ چرخ اور
عرش میں صنعت مراعات النظیر ہے۔
سر چرخ میں ہونا = سر گھومنا۔
۳۵- پنج شاخہ = پانچ بتیوں کی مشعل
۳۸- بادرفتار = گھوڑا۔
ہوادار = ایک قسم کی سواری جو کہار
اپنے کندھوں پر اُٹھاتے ہیں۔
۳۹- ہاتھی ..... لت کھی = نہایت
مست ہاتھی اور نہایت تیز گھوڑے
بارات میں تھے۔
۴۰- شبدیز = مشکی گھوڑا۔
۴۳- تجمل = شان وشوکت۔
۴۷- آفتابہ = لوٹا۔
۴۸- قلیان = حقہ۔
مشکبو = جس میں مشک کی خوشبو آتی تھی۔
۵۱- حیرت ..... دکھایا = رسم آرسی
مصحف کی طرف اشارہ ہے جسمیں
دولھن کا چہرہ دولھا آئینہ میں دیکھتا ہے۔
شربت ..... پلایا = شربت پلانے
کی رسم بھی جلوہ کے وقت ہوتی ہے۔
اور شربت دولھا کو پلاتے ہیں۔
۵۲- بلا چین = بلائیں لینے والی۔ یہ
بھی جلوہ کے وقت کی رسم ہے کہ
عورتیں نوشہ کی بلائیں لیتی ہیں۔
ٹونا = خاص فقرے ہیں جو دولھا دولھن
کے درمیان اخلاص قائم کرنے کے
خیال سے گاتے جاتے ہیں۔
۵۳- اسپند ..... بدل کھا = نظر بد سے
بچانے کے لئے اسپند سلگاتے ہیں۔
۵۵- شہانے = عروسی کپڑے یا شادی
کے گیت۔
نیگ = شادی کے وقت کا انعام۔
راگ لانا = سوال کرنا اور مانگنا۔
۵۸- ارمان ..... نکلیں = جس طرح سے
دل کی آرزوئیں وصال کے وقت
نکالی جاتی ہیں ویسے وہ پریاں وہاں
سے نکالی گئیں۔
۵۹- دروازوں ..... آنکھیں = دروازے [بند ہو گئے

٦٠- طومار = دفتر۔
طومار ..... مے = یعنی دولھا دولھن کے درمیان حجاب اُٹھ گیا اور اختلاط ہونے لگا۔
٦١- دخت رز = شراب۔
صحبت ..... دلخواہ = خوب شراب پی گئی۔
٦٣- گردن ..... خواب = گردن میں باہیں ڈال کر دونوں سو رہے۔
٦٤- جب ..... چادر = جب ماہتاب چھپا۔
٦٥- ثابت = وہ سات ستارے ہیں جو ہمیشہ اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں یا بہت خفیف حرکت کرتے ہیں مثلاً قطب نسر وغیرہ۔
ثابت ..... سدھارے = یعنی وہ مہمان جو رات کو رہ گئے تھے صبح ہوتے ہی رخصت ہو گئے۔
٦٧- محظوظ = خوش۔
٦٨- یاں ..... پایا = جھیپ سے چہرہ پر عرق آگیا تھا۔
٦٩- یاں ..... بدلا = بکاؤلی کا چہرہ اُتر گیا تھا۔
٧٠- یاں ..... آہنگ = بکاؤلی کی سہیلیاں اُس سے چھیڑ چھاڑ کر رہی تھیں۔

چوبیسواں باب

١- کلک دوزباں = شگاف دار قلم۔
غربت ..... ہے = پردیس سے وطن آنے کا واقعہ قلم نے اس طرح بیان کیا ہے۔
٢- خانہ داماد = اُس شخص کو کہتے ہیں جو سسرال ہی میں بود و باش اختیار کر لے۔
خانہ آباد ہونا = گھر بس جانا۔ شادی ہو جانا۔
٣- فیل ..... ہند آئی = ہاتھی چونکہ ہندوستان کا جانور ہے اس لحاظ سے کہا گیا۔
٥- پانی ..... آسمان = پانی اگرچہ زمین کے نیچے رہتا ہے لیکن ہمیشہ

سمندر کی طرف جاری رہتا ہے
اِس طرح آگ کا تعلق چونکہ کرۂ نار سے ہے لہٰذا لَو کا رُخ ہمیشہ آسمان کی طرف رہتا ہے

۹۔ خویش = داماد۔

۱۲۔ دونوں..... بزانو = دونوں ساکت ہو گئے اور کچھ سوچنے لگے۔

۱۳۔ غوطے میں آ گئے = خیال میں غرق ہو گئے۔

۱۷۔ خورشید..... پست = آدم زاد ہو کر پری کو اپنے قابو میں لے آیا۔

۲۰۔ رخصت..... ہوش = اِدھر بکاؤلی اور تاج الملوک رخصت ہوئے اُدھر جمیلہ اور فیروز نہ بیقرار ہوئے۔

۲۱۔ آئینہ..... ڈالا = قاعدہ ہے کہ جب کسی کو رخصت کرتے ہیں تو آئینہ پر پانی اور کچھ سبز پتیاں ڈالتے ہیں اور اُسے فال نیک سمجھتے ہیں۔ یہاں آئینہ رُخ کو قرار دیا ہے۔ اور آنسوؤں کو پانی سے تشبیہ دی ہے۔

۲۴۔ خیل و قدم = نوکر چاکر۔
مانند..... منتشر تھے = اِدھر اُدھر بکھرے تھے

پچیسواں باب

۱۔ نَئے = نَرکل۔
نوا سنج ہونا = چہچہانا۔ غم کے گیت گانا۔

۲۔ از بسکہ..... ریز = یہ آسمان اسقدر فتنہ انگیز ہے کہ خوشی کی حالت کبھی قائم نہیں رہنے دیتا بلکہ ہمیشہ اُسے رنج سے بدل دیا کرتا ہے۔

۳۔ کاہش = گھٹنا۔ فکر۔
کاہشوں میں = فکروں میں۔ رنج و ترددات میں۔

۴۔ راجہ اندر = پریوں اور دیوؤں کا بادشاہ۔
امر نگر = زندگی کا شہر۔

۷۔ مصؤن = محفوظ۔

۸۔ یزدانی = اللہ والے لوگ۔
روحانی = غیر مجسم روحانی آدمی۔
نشیمن = گھونسلا۔ رہنے کی جگہ۔

۱۱۔ فوق = بڑائی۔ برتری۔

۱۳- مجرئی = مجرا کرنے والی۔
۲۰- ناتا = رشتہ۔
۲۲- مہتابی = سائبان۔
۲۳- گل تکیہ = وہ چھوٹے چھوٹے گول تکیے جو گالوں کے نیچے رکھے جاتے ہیں۔
۲۵- نقش مراد = بکاؤلی۔
۲۸- بدلہ...... جوڑا = اُس نے اپنی پوشاک بدلی اور ڈر کی وجہ سے اُس کے چہرہ کا رنگ اُڑ گیا تھا۔
۳۳- صندل = کنایہ از بکاؤلی۔
۳۴- ٹھنڈی ہوئیں = خوش ہوئیں۔
جنہیں تھا جلایا = جو اس سے جلتی تھیں
۳۸- عیسیٰ نفس = عیسیٰ کے ایسے دم والی۔ حضرت عیسیٰؑ کا معجزہ ہے کہ اُنھوں نے مردے کو قم باذن اللہ کہکر زندہ کیا تھا۔
۴۴- پرّاں پرّاں = اُڑتی ہوئی۔
۴۵- ہمخواب = ساتھ سونے والا شوہر
۴۷- مست خواب خرگوش = جس کو کچھ خبر نہ تھی۔
۴۹- اُس...... جاگا = اُس رات کو تو جب وہ آئی جب وہ جگا مگر دوسرے دن جب وہ چلی جا چکی اُس وقت تاج الملوک کی آنکھ کھلی۔
۵۸- مجمر = انگیٹھی۔
مینا = شراب۔
۷۰- ناہید = زہرہ ستارہ۔ کہ اُسے زہرہ فلک بھی کہتے ہیں۔
۷۸- آ گئے...... سایہ = حالانکہ پری کے سایہ نہیں ہوتا لیکن تاج الملوک بکاؤلی کے ساتھ اس طرح تھا جیسے اُس کا سایہ۔
طبلہ نواز = طبلچی۔
سب...... آ = جو فن موسیقی جانتا ہے وہ گاتے یا بجاتے وقت جب سم آتا ہے تو اُس کے ظاہر کرنے کو آ کہہ دیتا ہے۔
۸۷- محظوظ = خوش۔
۸۹- برخاست = رخصت۔
برہم ہوئی بزم = محفل برخاست ہوئی۔
۹۶- بیرنگ = بغیر کسی مطلب کے۔
نوٹ = شعر ۹۸ سے ۱۰۷ ایک

تاج الملوک رات کی سب سرگذشت
بیان کر رہا ہے۔

۱۰۲۔ خلیل = دوست لقب حضرت
ابراہیم جنھیں خلیل اللہ کہتے ہیں۔

گلزار خلیل = حضرت ابراہیمؑ کو ایک بار
نمرود نے حق گوئی کی وجہ سے
آگ میں ڈال دیا تھا مگر اللہ کی
مہربانی سے وہ آگ کے انگارے
پھول ہو گئے تھے۔

۱۱۱۔ اصلاح دشمن = بیوقوف۔ عافیت کے دشمن۔

۱۱۲۔ ڈر ہے..... آجائے = اندیشہ
ہے کہ کہیں تجھے نہ صدمہ پہنچے۔

۱۱۴۔ افروختہ..... ہے = راجہ اندر
کے دل میں حسد کی آگ جل رہی ہے
میرے اس جلنے سے اس کا غصّہ
فرو ہو جاتا ہے۔ یہی گویا نظر بد
سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

۱۱۹۔ مقام = موقع۔

مہتاب = کنایہ از ساغر۔

آفتاب = کنایہ از شراب۔

چھبیسواں باب

۱۔ اب چونکہ قلم سنگساری کا حال
بیان کرنے جا رہا ہے اس وجہ سے
اُس کا قدم نہیں اُٹھتا۔

۴۔ پکھاوجی = پکھاوج بجانے والا۔

۹۔ آئین = دستور۔ طریقہ۔

جسم پائیں = نیچے کا دھڑ۔

۱۱۔ انقلاب = تبدیلی۔

۱۲۔ پیکر = صورت۔

۱۶۔ ہوا بتائی = ہوا میں اُچھال دیا۔

زمیں جھنکائی = زمین پر پھینک دیا۔

۱۷۔ اُفتاد = شدنی۔

۱۸۔ شل = تھکا ہوا۔

۲۶۔ تن..... چھپایا = یعنی حوض
میں کود پڑیں۔

۲۷۔ بے ننگ = ننگی۔

موجیں..... تھیں = آپس میں
ہنس کھیل رہی تھیں۔

۲۸۔ خس..... گل = اُن کے کپڑے
گھاس میں چھپا دئے۔

جُل = دھوکا۔
۲۹۔بصد آب وتاب = چمکتی دمکتی۔
شعلہ رو = جن کا مُنہ انگارے کی طرح چمک رہا تھا۔
۳۶۔عریانی = ننگا ہونا۔
ننگ = شرم۔
لجائیں = جھپیں۔
ستّار = نام خدا کا یعنی چھپانے والا
۳۸۔رخت = لباس۔
خرسند = خوش۔
۴۱۔باؤلی بنانا = دھوکا دینا۔ بھلاوا دینا۔
۴۲۔ششدر رہوا = متحیّر ہوا پریشان ہوا۔
۵۴۔تھا...... پاسنگ = یعنی اتنی بھاری تھی کہ پہاڑ کی بھی حقیقت نہ تھی۔
۵۴۔صرف = خرچ۔
۵۸۔پتھرا گئی...... در = یعنی دروازہ بند ہوگیا اور بالکل پتھر کا ہوگیا۔
۶۱۔نفر = نوکر۔

۶۲۔رہرو روز = آفتاب۔
۶۳۔گردوں = آسمان۔
۶۴۔استخارہ کرنا = فال دیکھنا۔
بُرج = مقام۔گھر۔آسمان پر بارہ بُرج جنھیں ہندی میں راس کہتے ہیں۔اُن میں سے ہر ایک میں آفتاب ایک ایک مہینہ رہتا ہے اور چاند مہینہ بھر میں بارہ برجوں میں گھوم کے آتا ہے انکے نام یہ ہیں۔۱۔حمل یا میکھ۔۲۔ثور یا برکھ۔۳۔جوزا یا متھن۔۴۔سرطان یا کرک۔۵۔اسد یا سنگھ۔۶۔سنبلہ یا کنیا۔۷۔میزان یا تلہ۔۸۔عقرب یا برچھک۔۹۔قوس یا دھن۔۱۰۔جدی یا مکر۔۱۱۔دلو یا کنبھ۔۱۲۔حوت یا مین۔
۶۵۔وا تھا = کھلا تھا۔
۶۷۔غرفہ = جھروکا۔
۶۹۔بے پیر = ناشدنی۔
۷۷۔بپا ہونا = غصہ ہونا۔
۷۸۔سے غنچے...... داغ = میں خود

غم زدہ ہوں مجھے بجز رنج اور

کیا ملتا ہے۔

۷۹۔ چشمۂ مہر = کنایہ از آفتاب۔

کب...... پائی = یعنی محبت میں راحت

نہیں ہے۔

۸۰۔ زور = مکر۔ فریب۔

۸۷۔ دست = موقع۔

۸۹۔ زلف میں دل = یعنی بکاولی

کے عشق میں مبتلا۔

۹۰۔ دم...... سینا = خاموش بیٹھا

رہنا۔

۹۱۔ محبس = قید خانہ۔

۹۲۔ کام ہو جانا = ختم ہو جانا۔ مرجانا۔

تمام ہو جانا = مرجانا۔ ختم ہو جانا۔

۱۰۱۔ کدخدا ہونا = شادی ہونا۔

بُت...... ہوں = یعنی بکاولی کا

پُجاری بنوں۔

۱۰۳۔ سعدین = جب دو مبارک

ستارے ایک ساتھ جمع ہوتے ہیں

اس کو قران السعدین کہتے ہیں۔

یہاں مطلب شہزادے اور تاج الملوک

سے ہے۔

۱۰۷۔ حنائی = مہندی لگے ہوئے۔

۱۰۸۔ پن...... بنی کی = کونسی دلھن

سے عقد ہو گیا۔

۱۱۰۔ پسا ہوا = مصیبت زدہ۔

۱۱۱۔ سر گرانی = عشق کے غم کا مارا۔

۱۱۳۔ دانا = جاننے والا۔

۱۲۰۔ میری...... تھی = تجھے میرا اتنا

خیال کہاں تھا جو مجھے دیکھنے آتا۔

تلووں...... تھی = تیرے تو پاؤں

میں مہندی لگی تھی اور تو نوشہ

بنا تھا۔

۱۲۱۔ کڑی اُٹھانا = تکلیف سہنا۔

۱۲۴۔ سنگینی...... داغ = مجھے پتھر

ہونے کا افسوس ہے اور نہ جلنے

کا صدمہ ہے۔

۱۲۵۔ قسمت...... مامن = یہ بھی

قسمت کہ اب نہ بھاگنے کی صورت

ہے نہ بچنے کی جگہ۔

پتھر کے تلے دامن دبا ہونا = مشکل

میں پھنسا ہوا۔

۱۲۶- مصلحت سنج = مصلحت جاننے والا سمجھدار - دوربین -

۱۲۷- چلو ہوا ہو = یہ فقرہ غصہ اور برہمی کے موقع پر بولا جاتا ہے -

۱۲۸- چھاتی ..... پتھر = بادلِ ناخواستہ - نہایت بد دلی سے -

۱۲۹- نقش دیبا = وہ بیل بوٹے جو دیبا کپڑے پر کڑھے ہوتے ہیں -

۱۳۲- خفتہ نصیبی = بد قسمتی -

۱۳۳- شبستان = مکان رشب خوابی کا کمرہ -

۱۴۰- تھا ..... دلدار = یعنی اُس کی جگہ تکیہ رکھا ہوا تھا -

۱۴۱- دوری ..... درازی = جب یہ دیر تک نہیں آیا -

۱۴۳- ہم گرانی = جو اُسکے پہلو میں گہری نیند سو رہا تھا -

۱۵۳- مریخ = ایک ستارہ ہے جو صاحب جنگ وجدال کہلاتا ہے -

۱۵۸- کھلے خزانے = آشکارا -

۱۶۰- خاک پتھر = یعنی کچھ نہیں -

(یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ وہ پتھر خاک ہو گیا ہے)

۱۷۰- خار سے = حسد سے -

۱۷۲- کام روا = مقصدور -

ستائیسواں باب

۱- دہقان = کاشتکار -

نقطوں ..... افشاں = قلم جو شل ایک کاشتکار کے ہے صفحہ کاغذ پر جو بمنزلہ کھیت کے ہے نقطوں سے اس طرح تخم ریزی کرتا ہے اور واقعات کو لکھتا ہے -

۴- نمود کرنا = جوتنا - بونا -

کھیتی کی واشد ہوئی = یعنی فصل اُگ ن -

۵- بھاگ = نصیب -

۶- سرسوں ... جمایا = یعنی فوراً حمل ٹھہر گیا -

۷- سرسوں .... پھولی = سب بہت خوش ہوئے -

۹- فلفل = لونگ -

۱۱- نیرنگ = تعجب خیز بات - نئی بات -

۱۵- سیمبر = چاندی کے جسم والی یعنی

-۔ زمین میں گڑ گئے = شرمندہ ہوئے
۲- ہم وقار = ہم مرتبہ -
۱- بے سروبرگی = بے بضاعتی۔ مفلسی
۱- عہدِ سختی = مشکل کا زمانہ
۴- داماں ..... چھپایا = نظروں سے
اوجھل ہو گئی -
۴۴- سایہ ..... کا = سکتہ میں ہو گئی -
۴۴- سیانی = عقلمند -
۴۶- چوٹی ..... اٹکے = میں انکا تابعدار ہوں
۵۰- خمسہ = پانچ -
خمسہ متحیرہ = پانچ ستارے - زہرہ۱-
عطارد۲- زحل۳- مشتری۴- مریخ۵ -
انھیں متحیرہ اس وجہ سے کہتے ہیں
کہ یہ اپنے مرکز پر چلتے چلتے اپنی چال
چھوڑ کر پھر اُلٹے چلنے لگتے ہیں -
مطلعِ صفا = محبت۔ سچّائی کا آسمان -
۵۵- حواسِ خمسہ = سونگھنا۱- چھونا۲-
دیکھنا۳- چکھنا۴- سُننا۵ -
ہوئے ..... مجموع = جب اطمینان
حاصل ہوا -
دنگ - سنی گئی -

۵۷- شاہ بانو = ملکہ -
میں تو = کس وناکس - ہمہ شما -

اٹھائیسواں باب

۱- شگوفہ = کلی -
۲- دخاں = دھواں -
۶- ناگن ..... لوٹی = جس طرح ناگن
جسم کے کسی حصّہ سے اگر چھو جائے
تو وہ حصّہ سڑ جاتا ہے اُسی طرح
اُس زلف کے دیکھنے سے اُس کا
دل گھائل ہو گیا -
۸- جب ..... امید = یعنی رات ختم
ہوئی اور آفتاب نکلا -
۹- ماہ ..... برج = نئے چاند کی قیام گاہ
تھی یعنی روح افزا وہاں رہتی تھی -
درِ یگانہ = بے مثل موتی -
درج = ڈبیہ -
۱۱- سائے ..... چڑھائی = یعنی وزیرزادہ
مہتابی پر چڑھا -
۱۲- سُہا = ایک بار ایک ستارہ ہے
جو بناۃ النعش میں واقع ہے اور

جب چاند کے قریب آتا ہے تو نظر آتا ہے۔

۱۳- اگھات گو لگی = موقع کی تدبیر۔

۱۷- رکھ کے پردہ = راز پوشیدہ رکھ کر

۲۲- ہمتا = برابر۔

۲۳- راہ ہونا = محبت ہونا شناسائی ہونا۔

۳۰- آئینہ..... صورت = میری حالت تجھے ظاہر ہے۔

۳۱- افسوس..... روبرو ہو = یعنی میں جو تیرا عاشق ہوں تجھے نہ دیکھ سکوں اور الگ رہوں اور آئینہ تیرے پاس رہے اور تیری صورت دیکھے۔

۳۴- خود بینی = غرور۔

۳۶- نقش..... جانا = یعنی سمجھ گئی کہ یہ اس کے عاشق کی تحریر ہے۔

۴۹- عمرو = ایک عیار کا نام ہے یہاں مطلب بہرام سے ہے۔

۵۱- بادام..... دکھایا = بنظر طرف گھور کر دیکھا۔

۵۳- گور = گورخر۔

بہرام گور = ایک بادشاہ کا نام تھا۔

۵۵- قمری..... بنایا = قمری کی نسبت مشہور ہے کہ سرو پر عاشق ہوتی

۵۸- کل سجھائی = ترکیب بتائی۔

۶۴- بوتہ = گھریا جس میں س چاندی سونا پگھلاتے ہیں۔

نقرۂ خام = کچی چاندی۔

۶۷- فاسق = گناہگار۔

۷۲- رضا = مرضی۔

۷۳- مرسوم..... انداز = رسم رواج کے مطابق۔

ساز = سامان۔

۷۸- خدایا = اے خدا۔

تمت بالخیر

نیشنل پریس الہ آباد میں باہتمام رمضان علی شاہ چھپا